SUCCESSFUL LIFE

(A GUIDE FOR TEENAGERS)



ُدور نو بلوغت کے سوالات ُ



Successful Life

(a guide for teenagers)



(دور نوبلوغت کے سوالات)

تصنيف: عبد السنار منهاجين

جمله حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں۔

تصنيف : عبدالتارمنهاجين

پېلشر : ئېس پېلس ز،اُردوبازارلاهور

مطبع : منهاج القرآن پرنٹر ز، لا ہور

إشاعت نمبر 1 : 19 فروري 2023ء (1,100 - ياكتان)

إشاعت نمبر 2 : 3 اپریل 2023ء (1,100 - پاکستان)

إشاعت نمبر 3 : 11 إيريل 2023ء (1,100 - إنديا)

إشاعت نمبر 4 : جون 2023ء (1,100 - ياكتان)

قيمت : -/1,200روپي

تعلیمی إدارے خصوصی رعایت كیلئے اس وٹس ایپ نمبر پر رابطه كرين: 7794-181-0327

ملنے کے پیتے

کتاب کی خریداری کیلئے صفحہ آخر پر دیکھیں۔

ابواب

باب نمبر ۱ : زندگی اور موت

باب نمبر 2 : جسمانی پاکیزگ

باب نمبر 3 : رُوحانی پاکیزگی

باب نمبر 4 : شرم وحياءاور إستحصال

باب نمبر 5 : سبق آموز واقعات

		•
, ••	معود	~
		N'
	_	/ W

17	و ضِ مصنف
19	<i>قصد ک</i> تاب
20	سے کیسے پڑھاجائے؟
2 I	باب نمبر 1:زندگی اور موت
22	I . اِبتدائیه
23	2. کیااِنسان واقعی ایلین ہے؟
27	3. کرۂ ارض کے اِبتدائی انسان
29	4. زندگی کا مقصد کیاہے؟
32	5 . جنت کاماحول کیساتھا؟
34	6. مادّى دُنيا كاماحول كيساہے؟
36	7. پیمادّی دُ نیاا یک فریبِ نظرہے۔
37	alectromagnetic waves
39	the world of visible colors کا بال دیدر نگوں کی دنیا (2
42	3)سه جهتی دُنیاسے ماوراء beyond three-dimensional world
45	4)وقت مطلق نہیں اِضا فی ہے۔
47	5)ما حصل

48	8. موت کیاہے؟
48	I)موتزند گی کی سب سے بڑی حقیقت ہے۔
52	2)موتزند گی کی سب سے بڑی نعمت ہے۔
55	3)موت سے خوف؟یا تیاری؟
57	4) قبر میں سوالات
58	5)موت کے بعد جسم ورُوح کا تعلق
59	6) قبر میں وُلہن جیسی نیند
60	7)موت اور علامه اقبالٌ
61	9. الله رحمٰن ورحيم
63	I)موت کامنظر مرنے کے بعد کیا ہو گا؟
66	2)خدا سار العيوب ہے۔
67	3)الله پرایمان لانے والوں پہ عذاب نہ ہو گا۔
67	4)جنت ہمارے تصور سے زیادہ وسیع ہے۔
69	5) اللہ سے معافی کیسے ما نگیں؟
72	IO. کامیابی کاراز کیاہے؟
74	I) کون ساعلم حاصل کریں ؟
75	2) كون سابيشه اپنائيں ؟
76	3)وقت کی قدر وقیت
77	4)ﷺ خیزی کامیابی کازینہ ہے۔
79	5) وہم کا کوئی علاج نہیں ؟

79	■ یقین کامل کی ایک مثال
81	 نماز اِستسقاء میں چھتری لانے والا بچپہ
81	6)مایوسی گناہ کیوں ہے؟
82	7) محنت میں عظمت
85	8) اِنسان اپنی محنت کا کھل ضر ور پا تا ہے۔
86	9)انسان اپنے عمل کا قیدی ہے۔
87	o I)روزِ قیامت ہاتھ پاؤں کیسے گواہی دیں گے ؟
88	I I. زمینی نجاستول سے نجات کیوں اور کیسے ؟
91	1 2. سوالات
97	باب نمبر 2: جسمانی پاکیز گی
98	I. جسمانی نجاشیں
100	I)اِستنجاء
100	2)عوارضِ نسوانی
101	3) حين 3)
101	4) نفاس
102	5) اِستحاضه
102	2. جسمانی پاکیز گی کا حصول
103	3. مسائل وضو
104	I)وضو کی نیت
104	2)وضو كاطريقه

105	3)وضوکے فرائض
105	4)وضو کی سنتیں
106	5)وضوکے مستحبات
107	6)وضوکے مکروہات
107	7)وضو توڑنے والے اُمور
108	8) کن چیزوں سے وضو نہیں ٹو ٹٹا؟
109	9)وضوکے دیگر مسائل
109	4. مسائل غنسل
109	I)غسل کامسنون طریقه
110	2)غسل کے فرائض
110	3)غسل فرض کب ہو تاہے؟
110	4) غسل مسنون کب ہو تاہے؟
III	5)غنسل مستحب کب ہو تاہے؟
112	6)غنسل کے دیگر مسائل
112	5. مسائل تيم
113	ı) تيم كاطريقه
113	2) تیم کے فرائض
113	3) تیم کی سنتیں
114	4) تیمم کے دیگر مسائل
115	6. سوالات

117	باب نمبر 3:رُوحانی پاکیزگی
120	ایمان، آداب، اخلاق
121	ا. ایمان
121	ואוטוויגו
122	2) ايمان بالملائكه
123	3) ايمان بالرسالت
124	4) ايمان با لكتب
124	5) ايمان بالآخرت
125	6)ایمان بالقدر فطرت کے قوانین پر عمل پیراہونے کانام ہے۔
128	7) سبق آموز واقعه
129	8)ختم نبوت کے بعدر ہنمائی کیسے ؟
132	2. آدابِ زندگی
133	1)نعمتوں کے آداب
135	2)جسم کے آواب
135	3) کھانے پینے کے آداب
136	• کھانے سے پہلے
136	● کھانے کے دوران
137	● کھانے کے بعد
137	 پینے کے آداب
138	4)لباس کے آداب
139	5) سونے کے آداب
139	• سونے سے پہلے

140	 سونے کے دوران
140	 بیداری کے بعد
141	6)واش روم کے آواب
141	 واش روم سے پہلے
141	● واش روم کے دوران
142	● واش روم کے بعد
143	7)والدین کے آداب
148	8) بہن بھائیوں کے آداب
149	 حیجوٹے بہن بھائیوں کے آداب
149	 بڑے بہن بھائیوں کے آداب
150	 کزنوں کے آداب
150	9)رائے کے آداب
151	 اکڑ کرچلنے کی ممانعت
I 52	 رائے میں بداخلاقی نہ کرنا
152	 رائے میں بیہود گی ہے بچنا
153	 رائے سے رکاوٹیں ہٹانا
I 54	•
155	• رائے کی حق تلفی نه کرنا
157	 مسافروں کی مد د کرنا
158	 مسافروں کی مجبوری سے فائدہ نہ اُٹھانا
158	 ٹریفک قوانین په عملدرآ مد
158	١٥) عمومی معاشرتی آداب

160			3. أخلاقِ حسنه
172	22)توبه کرنا	165	I)إحسان كرنا
172	23)توكل	165	2)إحسان نه جتلانا
172	24)جلدبازی سے اِجتناب	165	3)إحسان مند ہونا
172	25) چیخنے چلّانے سے اِجتناب	166	4)إخلاص في العمل
173	26)حدنہ کرنا	166	5)اخوت
173	27)حسن ظن	166	6)إستقامت
174	28)حسن عمل	167	7)اِعتدال/میانه روی
174	29)حسن نيت	167	8) أُلِثْ نام نه ركھنا
175	30)حياء	167	9)الزام تراشی نه کرنا
175	3 1)خاموشی	168	10)امانت داری
175	2 2)خنده پیشانی	168	I I) إنفاق في سبيل الله
175	3 ج)خود پیندی سے اِجتناب	168	12) إيثار
176	34)خودداری	169	13) إيفائے عہد
176	3 ج)خود غرضی سے اِجتناب	169	14) بخل سے بچنا
176	36)خود نمائی سے اِجتناب	169	15) كُغض نه ركھنا
177	37)خوش خُلقی	170	16) بـ ^{تُكلِّ} في
177	38)خوش مزاجی	170	17)بےلوثی
177	39)خوشامەسے اِجتناب	170	18) مخل مزاجی
178	40)خوشیاں بانٹنا	170	19) تعاوُنِ بالهمي
178	41)خير خوابي	171	20) تقویٰ و پر ہیز گاری
178	42)ۇشمنى نەپالنا	171	21) تواضع

186	65)عدل وانصاف	179	43)ونیاہے بےرغبتی
186	66)ءنت وتغظيم	179	44) د نیا کاخوف نه رکھنا
186	67)عفت وعصمت	179	45)ویانتداری
187	68)عفوو در گزر	180	46)رحمت اور مهربانی
187	69)عيب پوشي	180	47)رضا
187	70)عيب جو ئی نه کرنا	180	48)زُ ہدو قناعت
187	71)غافل نه ہونا	181	49) سخاوت
188	72)غرورو تكبر ہے إجتناب	181	50)ستى وكاہلى سے اجتناب
188	73)غصەضبط كرنا	181	5 آ) سنجيد گي
189	74)غم خواری	182	52)شجاعت
189	75)غيبت سے إجتناب	182	53)شفقت
190	76) كفايت شعارى	182	54)شکر گزاری
190	77) گواہی نہ چھپانا	182	5 5)شیخی نه بگھار نا
190	78)لالحج نه كرنا	183	56)شيرين زباني
190	79) لغويات سے إجتناب	183	47)صبر وتخل
191	80)لا يعنى باتول سے إجتناب	183	58)صداقت
191	81)متانت	184	59)صفائی
192	82)محبت فى الله	184	60)صلح جو ئی
192	83)مذاق نه الأانا	184	61)صلەر حى
192	84)مرضی مسلطنه کرنا	185	62)طعنہ زنی سے اِجتناب
193	85)معاف كردينا	185	63)ظلم سے بچنااور بحپانا
193	86)مقابله بازی نه کرنا	185	64)عاجري

194	90)والدین سے حسن سلوک	193	87)منافقت سے اِجتناب
194	1 9) ہلاکت سے اِجتناب	194	88)نافرمانی نه کرنا
195	92) هدردي	194	89) نکتہ چینی سے اِجتناب
196			4. سوالات
201	نياء	باب نمبر 4: شرم و ح	
206			I .ستر پوشی
206			2. پر ده
207			3. بد نظری
209			4. إختلاطِ مر دوزن
210		C	5 . تنهائی میں ملا قاتیر
211			6. ہم جبنس پر ستی
212			₇ .خو دلڏتي
213		ماخته تصور	8. نثر م وحیاء کاخو د س
216			9. آثار بلوغت
217		ی کا در میانی دور	I 0 . بلوغت اور شاد
217		رستک	I I . حياء كا تقاضا د
219		بائے؟	1 2. شادی کیوں کی
220		ائے؟	I 3. شادی کب کی ج

220	14. شادی کس کے ساتھ کی جائے؟
221	I 5. پیند کی شادی کیسے؟
222	I 6. بے حیائی اور مغربی تہذیب
223	■ لومڑی اور گدھے کی مثال
224	r . حقوق نسوال بارے چند غلط فہمیاں
225	■ شیسی ڈرائیور سے مکالمہ
226	8 I. اسلام میں چار شادیاں کیوں؟
228	■ ایک نومسلم سے مکالمہ
229	19. الله تعالیٰ کے ہاں محرم اور نامحرم رشتے
231	20. الله تعالیٰ کے نزدیک نسب کی اہمیت
232	∑ & (1
232	2)حمل
233	3)ولادت
233	4)رضاعت
234	5)عدت
234	2 I. استحصال سے تحفظ
236	I)خطرناك حالات ميں اپناد فاع
238	2)غير متوقع حالات كامقابله
238	٤)خو د اعتماد ي
239	4)مسائل پر قابو
239	5)اِحساسِ تمتری په قابو

239	6) دوسر ول سے رابطہ
240	7)حاضر دماغی اور بیدار مغزی
240	8)مضبوط قوتِ إرادي
241	9) پراُمیدر ہنا
24I	22. والدين كواپنامحرم راز بنائيں
242	23. سوشل میڈیا پر احتیاطیں
244	24. سوالات
247	باب نمبر 5: سبق آموز واقعات
248	I . قصه سیدنا آدمٌ وحواً
248	I)اِبلیس کاانکار سجدہ
249	2) آدم عليه السلام جنت مين
250	3)اسم محمد صَالِمُنْ يَتُمْ عُرْ شِ معلَىٰ پر
251	4)خلافت ِارضی
252	5) آدم عليه السلام زمين پر
252	6) ہابیل و قابیل کاقصّہ
253	7)سلسله ٔ جنگ وجدل بمقابله امن و ہجرت
254	2. قصه سيدنابوسفٌ وزليخاً
255	I)خاند انی پس منظر
255	2) بحيين كاخواب
255	3) بھائيوں کا حسد
256	4)گھرسے کنوئیں تک

258	5) کنوئیں سے مصر تک
259	6) بازارِ مصر میں
259	7)عزیز مِصرکے محل میں
260	8)زلیخاکی سازش
263	9)جيل ميں قيد
264	10) بادشاه کاخواب
265	I I) قیدسے رہائی
266	12) إقتدار يوسف كا آغاز
267	13) إنقلابِ مصر
268	14)برادرانِ یوسف مصر میں
273	15)حضرت ليقوبٌ مِصر ميں
274	16) تعبير خوابِ يوسفٌ
275	17)وصال
275	I 8)قصە يوسف ًاوراللەرتِ العزت كى حكمتىں
278	19)سبق
279	3. قصه سیده مریم م
279	I) بیت ُالمقدس آمد
280	2)جبرائیل گی آ مد
281	3) قوم کاردِّ عمل
282	4)ولا دتِ حضرت عيسيٰ
282	5) كلام حضرت عيسليٌّ
283	6) إسرائيلي روايات

285	4. قصه توم لوط
285	I) قوم کی حالتِ زار
286	2) قوم كاعذاب مانكنا
287	3)عذاب کیلئے فرشتوں کی آمد
289	4)حضرت لوطٌ کی روا نگی
289	5)نزولِ عذاب
290	6) بچیرهٔ مُر دار
291	7)واہلیہ (زوجہ لوط) کانمکین جسم عبرت کدہ
291	8)ہم جنس پرستی کی سزا
293	9) ہم جنس پر ستی کا اِ نفراد کی نقصان
293	10)ہم جنس پر ستی سے معاشر تی تباہی
294	5. سوالات
298	ضميمه والدين كيليخ ربهنما أصول
299	I) دوسال سے چپورٹے بچوں کیلئے
300	2) دوسے چھے سال کے بچوں کیلئے
300	3)سات سے دس سال کی لڑ کیوں کیلئے
301	4)سات سے دس سال کے لڑکوں کیلئے
302	5) گیارہ سے ببندرہ سال کی لڑ کیوں کیلئے
302	6) گیارہ سے ببندرہ سال کے لڑکوں کیلئے
303	7) آخری نکته
305	 مصادر ومر اجمع

عرضٍ مصنف

بچوں کے ناپختہ ذہنوں میں ایسے بے شار سوالات ہوتے ہیں، جنہیں یو چھتے

ہوئے وہ جھجکتے ہیں، یا اُنہیں اپنے والدین اور اساتذہ کی طرف سے تسلی بخش جواب نہیں ملتا، جس سے وہ بسا اُو قات دین اِسلام کے بنیادی تصورات و اعتقادات کے حوالے سے تشکیک کا شکار ہوجاتے ہیں۔
اِعتقادات کے حوالے سے تشکیک کا شکار ہوجاتے ہیں۔
اِس کتاب میں ناپختہ عمر میں بچوں کے ذہنوں میں بیدا ہونے والے بنیادی نوعیت کے ایسے سوالوں کے جوابات پیش کئے جارہے ہیں، جنہیں سمجھنے کے بعد وہ ہر قسم کے وسوسوں سے پچ کر ایمانِ کا مل حاصل کر سکیں گے۔ اِس

مشعل راه ثابت ہو گا۔

پیچیدہ علمی مباحث اور سائنسی اِصطلاحات کے اِستعال سے گریز کرتے ہوئے علمی اور فلسفیانہ موضوعات کو خالصتاً عوامی انداز میں بچوں کی سطح پر آکر لکھا گیا ہے تاکہ نئی نسل کو اپنے ایمان میں پختگی کے ساتھ ساتھ زندگی کا بنیادی مقصد اور اُسے گزارنے کا سلیقہ سمجھ میں آسکے اور وہ یہیں کے ہور ہنے کی بجائے اللہ رب العزت کے حضور واپسی کے سفر کو ہمیشہ یادر کھیں۔

اِس کتاب کے اَوراق میں آپ مصنف کے زندگی بھر کے مشاہدات و تجربات کو محسوس کر سکیں گے۔ کتاب کا پہلا باب بالخصوص اُن سوالوں کے جواب اپنے اندر سموئے ہوئے ہے جن میں سے بیشتر سے مصنف کو اپنی اوا کل عمری میں سابقہ پڑا تھا۔ کچھ کے جواب بچین میں مل پائے تھے، جبکہ اکثر سوالوں کے جواب جالیس سال کی عمر کے بعد مل سکے۔

دورانِ مطالعہ کسی پہلوسے تشنگی محسوس ہویا کوئی نئے سوالات سامنے آئیں تواُن کے بارے میں مصنف کواِس ای میل ایڈریس پر ضرور آگاہ کیا جائے تا کہ اگلے ایڈیشن میں اُنہیں بھی شامل کیا جاسکے۔

kamyabzindagibook@gmail.com

اِس کتاب کو پڑھ لینے کے بعد اپنے والدین کی اِجازت سے کسی دوست کو تخفہ دے دیں۔ بیر بھی صدقہ جاربیہ کا ایک انداز ہے۔

مقصركتاب

اس کتاب کابنیادی مقصد بچوں کے دلوں میں زندگی اور موت کے حوالے سے بنیادی تصورات کو راتخ کرتے ہوئے اُنہیں ایک ایسی زندگی گزار نے پر آمادہ کرنا ہے جس کے بعد وہ دُنیا و آخرت دونوں میں کامیاب ہو سکیں، یعنی وہ اپنی جسمانی ورُ وحانی پاکیزگی کو ہمیشہ اپنی پہلی ترجیج پر رکھیں اور دین اِسلام کی عطاکر دہ تعلیمات کے مطابق کامیاب زندگی گزاریں۔
ایس کتاب میں "شرم و حیاء" کے نام سے ایک باب شامل کیا گیا ہے، جس میں حیاء دار معاشر ہے کے قیام کے علاوہ بچوں کے مکنہ اِستحصال سے بچنے کیلئے راہ عمل بھی تجویز کی گئی ہے۔

اِسے کسے پڑھاجائے؟

اِس کتاب سے بہتر اِستفادہ کیلئے ہر جملے کو سبقاً پڑھا جائے اور اِس میں موجود تمام تصورات اور اِعقادات کو بچوں کے دلوں میں جاگزیں کیا جائے۔ اگرچہ اِس کتاب کا ہر باب اپنی ایک الگ حیثیت رکھتا ہے تاہم اِس سے بہتر اِستفادہ کیلئے پہلے باب کو لفظ بہ لفظ پڑھنا بہت ضروری ہے۔

دورانِ تدریس بچوں کے ساتھ مکالمہ کیا جائے اور اُنہیں یہ اِعتاد دیا جائے کہ وہ اپنے والدین اور اساتذہ سے بلا جھجک سوال پوچھ سکیں۔ بچوں کے تمام سوالوں کے منطقی جوابات دیئے جائیں۔

یہ کتاب بچوں کے ساتھ ساتھ بڑوں کیلئے بھی مفید ہے۔ کتاب میں شامل آیات و احادیث کوفٹ نوٹ میں رکھا گیاہے تاکہ چھوٹے بچوں کیلئے مطالعہ میں مشکل نہ ہو۔ اساتذہ کیلئے فٹ نوٹ کی مددسے بچوں کو سمجھانا آسان ہوسکے گا۔ بڑے بچوں کو پچھ آیات واحادیث زبانی یاد کروائی جاسکتی ہیں۔

اِس سے حقیقی فائدہ اُسی کو حاصل ہو گاجو اِسے پڑھنے کے ساتھ اِس کے مُندر جات پر عمل کرنا شروع کر دے گا۔

باب نمبر I : زندگی اور موت

اِس باب کا بنیادی مقصدیہ ہے کہ ہمارے بچے اپنی عارضی زندگی پر دائی زندگی کی ترجیح کو سمجھیں اور بچپن سے ہی موت کیلئے تیاری کی طرف مائل ہوں۔ اُمید کی جاتے کی جاتی ہے کہ اِس باب کو توجہ سے سمجھ لینے کے بعد بچوں کا دل دُنیا کی بجائے اُسے بنانے والے کی طرف مائل ہو گا اور وہ اپنے رب کے قُرب کی خواہش کے پیشِ نظر اپنی تمام دُنیاوی خواہشات کو اِعتدال میں لا سکیں گے۔ جس کے نتیجہ میں اُن کی ساری زندگی جھوٹ، خو دغرضی اور دھو کہ دہی سے یاک رہے گی۔

I. إبتدائيه

اِس کا ننات کا نظام ہماری پیدائش سے کروڑوں اربوں سال پہلے سے جاری ہے اور ہماری موت سے کئی ارب سال بعد تک بھی جاری وساری رہے گا۔ ہمارے ہونے پانہ ہونے سے کروڑوں اربوں ستاروں اور سیاروں پر مبنی اِس کا ئنات کو کچھ فرق نہیں پڑتا۔

الله کی نظر میں سب اِنسان بر ابر ہیں۔ کسی امیر کو کسی غریب پر کوئی برتری حاصل نہیں۔ اِسی طرح کسی کالے کوکسی گورے پر کوئی ترجیح حاصل نہیں ہے۔ اِنسانوں کو ایک دُوسرے پر ترجیح صرف تقویٰ کی وجہ ہے ہے اور تقویٰ ہی کی وجہ سے کسی شخص کو اللہ کے نز دیک زیادہ قدر ومنزلت مل سکتی ہے۔(۱)

ہمیں کبھی خود کو دُوسروں سے بہتر یا کمتر نہیں سمجھنا چاہئے۔ اِحساسِ برتری اِنسان کو مغرور بنادیتا ہے اور وہ إنسانيت كھو بيٹھتاہے، جبكه إحساس كمترى إنسان كومايوسى ميں مبتلا كر ديتاہے اور وہ دُنياميں کچھ بہتر كرنے قابل نہیں رہتا۔

کروڑوں سالوں سے جاری اِس کا ئنات میں تمام اِنسانوں کو مخضر سی زندگی صرف ایک بار ملتی ہے اور اگر اُسے ضائع کر دیا جائے تو دوبارہ کبھی نہیں مل سکتی۔ اِس لئے ہمیں وقت کی قدر کرنی چاہیئے۔خواہ آپ زندگی میں کتنے بڑے آدمی بن جائیں، گزرے ہوئے وقت کو دوبارہ حاصل نہیں کرسکتے۔ گزراہواوقت پھر تبھی واپس

⁽¹⁾ أَلَا! لَا فَضْلَ لِعَرَبِيِّ عَلَى عَجَمِيٍّ، وَلَا لِعَجَمِيٍّ عَلَى عَرَبِيٍّ؛ وَلَا لِأَحْمَرَ عَلَى أَسْوَدَ، وَلَا أَسْوَدَ عَلَى أَحْمَرَ، إِلَّا بِالتَّقْوَى، إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللهِ أَتْقَاكُمْ (أحمد بن حنبل في المسند، 5/ 411، الرقم/ 336 23)

[&]quot;خبر دار! کسی عربی کو عجمی پر اور کسی عجمی کو عربی پر اور کسی گورے کو کالے پر اور کسی کالے کو گورے پر کوئی فضیلت حاصل نہیں سوائے تقویٰ کے ،اور بے شک تم میں سے اللہ کے نز دیک زیادہ قدر و منزلت والاوہ شخص ہے جو تم میں سے سے بڑھ کر صاحب تقوی ہے۔"

نہیں آتا۔

ہم اپنے جسم کے مالک نہیں ہیں، ہمارا جسم اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کر دہ امانت ہے۔ جس مال و دولت سے خدا ہمیں نواز تاہے ، وہ سب ہمارے لئے آزمائش ہے اور ہمیں اُس کا حساب دیناہو گا۔ طاقت ، دولت ، حسن ، جو انی ، رِزق سمیت سب نعمیں ہمارے لئے آزمائش ہیں۔ وہ جتنی زیادہ نعمیں ہمیں عطا کر تاہے آخرت میں اُن سب کا حساب بھی لے گا۔ زیادہ نعموں کا مطلب ہے زیادہ آزمائش (2) ... چنانچہ ہمیں اپنی خواہشوں پر قابویانا چاہئے اور نعموں کی کثرت کی بجائے ہمیشہ برکت کی دعا کرنی چاہئے تاکہ آزمائش سے نیچر ہیں۔

2. کیا اِنسان واقعی ایلین ہے؟

اَشْرِفُ النحلوقات إنسان اگرچه إس زمين پر ہزاروں سالوں سے رہ رہاہے مگر وہ إس سيارے کی مخلوق نہيں ہے۔ سيارہ زمين پر إنسان کی حيثيت ايک ايلين کی سی ہے، جو ہزاروں سال قبل کسی دُوسری دنياسے يہاں آکر آباد ہوا تھا۔ اللّٰہ ربّ العزت نے إنسان کو حتی طور پر زمين کی بجائے جنت ميں رہنے کيلئے ڈيزائن کيا تھا اور محض عارضی طور پر پچھ معيّن مدت کيلئے إس زمين پر بھيجا تھا۔ (3) يہی وجہ ہے کہ وہ ایک طویل عرصہ سے زمين پر رہنے کے باوُجود کئی إعتبار سے زمين ماحول کے ساتھ مطابقت (compatibility) نہيں رکھتا۔ اگرچہ إنسان اور کرہُ ارض کی دیگر مخلوقات میں بہت زیادہ فرق ہے، تاہم اُن کے در میان بعض نوعیت کی

⁽²⁾ ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ (القرآن، التكاثر، 201: 8)

^{&#}x27;'پھراُس دن تم سے (اللہ کی) نعمتوں کے بارے میں ضرور پوچھا جائے گا(کہ تم نے انہیں کہاں کہاں اور کیسے کیسے اِستعال کیا تھا!)''

⁽³⁾ وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرُّ وَمَتَاعٌ إِلَى حِينٍ (القرآن، الأعراف، 7: 24)

^{&#}x27;'اور تمہارے لئے زمین میں معینن مدت تک جائے سکونت اور متاعِ حیات ہے۔''

مما ثلت بھی موجود ہے۔ (4) اِنسان کی زمین پر آمدسے قبل جانور اِس پورے سیارے پر آزادانہ گھومتے پھرتے تھے۔ اِنسان کی آمدسے پہلے اللہ تعالی کے قانون کے مطابق کرہُ ارض سے ڈائنوسار جیسے اِنتہائی خطرناک جانور ختم ہو چکے تھے۔ اِنسان کے کرہُ ارض پہ آنے سے قبل ڈائنوسار جیسے جانوروں کے علاوہ اِنسان کی طرح دویاؤں پر چلنے والے جاندار بھی موجود تھے، جنہیں اِنسان کو نازل کرنے سے پہلے ختم کر دیا گیا تھا۔ عین ممکن ہے کہ پوری اور ایشیاء میں بسنے والے نیندر تھل جیسے جاندار بھی اُنہی میں سے ہوں۔

اِبتدائی دور کے اِنسانوں نے اِس سیارے پر آنے کے بعدیہاں کے بہت سے جانداروں کو مسخر کر لیا اور اُن سے کھیتی باڑی سمیت دیگر کام لینے لگے۔ دیگر جانور اِنسانوں سے بچنے کیلئے اُن کی آبادیوں سے دُور جنگلوں میں رہنے لگے۔

کرہ ارض کے دیگر جاند اروں کے برعکس إنسان معاشرتی طور پر مل جل کر رہتاہے اور چار پاؤں کی بجائے دو پاؤں پر جلتا ہے۔ جنت کے پُر آسائش ماحول کے ساتھ مطابقت کی وجہ سے اُس کا جسم اِتنانازک ہے کہ دیگر جاند اروں کے برعکس اُسے کھانا پڑا کر کھانا پڑتا ہے، موسمی شدت سے بچنے کیلئے کپڑے پہننا پڑتے ہیں اور مکانات بنا کر اُن میں رہنا پڑتا ہے۔ یعنی روٹی، کپڑا اور مکان ہمیشہ سے ہی اِنسان کی بنیادی ضروریات رہی ہیں۔

اِنسان دیگر مخلوقات کے برعکس زمینی موسموں کی شدت کا مقابلہ نہیں کر سکتا، دھوپ بر داشت نہیں کر سکتا، چنانچہ ہر سال بے شار اِنسان ہیٹ سٹر وک (heatstroke) سے مر جاتے ہیں۔ مجموعی طور پر موسموں کی

⁽⁴⁾ وَمَا مِن دَآبَّةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا طَائِرٍ يَطِيرُ بِجَنَاحَيْهِ إِلاَّ أُمَمُّ أَمْثَالُكُم (القرآن، الأنعام، 6: 38)

[&]quot;اور (اے انسانو!) کوئی بھی چلنے پھرنے والا (جانور) اور پر ندہ جو اپنے دو بازوؤں سے اڑتا ہو (ایسا) نہیں ہے مگریہ کہ (بہت سی صفات میں)وہ سب تمہارے ہی مماثل طبقات ہیں۔"

شدت سے ہر سال 50 لا کھ اِنسان لقمہ اجل بن جاتے ہیں۔ (۶) کر ہ ارض پر کشش تھل کے زیادہ ہونے کی وجہ سے اِنسان کمر کے مختلف اَمر اض ہیں بھی مبتلا ہو تار ہتا ہے۔ اِس کے علاوہ دیگر جاند اروں کے بر عکس اِنسان کو اِس زمینی زندگی میں بے شار ایسی بیاریاں بھی لگتی ہیں، جن کا علاج نہ کیا جائے تو وہ جان لیوا ثابت ہوتی ہیں۔ اِنسان کے بر خلاف دیگر زمینی مخلو قات کو بنیادی طور پر اِسی سیارہ زمین میں رہنے کیلئے پیدا کیا گیا تھا، چنانچہ وہ اِس کے ساتھ مکمل مطابقت رکھتی ہیں۔ اُن جاند اروں میں خطر ناک بیاریاں نہ ہونے کے بر ابر ہیں۔ جنگی جانوروں میں تو اِنسانوں جیسی خطر ناک بیاریاں بالکل نہیں ہوتیں، البتہ پالتو جانوروں کو اِنسانوں ہیں۔ جنگی جانوروں میں قو اِنسانوں کی نسبت بہت کم ہیں۔ زمین کے ناساز گار کے ساتھ رہنے کی وجہ سے کچھ بیاریاں لگ جاتی ہیں، جو اِنسانوں کی نسبت بہت کم ہیں۔ زمین کے ناساز گار ماحول کے ساتھ اِنسان کی عدم مطابقت (incompatibility) ہی کی وجہ سے روزانہ کر وڑوں اِنسان بیار ہو کر ہیتالوں کے چکر کاٹ رہے ہوتے ہیں۔ اِنسانوں میں دیگر جاند اروں کے بر عکس شوگر ، بلڈ پر یشر اور کینسر موجود ہیں، جبکہ دیگر جاند اروں میں دائمی آمر اض کا تصور ہی نا پید ہے۔ اِس تناظر جیسی بہت سی دائمی بیاریاں موجود ہیں، جبکہ دیگر جاند اروں میں دائمی آمر اض کا تصور ہی نا پید ہے۔ اِس تناظر میں بہت سی دائمی آمر اض کا تصور ہی نا پید ہے۔ اِس تناظر میں بہت کی دانظر آتا ہے۔

اگر اللہ ربّ العزت نے اِنسان کو بطورِ خاص نئے بیرے سے ڈیز ائن نہ کیا ہو تا اور وہ ڈارون کے نظریہ اُر نقاء میں پیش کر دہ مفروضے کے مطابق بقائے اَصلح (survival of the fittest) کے نتیجہ میں خود کار طریقے سے وُجو د میں آیا ہو تا تو اِنسان کی کرہُ ارض کے ساتھ مطابقت (compatibility) دیگر تمام جاند اروں کی نسبت بڑھ کر ہونا چاہیئے تھی، جبکہ یہاں معاملہ اُلٹ ہے۔

اِنسان چونکہ ایک نازونعم والی وُنیاسے زمین پر آیا تھا، جہاں زمین جیسی سخت کو ثی اور جفاکثی کی ضرورت نہ تھی، اِس لئے وہ دیگر زمینی جانداروں کے برعکس خاصا نزاکت پیند واقع ہوا ہے۔ وہ بستر میں سو تا ہے اور ساری زندگی زمین کو جنت بنانے کی کوشش میں لگار ہتا ہے۔ کرہُ ارض پر آنے کے بعد اِنسان تھکنے لگا اور اُسے

⁽⁵⁾ https://www.theguardian.com/world/2021/jul/08/extreme-temperatures-kill-5-million-people-a-year-with-heat-related-deaths-rising-study-finds

نیند کی ضرورت محسوس ہونے لگی۔ زمین پر آنے سے پہلے جب وہ جنت میں رہتا تھا تو تھکتا بھی نہیں تھا اور اُسے نیند بھی بالکل نہیں آتی تھی۔⁽⁶⁾

اِنسان کی کوشش ہے کہ کسی طرح اِسی سیارے کو اپنے آبائی مقام جنت جیسا بنالے مگر اللہ تعالیٰ کااِرادہ اُسے ایساکرنے سے روکے ہوئے ہے۔

اِنسان پیچیلی کئی صدیوں سے خود کوزمین پر رہنے کے قابل بنار ہاہے۔ اِبتدائی اَدوار میں مدتوں تک غاروں اور جنگلوں میں رہنا شروع کر دیا۔ پھر جنگلوں میں رہنا شروع کر دیا۔ پھر مکانات بنا کر اُن میں رہنا شروع کر دیا۔ پھر مکانات کو منظم آبادیوں میں ہر قسم کی شہری سہولیات کا اِنتظام کرتا چلا مکانات کو منظم آبادیوں کاروپ دے دیا اور اُن منظم آبادیوں میں ہر قسم کی شہری سہولیات کا اِنتظام کرتا چلا گیا۔

اِس ساری محنت کے باوجود اِنسان شروع دن سے نئے نئے مسائل کا سامنا کر رہاہے۔ ہر صدی میں نئے مسائل، نئی بیماریاں، نئی جنگیں اور فئ قدرتی آفات اِنسانیت کے سامنے آ کھڑی ہوتی ہیں اور وہ اُن سے نبر د آزمار ہتا ہے۔ اِنسان جانتے بوجھتے ہوئے اِس حقیقت کو تسلیم کرنے سے ڈر تا ہے کہ وہ ہمیشہ اِس زمین پر نہیں رہ سکتا، حالا نکہ اُس کی واپسی مقدر ہے۔

اگر ہم ہر وقت اپنے دل میں یہ خیال پختہ رکھیں کہ ہم اِس سیارے کی مخلوق نہیں ہیں، بلکہ اللہ ربّ العزت نے ہماری آزمائش کیلئے ہمیں عارضی طور پر کرہ ارض پر بھیجاہے اور چند سال یہاں قیام کے بعد ہمیں واپس اُس کی طرف لوٹ کر جاناہے تو یقیناً ہم دُنیا کو دل میں جگہ نہیں دیں گے۔ ہمیں چاہیئے کہ ہم دُنیا کو اپنے اُوپر سوار ہو کر زندگی گزاریں۔ جو لوگ دُنیا کو دل میں بسالیتے ہیں اُن کی یہاں سے واپی کاراستہ بہت دُشوار ہو جاتا ہے۔

⁽⁶⁾ اَلنَّوْمُ أَخُو الْمَوْتِ، وَلَا يَمُوْتُ أَهْلُ الْجَنَّةِ (البيهقي في شعب الإيمان، 4/ 183، الرقم / 4745)

[&]quot;نیند موت کا بھائی ہے اور اہل جنت کو موت نہیں آئے گی (یعنی اُن پر نیند طاری نہ ہوگی)۔"

3. كرة ارض كے إبتد ائى إنسان

انسان جب سے اِس کرہ ارض پر آیا ہے تب سے بہت می آزمائشوں میں مبتلا ہے۔ جنت میں اِنسان حسد جیسی برائی سے پاک تھا۔ زمین پر آنے کے پچھ عرصے کے بعد ہی سیدنا آدم کے بیٹے قابیل نے اپنے بھائی ہا بیل کو حسد کی بناء پر جان سے مار دیا تھا۔ اُس نے اپنی خواہش کے مطابق اپنے بھائی پر اپنی مرضی مسلط کرنے کی کوشش کی اور اُس میں ناکامی کے بعد غصے میں آکر بھائی کو قتل کر دیا۔ تب سے لڑائی جھگڑوں اور جنگوں کا ایک ختم نہ ہونے والاسلسلہ شروع ہوگیا۔

دُنیا کا سب سے بڑا مسکلہ دُوسروں کو اپنی مرضی سے جینے کا حق دینے کی بجائے اِنسان کا دُوسروں پہ اپنی مرضی مسلط کرنے کی کوشش میں گئے رہنا ہے۔ چھوٹے بڑے گھریلو جھگڑوں سے لے کر قومی سطح کی دُشمنیوں اور عالمی جنگوں تک کے پیچھے بھی یہی سبب کار فرما ہے۔ اِنسان اپنی مرضی مسلط نہ کر پانے کی صورت میں غصہ کرتا ہے اور اُس غصے میں اپنے ساتھ ساتھ دُوسروں کی زندگی کو بھی اجیرن بنا کرر کھ دیتا صورت میں غصہ کرتا ہے اور اُس غصے میں اپنے ساتھ ساتھ دُوسروں کی زندگی کو بھی اجیرن بنا کرر کھ دیتا ہے۔

زندگی شروع دن سے نیکی اور بدی کی جنگ ہے، جو پہلے اِنسان (سیدنا آدم) کی پیدائش کے موقع پر شروع ہوئی اور قیامت کے اِنعقاد تک مختلف رُوپ بدل بدل کر جاری رہے گی۔ چنانچہ اِبتدائی دَور میں بھی طاقتور قبیلے کمزور قبیلوں کی زمینوں پر قبضہ کرنے کیلئے اُنہیں قبل کر دیا کرتے تھے۔ اُن میں سے جو چھ جاتے وہ اُن ظالموں کے تسلط سے بچنے کیلئے نئی دُنیاؤں کی تلاش میں وہاں سے ہجرت کرکے نکل جاتے۔ یوں مشرقِ وُسطی سے شروع ہونے والی پہلی اِنسانی تہذیب سے دُور نئی بستیاں آباد ہونے لگیں۔ ظالم لوگ خود محنت کرکے زمینوں کو آباد کرنے کی بجائے ہمیشہ دُوسروں کی آباد کردہ زمینوں پر قبضہ کرتے رہے اور کمزور آباد کاروں نے وہاں سے ہجرت کرکے نئی پرسکون دنیاؤں کی تلاش جاری رکھی۔ ظالم قبیلے جن زمینوں پر قبضہ کرتے رہے اور کمزور قبیلے کی زر خیز زمینوں پر قبضہ کرتے کے بعد بنجر ہو جا تیں۔ آب وہ ظالم قبیلے کسی اور کمزور قبیلے کی زر خیز زمینوں پر قبضہ کرنے کیلئے نکل کھڑے ہوتے۔ یوں جنگ و جدل آب وہ ظالم قبیلے کسی اور کمزور قبیلے کی زر خیز زمینوں پر قبضہ کرنے کیلئے نکل کھڑے ہوتے۔ یوں جنگ و جدل

کا سلسلہ چاتا رہتا اور کمزور قبائل اُن ظالموں کے خوف سے بار بار ہجرت کرکے نئی زمینوں کی تلاش اور آباد کاری میں مشغول رہتے۔ اِس عمل کے دوران اِنسانوں نے رفتہ رفتہ اِس نئے سیارے کے تمام براعظموں کو چھان مارا۔ یوں تمام براعظم اِنسانوں سے آباد ہو گئے اور کرۂ ارض پر پہلے سے رہنے والے جانوروں میں سے بیشتر جنگلات تک محدود ہو کررہ گئے۔ یہی وجہ ہے کہ سن 149 عیں جب کو لمبس نے براعظم امر یکا کو دریافت کیا تو اُسے وہاں پہلے سے آباد ایک قوم ملی، جے ریڈ انڈین قوم کانام دیا گیا۔

کرہ ارض پر بھھر جانے کے بعد اِنسانوں کے اِنسانوں سے را بطے محد ود ہو گئے اور وہ ایک دُوسرے کے اُحوال سے بے خبر ہو گئے۔ ہر خطے کی آب و ہوا کے مطابق اُن کی بُودوباش اور زبانوں میں بہت زیادہ فرق آگیا۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ کرہ ارض کے مختلف خطوں میں جا بسنے والے قبیلوں اور قوموں نے اپنے طور پر بچھ دریافتیں اور اِیجادات شر وع کر دیں، جن سے دُوسرے خطوں میں آباد اِنسان لاعلم رہتے تھے۔ پر بچھ دریافتیں اور اِیجادات شر وع کر دیں، جن سے دُوسرے خطوں میں آباد اِنسان لاعلم رہتے تھے۔ اِبتدائی دریافتوں میں سب سے اہم پہیہ تھا، جو آ مد ورفت کا بنیادی ذریعہ بنا۔ اِسی طرح چقماق بھی ایک اہم دریافت تھا، جس کی مد دسے اِنسان نے آگ جلانا سیکھا۔ نیز صحت بخش جڑی بوٹیاں بھی زمانہ قبل تاریخ کے اِنسانوں کی اہم دریافتوں میں شامل تھیں، جن کی مد دسے وہ اپنے بیادوں کا علاج کیا کرتے تھے۔ کشتی قدیم اِنسان کی سب سے اہم اِیجاد ہے، جسے حضرت نوٹے نے بنایا تھا۔ قدیم اِنسان کو سونا، چاندی اور قیمتی پھر اکھے اِنسان کی سب سے اہم اِیجاد ہے، جسے حضرت نوٹے نے بنایا تھا۔ قدیم اِنسان کو سونا، چاندی اور قیمتی پھر اکھے کرنے کا بہت شوق تھا، جنہیں آج بھی قیمتی ماناجا تا ہے۔

اِبتدائی زمانے میں کرۂ ارض پر شہر اور ملک نہیں ہوا کرتے تھے۔ بلند و بالا عمارات اور سڑکوں کا کوئی وُجود نہیں تھا۔ لوگ جنگلوں اور غاروں میں رہتے اور جنگلی جانوروں سے بچنے کیلئے آگ اور پتھر وغیر ہ اِستعال کیا کرتے تھے۔ آج اِکیسویں صدی میں ہم جوایجادات دیکھتے ہیں یہ ہمیشہ سے یو نہی موجود نہیں تھیں۔

آج سے کم و بیش دو ہزار سال پہلے یونان علوم و فنون کا مرکز بنا، مگر یونانیوں کا سارا فوٹس سائنس کی بجائے فلسفہ پر تھا۔ اِسلام کے آنے کے بعد نسل اِنسانی نے پہلی بار سائنسی و تجربی توثیق کی اہمیت کو سمجھا اور قرآنی آیات سے ملنے والے تھم کے تحت با قاعدہ ایک سائنسی وَورکا آغاز کیا۔ مسلمانوں نے اپنے سائنسی عروج کے آیات سے ملنے والے تھم کے تحت با قاعدہ ایک سائنسی وَورکا آغاز کیا۔ مسلمانوں نے اپنے سائنسی عروج کے

زمانے میں اِنسانیت کو الی بہت سی اِیجادات سے رُوشناس کروایا، جن میں سے پچھ آج اکیسویں صدی میں سے بچھ آج اکیسویں صدی میں سجی ہمارے اِستعال میں ہیں۔ ⁽⁷⁾

علوم وفنون کا تیسر ادَور آج سے پانچ سوسال قبل 2 14 ء میں سقوطِ غرناطہ کے بعد یورپ میں شروع ہوا، جس کی بنیاد اندلس کی لا تبریریوں میں موجود مسلمان سائنسدانوں کے علمی سرمائے پر رکھی گئی۔ پچھلی صدی میں اِنسان نے پٹر ولیم سمیت زمین میں دفن بہت سے خزانے کھوج نکالے۔ جانوروں کی بجائے ایندھن سے چلنے والی گاڑیاں بنالیں، حتیٰ کہ اِنسان نے جہاز بناکر اُڑناشر وع کر دیا۔ بکل کی اِ بجاد نے اِنسانی ترقی کو ہز اروں گنا تیز کر دیا۔ بیسویں صدی میں ہی اِنسان نے بہلی بار خلاکاسفر شروع کر دیا، حتیٰ کہ چاند تک بھی ہو آیا۔ بیسویں صدی کے اِختام تک اِنسان نے کمپیوٹر، اِنٹر نیٹ اور موبائل فون جیسی اِنقلابی اِ بجادات کے ساتھ یورے کرہ ارض کو صحیح معنوں میں ایک گلوبل و ملیج بناکر رکھ دیا۔

4. زندگی کامقصد کیاہے؟

زندگی کو کامیاب بنانے کیلئے سب سے پہلے زندگی کا مقصد جاننا بہت ضروری ہے۔ ہم میں سے ہر کوئی اپنی زندگی میں کامیابی کیلئے اپناکوئی مقصد طے کرتا ہے اور پھر اُسے حاصل کرنے کیلئے کوشش کرتا ہے۔ کسی کا مقصد ڈھیر سارا پیسے کمانا ہے تو کوئی ڈاکٹر بن کر لوگوں کی خدمت کرنا چاہتا ہے۔ کسی کا خواب پا کلٹ بن کر فضاؤں میں اُڑنا ہے تو کوئی وطن کے دفاع کیلئے فوج میں شامل ہونا چاہتا ہے۔ الغرض ہر بچے کے دل میں اسکول کے زمانے میں ہی بہت سے خواب سائے ہوتے ہیں۔

الله تعالیٰ نے إنسان کو إس سيارے پر اپنا خليفه اور نائب بنا کر اُتاراہے۔ ديھنايہ ہے کہ الله تعالیٰ نے اُس کی زندگی کا مقصد کيا ہے! سب سے پہلی بات يہ ذبن نشين کرليس کہ الله تعالیٰ نے آدم عليه السلام کوکسی جرم کی سزاکے طور پر جنت سے نہيں نکالاتھا، بلکه آدم وحواکاز مين پر آناالله تعالیٰ کے قديم منصوبے کاايک

⁽⁷⁾ اسلام اور جدید سائنس، صفحه 2 و ، تصنیف شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طااہر القادری

حصہ تھا۔ ورنہ اُنہیں اِتنے اِعزاز و اِکرام کے ساتھ اپنا خلیفہ ہونے کا ٹائٹل دے کرنہ بھیجا ہوتا، اَشر ف النحلو قات قرار نہ دیاہو تا۔ (تفصیل آگے آئے گی۔)

اِنسانی تخلیق اور خلافت ِارضی کا بنیادی مقصد اِنسان کی آزمائش ہے۔ (8)جو اِنسان اِس آزمائش پر پورااُتر نے کی بجائے اپنی مرضی سے اپنی زندگی کا کوئی نیامقصد طے کر لیتے ہیں اور اللہ ربّ العزت کے طے کر دہ مقصد کو مدِ نظر رکھنے کی بجائے زمین سے واپسی (یعنی موت اور آخرت) کو بھول جاتے ہیں اور اِسی دُنیاوی زندگی کو سب پچھ سبجھ کر ہمیشہ یہیں رہنے کی کوشش میں لگے رہتے ہیں، اُن کا انجام بربادی ہے۔ (9) چنانچہ ہمیں عیاہیئے کہ ہم اللہ ربّ العزت کی رضا اور خوشنو دی کو اپنی زندگی کا پہلا مقصد بنائیں اور ہمیشہ ایسے لوگوں کے ساتھ دوستی لگائیں جو اللہ کی رضا کے طالب ہوں۔ اللہ تعالی نے قر آنِ مجید میں ہمیں واضح الفاظ میں تھم فرما یا کہ جہم اپنی زندگی کا مقصد پانے کیلئے نیک لوگوں کے ساتھ دوستی نے قرآنِ مجید میں ہمیں اور اِس زمینی دُنیا کی خوبصور تی میں کھو کر یہیں کے ہو کر رہ جانے والے لوگوں کے ساتھ دوستی نہ لگائیں۔ (۱۵)

(8) الَّذِي خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيَاةَ لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا

(القرآن، الْمُلْك، 67: 2)

"جس نے موت اور زندگی کو (اِس لئے) پیدا فرمایا کہ وہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے کون عمل کے لحاظ سے بہتر ہے۔"

(9) وَهُوَ الَّذِي جَعَلَكُمْ خَلاَئِفَ الْأَرْضِ وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَاتٍ لِّيَبْلُوكُمْ فِي مَا آتَاكُمْ

> ا (القرآن، الانعام، 6: 165)

"اور وہی ہے جس نے تم کو زمین میں اپنا نائب بنایا اور تم میں سے بعض کو بعض پر درجات میں بلند کیا، تا کہ وہ ان (چیز وں) میں تمہیں آزمائے جو اس نے تمہیں (امانیاً)عطا کرر کھی ہیں۔"

(10) وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُم بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ وَلاَ تَعْدُ عَيْنَاكَ عَنْهُمْ تُرِيدُ زِينَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَلاَ تُطِعْ مَنْ أَغْفَلْنَا قَلْبَهُ عَن ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوَاهُ وَكَانَ أَمْرُهُ فُرُطًا (القرآن، الكهف، 18: 28)

جب ہماری زندگی کا اصل مقصد اللہ ربّ العزت کی رضا اور خوشنو دی ہے تو ہمیں چاہیئے کہ لوگوں کی خوشی پر ہمیشہ اللہ کی خوشی کو ترجیح دیں۔ البتہ دُوسروں کو کسی دُنیاوی مفاد کی بجائے اگر صرف اِس نیت سے خوش کریں کہ اِس نیک عمل سے اللہ اور اُس کار سول خوش ہوتے ہیں تو اِس نیت سے یہ بھی کارِ ثواب ہے۔ اپنے دل و دماغ میں اِس بات کو پختہ کر لیں کہ ہر وہ عمل جو دُوسروں کیلئے سہولت اور آسانی کا باعث بنے وہ نیکی ہے ، اور ہروہ عمل جس سے دُوسروں کو کسی قسم کی تکلیف پہنچے وہ گناہ ہے۔

ہمیں چاہیئے کہ ہم اِس زمینی دنیا میں کھو کر اپنی پیدائش کے مقصد اور جنت کی طرف واپسی کو بھول جانے والوں میں سے نہ بنیں۔جو اِنسان اپنی تخلیق کے مقصد، زمین سے واپسی اور آخرت کو ہمیشہ یادر کھتے ہیں اور اِس دُنیاوی زندگی کو عارضی اور فانی سجھتے ہیں، اللہ تعالی پر ایمان لاتے ہیں اور اُس کے رسولوں کے لائے ہوئے دین کے مطابق اپنی زندگی بسر کرنے کی کوشش کرتے ہیں، وہی کامیاب ہیں اور وہی بالآخر اِس سیارہ زمین سے واپس جنت میں جانے میں کامیاب ہوں گے۔

موت زندگی کی سب سے بڑی حقیقت ہے اور موت ہی زندگی کی سب سے بڑی نعمت بھی ہے۔ إنسانوں کو اس زمین سے واپس جنت کی طرف لے کر جانے والا راستہ موت کے دروازے سے ہو کر گزر تا ہے۔ بہت سے سادہ لوح لوگ ایک طرف جنت کے طلبگار ہوتے ہیں جبکہ دُوسری طرف وہ موت سے خوف بھی کھاتے ہیں۔ چنانچہ موت سے ڈرنے کی بجائے ہمیں خود کوموت کیلئے تیار کرناچاہئے۔

"(اے میرے بندے!) تواپنے آپ کو اُن لو گوں کی سنگت میں جمائے رکھا کر جو صبح و شام اپنے رب کو یاد کرتے ہیں، اُس کی رضا کے طلب گار رہتے ہیں (اُس کی دید کے متمنی اور اُس کا مکھڑ اسکنے کے آرزو مند ہیں) تیری (محبت اور تو جہ کی) نگاہیں اُن سے نہ ہٹیں، کیا تو (اُن فقیروں سے دھیان ہٹاکر) دنیوی زندگی کی آرائش چاہتا ہے، اور تو اُس شخص کی اِطاعت (بھی) نہ کر جس کے دل کو ہم نے اپنے ذکر سے غافل کر دیا ہے اور وہ اپنی ہوائے نفس کی پیروی کرتا ہے اور اُس کا حال حدسے گزر گیا ہے۔"

الله ربّ العزت اور آخرت پر إیمان رکھنے والا کوئی شخص موت سے نفرت نہیں کر سکتا۔ موت سے نفرت صرف وہ لوگ کرتے ہیں جو اللہ اور آخرت پر إیمان نہیں رکھتے اور صرف اِسی زمینی حیات کو ہی زندگی سیمھتے ہیں۔ (مزید تفصیل آگے آئے گی۔)

الله تعالی نے اِنسانوں کی ہدایت کیلئے اپنے نبیوں کو اِنسانیت کی طرف پیغامبر بناکر بھیجا، جو اِنسانوں کو سیارہ زمین سے جنت کی طرف واپسی کی یاد دلانے اور واپسی کالائحہ عمل دینے کیلئے آتے رہے ہیں۔ اِس سلسلہ کے آخری رسول ہمارے پیارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صَلَّ اللّٰہُ عَلَیْ اور اُن پر اُترنے والی کتاب قر آنِ مجید اِنسانیت کیلئے آخری منشور اور مکمل ضابطہ کھیات ہے۔

اِنسانیت کی نجات اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنے والے آخری اور حتمی ضابطہ ُ حیات '' قر آنِ مجید'' کو زندگی کا منشور بنانے میں ہے۔

5. جنت كاماحول كيساتها؟

الله ربّ العزت نے اَشرفُ المخلوقات اِنسان کو جس جنت کی مطابقت (compatibility) میں پیدا فرمایا تھا وہاں ایک نہایت پاک صاف ماحول تھا۔ وہاں مُستقل دن کا سماں تھا اور رات کا کوئی تصور نہیں تھا۔ وہاں مُستقل دن کا سماں تھا اور رات کا کوئی تصور نہیں تھا۔ وہاں مسیقت میں کوئی آلا کشیں نہ تھیں، کوڑا کر کٹ، گندگی، تعفّن اور غلاظتوں کا نام و نشان تک نہیں تھا۔ جنگیں، مصیبتیں، سیلاب، زلز لے اور دیگر قدرتی آفات جیسا بھی وہاں پچھ نہ تھا۔

جنت میں إنسانی جسم بول و براز جیسی گلفتوں اور آلا کشوں سے مکمل طور پر آزاد تھا۔ إنسان کے جسم پر کسی قسم کے غیر ضروری بال نہ تھے، ناخن نہ بڑھتے تھے، حیض نہیں آتا تھا۔ کھانے پینے کے بعد جسم سے پیشاب، پاخانہ اور بد بودار ہواخارج نہیں ہوتی تھی۔ شر مگاہیں یوں پوشیدہ تھیں کہ لباس پہنے بغیر بھی بر ہمگی نہ ہوتی تھی۔ جنت کے ماحول میں إنسان کا جسم نہ صرف تھکاوٹ اور بیاریوں سے آزاد تھا بلکہ اُسے نیند کی ضرورت بھی محسوس نہیں ہوتی تھی۔

جنت میں اِنسانی رُوح برے خیالات اور وسوسوں سے آزاد تھی۔ کسی قشم کی نفرت، کد ُورت، ہوس، حسد، کینہ، بُغض، ریاکاری، خود غرضی، دھو کہ اور اِنتقام کا جذبہ وہاں پر موجود نہیں تھا۔ لا کچ اور خواہشات نہیں تھیں۔ تھیں، اگر تھی بھی توصرف اور صرف قرب الہی کو پانے کی خواہش تھی۔

ماحول پاک، جسم پاک، رُوح پاک، سوچ پاک، عمل پاک، ظاہر و باطن سب پاک تھا۔ کسی قسم کی نجاست اور آلود گی کاوہاں کوئی تصور نہ تھا۔

روزِ قیامت حساب کتاب کے بعد جب نیک لوگوں کو جنت میں بھیجا جائے گا تو وہ سب کے سب 30 یا 33 و سال کے جوان ہوں گے۔ اُن میں سے کوئی بچے یا بوڑھا نہیں ہوگا۔ اُن میں سے کوئی بھی اندھا یا لنگڑا نہیں ہوگا، یعنی اُن کے سب اَعضاء صحیح سلامت ہوں گے۔ کھانے پینے کے بعد اُنہیں بول وہراز کی حاجت نہیں ہوگا، ور اُن کے بدن سے بد بودار ہوا بھی خارج نہیں ہوگا۔ اُن کے ہاتھ پاؤں کے ناخن اور سر کے بال بڑھنا چھوڑ دیں گے۔ جلد پر بال موجود نہیں ہوں گے۔ بغلوں کے علاوہ زیرِ ناف بال بھی نہیں آئیں گے۔ مَر دوں کومُونچھیں اور داڑھی نہیں آئے گی، جبکہ خواتین کو حیض نہیں آیا کرے گا۔ اہل جنت کو نیند بھی نہیں آئے گی۔ آئے۔ اُن کے اہل جنت کو نیند بھی نہیں آئے گی۔ اُن کے گا۔ اہل جنت کو نیند بھی نہیں آئے۔ گا۔ اُن کے گا۔ اہل جنت کو نیند بھی نہیں آئے۔ گا۔ اُن کے گا۔ اہل جنت کو نیند بھی نہیں آئے۔ گا۔ اُن کے گا۔ اہل جنت کو نیند بھی نہیں آئے۔ گا۔ اُن کے گا۔ اہل جنت کو نیند بھی نہیں آئے۔ گا۔ اُن کے گا۔ اہل جنت کو نیند بھی نہیں آئے۔ گا۔ اُن کے گا۔ اُن کی کو نیند بھی نہیں آئے۔ گا۔ اُن کے گا۔ اُن کی کی کے گا۔ اُن کے گا۔ اُن کے گا۔ اُن کے گا۔ اُن کی کے گا۔ اُن کے گا۔ کُن کے گا۔ اُن کے گا۔ اُن کے گا۔ اُن کے گا۔ اُن کے گا۔ گا۔ کے گا۔ اُن کے گا۔ اُن کے گا۔ کُن کے گا۔ کہ کے گا۔ کہ کے گا۔ کے گا۔ کُن کے گا۔ کے گا۔ کُن کے گا۔ گا۔ کُن کے گا۔ کُن کے گا۔ کُن کے

(11) أَهْلُ الْجَنَّةِ جُرْدٌ مُرْدٌ كُحْلٌ لَا يَفْنَى شَبَابُهُمْ وَلَا تَبْلَى ثِيَابُهُمْ (سنن الترمذی، 4/ 679، الرقم/ 2539. سنن الدارمی، 2/ 431، الرقم/ 2826) ''نام در کر سرم می الرفهر می گرد می الرفهر می کرد کرد می گرد می گرد می کرد می الرفتار کرد می الرفتار می کرد می

[&]quot; آبلِ جنت کے بدن اور چہرے پر بال نہیں ہوں گے ، اُن کی آئکھیں سر مکیں ہوں گی ، ان پر مجھی بڑھا پانہ آئے گا اور نہ ہی ان کے لیاس بوسیدہ ہوں گے۔"

⁽¹²⁾ یَدْخُولُ أَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ جُرْدًا مُرْدًا مُکَحَّلِینَ أَبْنَاءَ ثَلَاثِینَ أَوْ ثَلَاثٍ وَثَلَاثِینَ سَنَةً (أحمد بن حنبل فی المسند، 5/ 243، الرقم/ 2215. سنن الترمذی، 4/ 682، الرقم/ 2545) "جنتی اِس حالت میں جنت میں داخل ہوں گے کہ ان کے جسم اور چپرے پر بال نہیں ہوں گے، (آ تکھوں میں) سرمہ لگاہواہو گااوروہ تیس یا تنتیس سال کی عمر کے (جوان)ہوں گے۔"

6. مادّى دُنياكاماحول كيساسي؟

اِس کا نئات میں کم از کم ایک سوارب کہکٹائیں موجود ہیں۔ صرف ہماری کہکٹاں 'ملکی وے' میں کروڑوں ستارہ ستارے موجود ہیں، جن کے اِرد گر د اربوں کی تعداد میں سیارے گر دش کر رہے ہیں۔ قریب ترین ستارہ پروگزیماسنچری (Proxima Centauri) ہم سے اِتنی دُور واقع ہے کہ اُس تک پہنچنے کیلئے اِنسان کو سواچار لاکھ سال تک روشنی کی رفتار (تقریباً تین لاکھ کلومیٹر فی سینڈ) سے سفر کرنا پڑے گا، جو موجودہ سائنسی نظر یات کے مطابق ناممکن سمجھاجا تا ہے۔

مختلف کہکثاؤں اور اُن میں موجود مختلف سیاروں پر بنیادی عناصر ترکیبی (composite elements) ایک جیسے نہیں ہیں یا دُوسر نے لفظوں میں اُن کا باہمی تناسب کرہُ ارض جیسا نہیں ہے۔ اُن میں سے بعض سیاروں پر زندگی ممکن ہے، تاہم ضروری نہیں کہ وہاں کی زندگی سیارہ زمین جیسی ہی ہو۔ بلکہ وہاں موجود زندگی اُنہی سیاروں کے عناصر ترکیبی سے تشکیل پانے والے ماحول کے ساتھ مطابقت (compatibility) رکھنے والی ہوگی۔

یہ بھی ممکن ہے کہ مستقبل کا اِنسان دیگر سیاروں میں کان کئی کرکے کوئی ایسا اِیند ھن دریافت کرلے جو اُس کیلئے روشنی کی رفتار سے زیادہ تیز سفر کو ممکن بنادے اور وہ لا کھوں نوری سال کے فاصلے پر موجو د سیاروں میں بسنے والی مخلو قات تک سفر ممکن بنالے۔

سیارہ زمین کی موجودہ ساخت میں فولاد (iron) کو ایک خاص اہمیت حاصل ہے۔ فولاد اِنسان سمیت زمین پر بسنے والے کم و بیش تمام جانداروں اور پودوں کے وُجود میں شامل ہے۔ زمین پر موجود فولاد کی مجموعی مقدار کا ایک بڑا حصہ اِبتدائی طور پر اِس سیارے پر تخلیق نہیں کیا گیا تھا۔ (13) سائنسدانوں کا اِس پر اتفاق ہے کہ اِس سیارے کی اِبتدائی تشکیل کے بہت عرصہ بعد شہابِ ثا قب (meteors) کی بارش کی صورت میں فولاد کی بڑی مقدار زمین پر اُتری، جس سے کرہ ارض کے عناصرِ ترکیبی کا اِعتدال موجودہ حالت کو پہنچا۔ اِس کی بڑی مقدار زمین پر اُتری، جس سے کرہ ارض کے عناصرِ ترکیبی کا اِعتدال موجودہ حالت کو پہنچا۔ اِس کی

⁽¹³⁾ https://sciencing.com/origin-iron-5371252.html

دلیل قر آنِ مجید میں بھی موجو دہے۔(14) چنانچہ عین ممکن ہے کہ دیگر سیاروں پہ فولاد کی اِتنی وافر مقد ار موجو دنہ ہو کہ وہاں بھی ہو بہوسیارہ زمین جیسی زندگی ممکن ہو سکے۔

سیارہ زمین نہ صرف اِس مادی کا کنات میں سب سے بڑھ کر حسین و جمیل ہے اور یہاں ہز اروں اُنواع و اُقسام کے جاند ارپائے جاتے ہیں بلکہ جنت کے بعد زمین ہی وہ واحد سیارہ ہے جس کے ماحول کے ساتھ اَشر ف المخلو قات اِنسان کی کافی حد تک مطابقت (compatibility) پائی جاتی ہے اور وہ یہاں آزادانہ زندگی بسر کر سکتا ہے۔

الله تعالیٰ ربّ العالمین ہے، یعنی وہ تمام جہانوں کا ربّ ہے۔ جیسے تمام جہانوں میں پائے جانے والے بنیادی عناصرِ ترکیبی اور اُن کے تناسب کی طرح وہاں پائی جانے والی مخلو قات بھی ایک دُوسرے سے مختلف ہیں، بالکل اُسی طرح تمام جہانوں کے آغاز واختتام (یعنی قیامت) کا وقت بھی الگ الگ معیّن ہے۔

موجودہ سائنسی اندازوں کے مطابق ہمارے نظام شمسی کو وُجو دمیں آئے ساڑھے چارارب سال گزر چکے ہیں اور تقریباً اِتناہی وقت ہمارے سورج کی موت میں باقی ہے۔ (۱۶^۵ مرنے سے پہلے سورج اِتنا پھول جائے گا کہ عطار د (Mercury) اور زہر ہ (Venus) سیارے اُس میں گر جائیں گے۔ ہمارے سورج پہ سائنسی قیامت چھانے پر سورج کے پھول کر زمین سے اِس قدر قریب تک چلے آنے سے زمین کا درجۂ حرارت بے اِنتہا بڑھ جائے گا، جس سے کرہُ ارض پر واقع کروڑوں اربوں اَقسام کی اَنواعِ حیات مُجلس کر تباہ ہو جائیں گی اور ہر طرف قیامت چھاجائے گی۔ (16)

(15) https://arxiv.org/abs/astro-ph/0204331

⁽¹⁴⁾ وَأَنزَ لْنَا الْحَدِيدَ فِيهِ بَأْسٌ شَدِيدٌ

⁽القرآن، الحديد، 57: 25)

[&]quot;اور ہم نے (کرہُ ارض پر) لوہاا تارا، جس میں زبر دست قوّت (پائی جاتی)ہے۔"

⁽¹⁶⁾ تُدْنَى الشَّمْسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنَ الْخَلْقِ.

⁽صحيح مسلم، 4/ 2196، الرقم/ 2864. البهيقي في شعب الإيمان، 1/ 244، الرقم/ 258.)

روزِ قیامت بنی نوعِ اِنسان کو اللہ تعالی کے رُوبرو پیش کرنے کیلئے ہمارے سیارۂ زمین کو کسی دُوسرے بڑے سیارے کے سیارے کے ساتھ تبدیل کر دیاجائے گاتا کہ سیدنا آدمؓ سے لے کر قیامت تک پیداہونے والے تمام اِنسانوں کو ایک ساتھ زندہ کرکے ایک وسیع وعریض میدانِ حشر میں اکٹھا کیاجا سکے۔(17)

7. بیمادٌی دُنیاایک فریبِ نظرہے۔

اِس مادی وُنیا کی رنگینیاں سر اسر ایک دھو کہ ہیں، کیونکہ حقیقت میں بیہ کروُ ارض ایساخوبصورت نہیں ہے جیساہمیں دکھائی دیتاہے۔ہمارانفس اِسے بہت خوشنما بنا کر دکھا تاہے۔(18)

بنی نوعِ انسان کے ازلی وُشمن اِبلیس (شیطان) کو جب جنت سے نکالا گیا تو اُس نے اللہ ربّ العزت کے سامنے پختہ عہد کیا تھا کہ وہ اِنسانوں کی نظر میں زمینی زندگی کوخوب آراستہ اورخوشنما بناکر دکھائے گا تا کہ وہ جنت کی طرف واپسی کے سفر کو بھول جائیں اور اِسی وُنیا کو حقیقی زندگی سیجھنے لگ جائیں۔(19)

"قیامت کے روز سورج مخلوق سے انتہائی قریب کر دیا جائے گا۔"

(17) يَوْمَ تُبَدَّلُ الْأَرْضُ غَيْرِ الْأَرْضِ وَالسَّمَاوَاتُ وَبَرَزُواْ لِلَّهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ (القرآن، إبراهيم، 14: 48)

"جس دن (پیر) زمین دُوسری زمین سے بدل دی جائے گی اور جملہ آسمان بھی بدل دیئے جائیں گے اور سب لوگ اللہ کے رُوبر و حاضر ہوں گے ، جو ایک ہے سب پر غالب ہے۔"

(18) وَغَرَّتْهُمُ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا

(القرآن، الأنعام، 6: 130)

"اورانہیں دنیا کی زندگی نے دھو کہ میں ڈال رکھا تھا۔"

(19) قَالَ رَبِّ بِمَآ أَغْوَيْتَنِي لَأُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِي الْأَرْضِ وَلَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ (القرآن، الحجر، ؟ 1: 39)

''اہلیس نے کہا: اے پر ورد گار!اس سبب سے جو تو نے مجھے گمر اہ کیا میں (بھی) یقیناً ان کے لئے زمین میں (گناہوں اور نافرمانیوں کو)خوب آراستہ وخوش نما بنادوں گااور ان سب کو ضرور گمر اہ کر کے رہوں گا'' نسل انسانی کی اکثریت شیطان اور اُس کے چیلوں کے مکر و فریب میں آکر اِس حقیقت کو بھول بیٹھی ہے کہ کرہ ارض پہ اِنسانی زندگی کی حیثیت عارضی کھیل تماشے سے زیادہ کچھ نہیں۔ آخرت کے گھر (جنت کی دائمی زندگی) کو بھول کر اگر اِنسان اِسی دنیا کے کھیل تماشوں جیسی عارضی زندگی میں مگن رہنا چاہے تو وہ سر اسر خسارے میں ہے۔ جولوگ اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہیں اور اپنے دلوں میں اُس کا خوف رکھتے ہیں وہ زمینی زندگی کو فانی سمجھ کر ہر لمحہ واپسی کے سفر کیلئے تیار رہتے ہیں۔ (20) مولاناروم کا ایک مشہور قول ہے:

"وُنیا کو دھوکے کا گھر اِس لئے کہاجا تاہے کہ یہاں پر حقیقتیں اُلٹی نظر آتی ہیں۔"

ہماری آئکھوں میں دیکھنے کی جو صلاحیت ہے وہ ہمیں اِس زمینی دُنیا کو بہت خوشنما بنا کر دکھاتی ہے۔ اِس زمینی ماحول میں ہمارے اِرد گر دالی بہت سی بدنما چیزیں بھی موجو دہیں کہ اگر ہم اپنے ماحول کو اُس کی اصلی حالت میں دیکھ لیس تو ہمیں اِس زمینی دُنیا سے کبھی محبت نہ ہو سکے، مگر ہم یہ صلاحیت نہیں رکھتے۔

ہماری آئکھیں اِس زمینی ماحول کی حقیقت کیوں نہیں دیکھ پاتیں، یہ جاننے کیلئے ہم چند مختلف پہلوؤں سے اس کا جائزہ لیتے ہیں:

(electromagnetic waves) نا قابل دید برقی مقناطیسی لهرین (عاصله عناطیسی لهرین)

روشنی کی قابلِ دید شعائیں تقریباً تین لا کھ کلومیٹر فی سینڈ کی رفتار سے سورج سے زمین کی طرف آتی ہیں، جن کی وجہ سے ہم دن کے وقت دیکھ پاتے ہیں۔ اِسی طرح بیر ونی کا ئنات سے دیگر بے شار قسم کی لہریں بھی ہماری زمین کی طرف آتی ہے۔ اُن میں سے بچھ زمین کے بالائی کروں میں فلٹر ہو جاتی ہیں، جو تھوڑی بہت

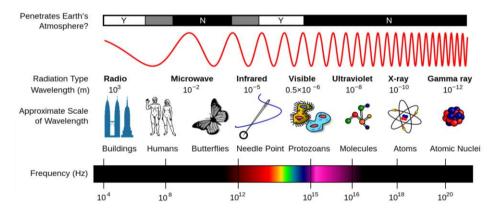
⁽²⁰⁾ وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا لَعِبٌ وَلَهْوٌ وَلَلدَّارُ الْآخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِينَ يَتَّقُونَ أَفَلاَ تَعْقِلُونَ (القرآن، الْأَنْعَام، 6: 32)

[&]quot;اور دُنیوی زندگی (کی عیش و عشرت) کھیل اور تماشے کے سوا کچھ نہیں، اور یقیناً آخرت کا گھر ہی اُن لو گول کیلئے بہتر ہے جو تقویٰ اِختیار کرتے ہیں، کیاتم (پیہ حقیقت) نہیں سمجھتے۔"

زمین کی سطح تک پہنچتی ہیں اُنہیں بھی ہم دیکھ نہیں یاتے۔⁽²¹⁾

اِنسانی آنکھ کو دکھائی دینے والی روشنی visible light کہلاتی ہے۔ یہ الٹر اوائلٹ اور اِنفر اریڈ کے در میان پایا جانے والا بہت چھوٹاسا حصہ ہے۔ ہماری آنکھ روشنی کی موجو دگی میں صرف سات رنگوں کو دیکھ سکتی ہے۔ اُن سات فریکیو کنسیز (frequencies) کے علاوہ بھی ہمارے چاروں طرف بے شارفتهم کی الیمی فریکیو کنسیز موجو دہیں، جنہیں ہماری آنکھیں نہیں دیکھ یا تیں۔ (22) جیسا کہ

- radio waves
- microwaves
- infrared
- ultraviolet
- x-rays
- gamma-rays



- اگر ہم gamma-vision میں دیکھنے کے قابل ہو جائیں تو ہمیں وُنیا میں موجو دریڈی ایش نظر
 آناشر وع ہو جائے گی۔
- اگر ہم x-ray vision میں دیکھنے کے قابل ہو جائیں تو ہمارے لئے موٹی سے موٹی دیواروں کے

⁽²¹⁾ https://imagine.gsfc.nasa.gov/science/toolbox/emspectrum1.html (22)https://askabiologist.asu.edu/spectrum-light

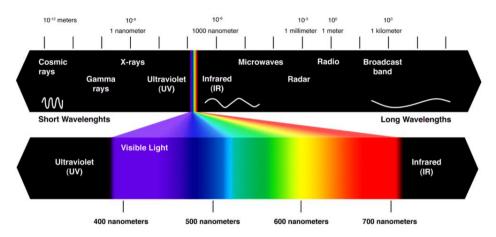
- اندر دیکھنے کی اہلیت پیدا ہو جائے گی۔
- اگر ہم ultraviolet-vision میں دیکھنے کے قابل ہو جائیں تو ہم توانائی کے مختلف روپ دیکھنے
 کے قابل ہو جائیں گے۔
- اگر ہم infrared-vision میں دیکھنا شروع کر دیں تو ہمیں مختلف اَجسام سے نکلنے والی حرارت نظر آنے لگے گی۔
- اِسی طرح اگر ہم microwave-vision اور radio wave-vision کو بھی دیکھنے کے قابل ہو جائیں توایک طرف توہم اُن نظاروں کی وجہ سے سپر پاور صلاحیتیں حاصل کرلیں گے، مگر دُوسری طرف موجودہ دُنیاکا ساراحسن خاک میں مل جائے گا۔

کسی قسم کی سائنسی تفسیلات میں جائے بغیر ہم صرف موبائل فون کے سگنلز پر ہی غور کر لیں کہ اگر ہماری آئیسیں اُنہیں دیکھنے کے قابل ہو جائیں تو ہمارے لئے جینا کس قدر دُشوار ہو کررہ جائے گا! ہمارے اِرد گرد ہر وقت ہزاروں قسم کے نا قابل دید سگنلز موجود ہوتے ہیں۔ اگر ہماری آئیسیں اُن سگنلز کو دیکھنے کے قابل ہو جائیں تو یہ دُنیا ہمارے رہنے کے قابل نہیں رہے گی۔ اندازہ کریں کہ جب ہمیں اپنے ہر طرف سگنلز کی ہوجائیں تو یہ دُنیا ہمارے رہنے کے قابل نہیں رہے گی۔ اندازہ کریں کہ جب ہمیں اپنے ہر طرف سگنلز کی ہوجودہ قابل دید مناظر موبائل سگنلز کی موجود گی میں ہمیں کیسے دکھائی دیں گے!! یہ بھیانک منظر ہم اپنے تھور میں تورو نگئے کھڑے ہوجاتے ہیں!!!

(the world of visible colors) قابل ديدرنگوں کي دُنيا (2

یہ وُ نیا ہر جاندار کو حتیٰ کہ ہر اِنسان کو بھی ایک جیسی د کھائی نہیں دیتی۔ ہر جاندار اِسے مختلف رنگوں میں دیکھتا ہے۔ اِسی طرح بہت سے اِنسان بھی اِسے مختلف رنگوں میں دیکھتے ہیں۔

کامیاب زندگی . . . دورِ نوبلوعنت کے سوالات



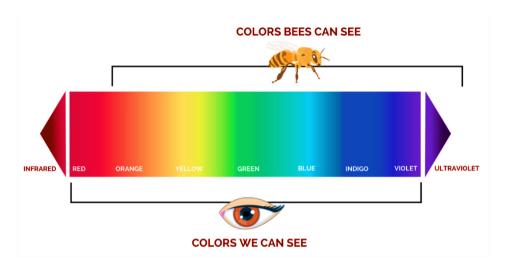
جولوگ دیگر عام اِنسانوں کی طرح روشنی کے ساتوں رنگوں کو نہیں دیکھ پاتے، اُنہیں عام طور پر ''کلر بلا سَند''
کہا جاتا ہے۔ دُنیا میں ایسے لوگوں کی ایک بڑی تعداد موجو دہے جو پیدائشی طور پر کلر بلا سَنڈ ہیں، یعنی وہ چند
رنگوں کو ٹھیک سے دیکھ نہیں پاتے۔ زیادہ تر کلر بلا سَنڈ اَفراد کو سرخ اور سبز رنگ ٹھیک سے دکھائی نہیں
دیتے۔ روشنی کی کی کی صورت میں تمام اِنسان کلر بلا سَنڈ ہو جاتے ہیں، جس کا نظارہ ہم چاندنی رات میں بخو بی
کرسکتے ہیں۔

• تجربہ: چاندنی رات میں کسی ایسے باغ کاوزٹ کریں جہاں چاندنی کے سواکسی قشم کی روشنی موجود نہ ہو۔ اور محسوس کریں کہ رنگ برنگے پھول آپ کو کیسے دکھائی دیتے ہیں!

ہماری ہی دُنیا میں الیں مخلوقات بھی موجود ہیں جن visual-spectrum ہم سے مختلف ہے۔ بہت سے جانوروں کیلئے عام اِنسانوں کی طرح ساتوں رنگوں کو دیکھے پانا ممکن نہیں ہوتا۔ اِس لئے وہ بھی اِس دنیا کی رنگھینیوں سے مستقل طور پر نا آشنا ہوتے ہیں۔ جبکہ دُوسری طرف بعض جانداروں کے ہاں قابلِ دیدرنگوں کی کون (cone) اِنسان کی طرح تین رنگوں (سرخ، سبز، نیلے) تک محدود نہیں ہوتی، بلکہ وہ مزیدرنگوں کو بھی دکھنے کے قابل ہوتے ہیں۔

شہد کی کھیاں اور تنلیاں ایسے رنگ دیکھ سکتی ہیں جو ہم إنسان نہیں دیکھ سکتے۔اُن کے رنگین وِیژن کی حدود

بالا بنفشی (ultraviolet) رنگ تک پھیلی ہوئی ہوتی ہے۔ (23) اُن کی آسانی کیلئے خالقِ کا مُنات نے بعض پھولوں کی پیٹوں میں خاص قسم کے بالا بنفشی پیٹرن بنار کھے ہیں، جو پھولوں کی گہرائی تک اُن کی رہنمائی کرتے ہیں۔



چھ<u>کلیوں</u> کے رنگوں کی دُنیا میں اِنسان کے قابلِ شاخت رنگوں کے علاوہ بھی بہت سے رنگ موجود ہیں۔ اُن کی کلر کون (color cone) اِنسان کی طرح تین کی بجائے چار رنگوں پر منحصر ہے۔ حتیٰ کہ وہ رات کے اند چیرے میں بھی بعض رنگوں کو بخو بی دیکھ سکتی ہیں۔

اُلُووَں سمیت رات کو جاگنے والے اکثر جانداروں میں اللہ تعالی نے یہ طاقت رکھی ہے کہ وہ گہرے اندھیرے میں بھی بخوبی د کیھے سکیں۔ایبااُن کاویژن اِنسانوں کی نسبت بہت مختلف ہونے کی وجہ سے ہے۔ اِنسانی صلاحیتوں کے برعکس غوطہ خور پرندمے خاصی اُونچی اُڑان کے دوران پانی کے بنچے موجود مجھلی کو دکھ کر شکار کر لیتے ہیں، جس سے اُن کے خاص ویژن کا بخوبی اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

بعض أقسام کے بندر صرف نیلااور پیلارنگ دیکھ سکتے ہیں ،انہیں سبز اور سرخ رنگ د کھائی نہیں دیتے۔

⁽²³⁾ https://askabiologist.asu.edu/colors-animals-see

<u>گھوڑے</u> اور <u>گدھے</u> سرخ رنگ کو نہیں دیکھ سکتے، چنانچہ اُن کا ویژن اِنسانوں کی نسبت بہت مختلف ہے اور یہ دُنیا اُنہیں عجیب پھیکے رنگوں میں دکھائی دیتی ہے۔ اِنسانوں کے ساتھ رہنے کے باؤجود سرخ رنگ کو نہ دکیھ پانے کی وجہ سے وہ دُنیا کی وہ رنگینیاں نہیں دیکھ سکتے جنہیں اِنسان روز دیکھتا ہے۔ (24)

• تجربہ: اپنے موبائل کی مدد سے کسی خوبصورت منظر کی تصویر بنائیں اور پھر اُس کے بعد اُس میں سے سرخ رنگ کوغائب کرکے دیکھیں کہ یہ وُنیا گھوڑوں اور گدھوں کو کیسی د کھائی دیتی ہے!

شالی امریکہ میں پائے جانے والے Pronghorn Antelope نامی منفر دہرن کی قوتِ بصارت اِتنی تیز ہے کہ وہ رات کے وقت سیارہ زحل (Saturn)کے گر دواقع ہالے (rings)کو بآسانی دیکھ سکتا ہے۔(25)

(beyond the three-dimensional world) اسه جہتی و نیاسے ماوراء

ہم إنسان ایک الیی دُنیا میں رہنے کے عادی ہیں جہاں تین جہات (3 d)" لمبائی، چوڑائی، اُونچائی" یادُوسر کے لفظوں میں "دائیں – بائیں … آگے – پیچے … اُوپر – نیچے" یائی جاتی ہیں ۔ ہمارے اِردگر د دکھائی دینے والی تمام چیزیں تین جہات یا اَبعاد (three dimenssions) پر مبنی ہوتی ہیں، چنانچہ ہم تین جہات کے ایسے عادی ہوچے ہیں کہ کسی چو تھی جہت کا تصور بھی نہیں کر سکتے ۔

جہات اور اَبعاد کا تصور سمجھنے کیلئے اِن چار بنیادی اِصطلاحات کو سمجھنے کی ضرورت ہے:

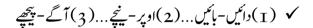
- نقطه (point): نقطے میں کوئی جہت نہیں ہوتی۔
- خط(line): دو نقطوں کو ملانے والے خط یعنی لائن میں صرف ایک جہت "لمبائی" پائی جاتی ہے۔
 ✓ (1) دائیں بائیں
- سطح (surface): کسی کمرے کے فرش یا دیوار کی سطح میں صرف دو جہات "لمبائی" اور "چوڑائی"

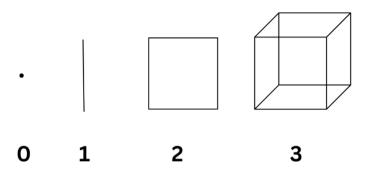
⁽²⁴⁾ https://washingtonvisiontherapy.com/how-are-human-eyes-different-from-animal-eyes

⁽²⁵⁾ https://www.snopes.com/fact-check/pronghorn-antelope-saturn/

يائى جاتى ہيں۔

• مکعب (cube): صندوق نما چیزوں میں تین جہات "لمبائی"، "چوڑائی" اور "اونچائی" کو بخوبی سمجھا جاسکتا ہے۔





بعض جاندار ہو بہو اِنسانوں کی طرح تین جہات (3 d) کو نہیں سمجھ پاتے، اُن کیلئے وُنیا تین سے کم یازیادہ جہات پر مبنی ہوسکتی ہے۔

ہم اپنی روز مرہ زندگی میں چیزوں کی لمبائی، چوڑائی اور اُونچائی کو محسوس کرسکتے ہیں۔ اَب اگر کسی جاندار کے پاس اپنے ماحول کو صرف دوجہوں میں جاننے کی جس موجود ہو اور وہ تیسری جہت کو سمجھ پانے والی جس نہ رکھتا ہو تواُس کیلئے تین جہات (3 D) کو سمجھنانا ممکن ہوگا۔ سائنسد انوں کے نزدیک یہی وجہ ہے کہ ہم اِنسان تین جہات سے آگے کسی جہت کو نہیں دیکھ سکتے۔

ہمیں تیسری جہت (یعنی گہرائی یا بُعد) کو ٹھیک سے سبچھنے کیلئے کم از کم دو آئکھوں کی ضرورت ہوتی ہے، جبکہ چو تھی جہت کو سبچھنے کیلئے یہ دو آئکھیں ناکافی ہیں۔ ممکن ہے کہ اللہ تعالی نے کوئی ایسی مخلو قات پیدا کرر کھی

کامیاب زندگی . . . دورِ نوبلوعنت کے سوالات

ہوں جو معروف تین جہات (لمبائی، چوڑائی، گہر ائی) سے الگ کسی اور جہت کو بھی محسوس کر سکتی ہو۔

ایک تھیوری کے مطابق صرف وہی جاندار اِس دُنیا میں تین جہات (لمبائی، چوڑائی، اُونچائی) کو محسوس کر پاتے ہیں جن کی دونوں آئکھیں اِنسانوں کی طرح سرکے سامنے والی سمت میں نصب ہوں۔(26) سرکے دائیں بائیں الگ الگ ویژن رکھنے والے جاندار صرف دو جہات (لمبائی اور چوڑائی) کو محسوس کر سکتے ہیں، اُونچائی یا گہرائی کو نہیں۔

• تجربہ: اپنی ایک آنکھ پرپٹی باندھ کر اُسے بند کر دیں اور ٹیبل ٹینس کھیل کر دیکھیں۔ کیا آپ کو اپنی طرف آتی ہوئی گیند کارُخ درست سمجھ میں آتا ہے!!

الله ربّ العزت نے قر آنِ مجید میں فرمایا ہے کہ شیطان اور اُس کا قبیلہ اِنسانوں کو وہاں سے دیکھتا ہے جہاں سے وہ اِنسان اُسے نہیں دیکھ سکتے۔ گویاوہ لمبائی، چوڑائی، گہر ائی جیسی معروف تینوں جہات سے ہٹ کر کسی اور جہت سے اِنسانوں کو دیکھتے ہیں (²⁷⁾ اور گمر اہ کرنے کیلئے وسوسہ اندازی کرتے ہیں۔ اِسی لئے ہمیں اُن کے وسوسوں سے بچنے کیلئے سورۃ الناس عطافرمائی گئی ہے۔

بہت سے لوگ اِس نظریہ پریقین رکھتے ہیں کہ بعض جانداروں کو طوفان، زلزلے اور قدرتی آفات کا وقت سے پہلے اِس لئے پیتہ چل جاتا ہے، کیونکہ وہ اِنسانوں کے ہاں معروف تین جہات (3 d) سے بڑھ کر مزید پچھ جہات کو بھی سمجھ یاتے ہیں۔

سہ جہتی وُنیا کو سمجھے کیلئے ذرایوں سوچیں کہ زمین پر چلتے پھرتے وفت ہم عمارتوں کی دیواروں کو تو دیکھ سکتے

⁽²⁶⁾ https://washingtonvisiontherapy.com/how-are-human-eyes-different-from-animal-eyes

⁽²⁷⁾ إِنَّهُ يَرَاكُمْ هُوَ وَ قَبِيلُهُ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ (17) إِنَّهُ يَرَاكُمْ هُوَ وَ قَبِيلُهُ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ (القرآن، الأعراف، 7: 27)

[&]quot;بیشک وہ (خو د) اور اُس کا قبیلہ تمہیں (وہاں سے) دیکھتا (رہتا) ہے جہاں سے تم اُنہیں نہیں دیکھ سکتے۔"

ہیں، گربالعموم اُن عمار توں کی چھتوں کو نہیں دیکھ سکتے۔ پر ندے چو نکہ اُڑنا جانتے ہیں اِس لئے وہ اُڑتے وقت صحیح معنوں میں تینوں جہات (3 d) کو محسوس کر سکتے ہیں۔ اِنسان عام طور پر زمین کے اُوپر چلتے پھرتے وقت صرف آگے کی سمت چلتا ہے یا کبھی کو شش کرکے اُلٹے قد موں چل سکتا ہے۔ اِسی طرح دائیں اور بائیں سمت بھی چلا جا سکتا ہے، مگر چو نکہ وہ پر ندوں کی طرح اُڑ نہیں سکتا اِس لئے اُوپر نیچے جانے کیلئے اُسے سیڑھیوں کی ضرورت پڑتی ہے۔ اپنی پیدائش کے ہزاروں سالوں بعد پچھلی صدی میں اِنسان نے ہوائی جہاز ایجاد کر لیا، جس کے بعد اُس نے با قاعدہ اُڑنا شروع کر دیا اور پر ندوں کی طرح تین جہات (3 d) کو محسوس کرناایک معمول بن گیا۔ مگر اُس کے باوجو د اِکسویں صدی میں بھی اربوں اِنسانوں سے آباد سیارے پر ایسے اِنسانوں کی تعد اد بہت کم ہے جنہوں نے جہاز میں سفر کرتے ہوئے با قاعدہ طور پر بالائی جہت سے زمین کو دیکھ رکھا ہو۔ اِسی طرح بہت کم اِنسان سیٹلائٹ امیجز کی مد دیہ سمجھ سکتے ہیں کہ ہیرونی خلاء سے زمین کیسی دکھائی دیتے ہے ایوں اُن کے محسوسات کی جہتیں عملاً محدود رہتی ہیں۔

4) وقت مطلق نہیں اِضافی ہے۔

وقت ایک إحساس کا نام ہے، جو مختلف کا ئناتوں میں مختلف حیثیت رکھتا ہے۔ اِسی طرح زمین پر موجو د مختلف جانداروں کیلئے بھی وقت کی حیثیت مطلق (absolute) نہیں بلکہ اِضا فی (relative) ہے۔ اِس کر وَارض چانداروں کیلئے بھی موجو د ہیں جن کی عمر چند گھنٹے سے زیادہ نہیں ہوتی، اور اِسی طرح ایسی مخلو قات بھی ہیں جن کی عمر صدیوں طویل ہوتی ہے۔

وقت کے حوالے سے ہر مخلوق کا إحساس ایک دُوسر ہے سے مختلف ہو تا ہے۔ سب مخلو قات پہ وقت إنسانوں جیسے إحساس کے ساتھ نہیں گزر تا۔ بحیثیت ِ إنسان ہمیں شارک مجھلی کی 500 سالہ زندگی بہت طویل العمر می محسوس ہوتی ہے اور اُس کے برعکس بعض کیڑوں مکوڑوں کی چند گھنٹوں یا چند دنوں کی زندگی بہت مختصر محسوس ہوتی ہے۔ جبکہ عین ممکن ہے کہ شارک مجھلی کے إحساسات کے تناسب سے اُس کی صدیوں طویل عمر اُسے بہت تیزی سے گزرتی ہوئی محسوس ہوتی ہو اور کیڑوں مکوڑوں کو اپنی چند دن کی زندگی بھی

کامیاب زندگی . . . دور نوبلوعنت کے سوالات

طویل محسوس ہوتی ہو۔

جب مجھی وقت اِنسانی محسوسات کے برخلاف زیادہ تیزی سے یاست روِی سے گزر تا ہوا محسوس ہو تواسلامی لٹریچر کی اِصطلاح میں اُسے طی زمانی کانام دیاجا تا ہے۔ قیامت کا دن بھی طی زمانی ہی کی ایک صورت میں برپا ہو گا، جس میں وقت کے گزرنے کی شرح مختلف ہو گی۔ وہ دن بعض لوگوں کیلئے محض پلک جھیئنے میں گزر جائے گا اور بعض دُوسرے لوگوں کے لئے ایک ہزاریا پچپاس ہزارسال تک طویل ہو جائے گا۔ (28)چونکہ وقت محض ایک نفسی اِدراک ہے، جسے ہر فرداپنے مخصوص حالات کے پس منظر میں محسوس کرتا ہے، اِس لئے اللہ کے برگزیدہ و محبوب بندوں کیلئے وہ دن مشاہدہُ حق کے اِستغراق میں نہایت تیزی سے گزر جائے گا، جبکہ دُوسری طرف عام لوگوں پر مشاہدہُ حق کی بجائے کرب واذیت کا اِحساس غالب ہو گا، جس کی وجہ سے اُن کیلئے وہی دِن حسب حالت ایک ہزاریا پچپاس ہزارسال پر محیط ہوگا۔

اِس زمینی دنیامیں کسی شخص کی پوری زندگی جو اُسے 60 میا 7 سال کی طویل تاریخ کے طور پر محسوس ہوتی ہے، وہ اِس کا نئات کی اربول سالہ زندگی کے مقابلے میں بہت مختصر ہے۔ جب اِنسان موت کے بعد دوبارہ زندہ کیا جائے گا تووہ سوچے گا کہ اُس کی زندگی تو چند ساعتوں سے زیادہ نہیں تھی۔ (29)

⁽²⁸⁾ تَعْرُجُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ إِلَيْهِ فِي يَوْم كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ

⁽القرآن، المعارج، 70: 4)

[&]quot;اس (کے عرش) کی طرف فرشتے اور روح الامین عروج کرتے ہیں ایک دن میں، جس کا اندازہ (دنیوی حساب سے) پیاس ہز اربرس کا ہے۔"

⁽²⁹⁾ وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ كَأَن لَّمْ يَلْبَثُواْ إِلاَّ سَاعَةً مِّنَ النَّهَارِ (القرآن، يونس، 10: 45)

[&]quot;اور جس دن وہ انہیں جمع کرے گا (وہ محسوس کریں گے) گویاوہ دن کی ایک گھڑی کے سواد نیامیں کٹہرے ہی نہ تھے۔"

5)ماحصل

اِس زمینی دُنیامیں جاری وساری نظام اور روز بروز پیش آنے والے واقعات اِنسانی عقل کو عاجز کرنے کیلئے کافی ہیں۔ اگر چیہ سائنسی ترقی کی بدولت ہم اِس کا نئات کے فطری قوانین کو جزوی طور پر سمجھنے لگ گئے ہیں لیکن مجموعی طور پر بیہ سارا نظام کا نئات اِنسانی عقل میں نہیں ساسکتا۔ دُنیا میں جو بھی ہو تاہے وہ اللہ تعالیٰ کا ایک مجموعی طور پر بیہ سارا نظام کا نئات اِنسانی عقل میں نہیں عادت ہوگئی ہے اور ہم اُنہیں معمولی سمجھتے ہیں۔ اگر ہم رک کر سوچیں تو ہماری عقل اِس نظام کو مکمل طور پر سمجھنے سے عاجز ہے۔

آخرت کا درجہ وم تبہ دُنیا کے مقابلے میں بہت زیادہ ہے۔ (30) اللہ ربّ العزت کے نزدیک زمینی زندگی کی ر نگینیوں میں کھو کر والیسی کے سفر کو بھول جانے والے لوگ خسارے میں ہیں۔ دُنیا کو آخرت پہ ترجیج دینے والے قر آنِ مجید کی نظر میں گر اہ ہیں۔ "آگر ہم یہ چاہئے کہ ہم اِس دنیا میں یوں زندہ رہیں کہ"ہم تو دُنیا میں رہیں مگر دُنیا ہمارے دل میں نہ رہے۔"اگر ہم دُنیا کو دل میں جگہ دے دیں تو ہم آخرت کو بھول کر دُنیوی خواہشات کے پیچھے مارے مارے پھرتے رہیں گے ، نتجاً ہم این عاقبت برباد کر بیٹھیں گے۔ (32)

(30) وَلَلْآخِرَةُ أَكْبَرُ دَرَجَاتٍ وَأَكْبَرُ تَفْضِيلاً

(القرآن، الإسراء، 17: 21)

"اوریقیناً آخرت (دنیا کے مقابلہ میں) درجات کے لحاظ سے (بھی) بہت بڑی ہے اور فضیلت کے لحاظ سے (بھی) بہت بڑی ہے۔"

(3 1) الَّذِينَ يَسْتَحِبُّونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا عَلَى الْآخِرَةِ وَيَصُدُّونَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ وَيَبْغُونَهَا عِوَجًا أُوْلَئِكَ فِي ضَلاَلٍ بَعِيدٍ

(القرآن، إبراهيم، 14: 3)

"(یہ) وہ لوگ ہیں جو دنیوی زندگی کو آخرت کے مقابلہ میں زیادہ پبند کرتے ہیں اور (لو گوں کو) اللہ کی راہ سے روکتے ہیں اور اس(دین حق) میں کجی تلاش کرتے ہیں۔ یہ لوگ دور کی گمر اہی میں (پڑچکے) ہیں۔"

(32) كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ وَإِنَّمَا تُوَفَّوْنَ أُجُورَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَمَن زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ

8. موت کیاہے؟

زمینی زندگی کے حوالے سے مزید آگے بڑھنے سے پہلے موت کو جاننا بہت ضروری ہے۔ چنانچہ اَب ہم موت کے چنداہم پہلوؤں یہ نظر ڈالتے ہیں۔

مسلمانوں سمیت تمام آسانی مذاہب کا یہ عقیدہ ہے کہ جس طرح خالق کا ئنات نے ہمیں پہلی بارپیدا کیا اُسی طرح وہ ہمیں مرنے کے بعد دوبارہ پھرپیدا کرے گا اور ہمیں اپنے اَعمال کی جواب دہی کیلئے اُسی خدا کی طرف لوٹ کر جاناہو گا۔ (33)

ı)موت...زندگی کی سب سے بڑی حقیقت ہے۔

الله رب العزت نے ابتدائے خلق میں تمام اِنسانوں کی رُوحوں کو پیدا کرکے اُن سے اپنی ربو ہیت کا إقرار کروایا تھا۔ ⁽³⁴⁾تب سے وہ سب عالم اَرواح (ایعنی روحوں کی دنیا) میں قیام پذیر ہیں۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم

وَأُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ وَما الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلاَّ مَتَاعُ الْغُرُورِ

(القرآن، آل عمران، 3: 185)

" ہر جان موت کا مزہ چکھنے والی ہے، اور تمہارے اجر پورے کے بورے تو قیامت کے دن ہی دیئے جائیں گے، پس جو کوئی دوزخ سے بچالیا گیااور جنت میں داخل کیا گیاوہ واقعۃً کامیاب ہو گیا،اور دنیا کی زندگی دھوکے کے مال کے سوا سچھ بھی نہیں۔"

(33) كَيْفَ تَكْفُرُونَ بِاللهِ وَكُنتُمْ أَمْوَاتًا فَأَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ ثُمَّ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ (القرآن، البقرة، 2: 28)

"تم کس طرح اللہ کا انکار کرتے ہو حالا نکہ تم بے جان تھے اس نے تمہیں زندگی بخشی، پھر تمہیں موت سے ہمکنار کرے گااور پھر تمہیں زندہ کرے گا، پھرتم اسی کی طرف لوٹائے جاؤگے۔"

(34) أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُواْ بَلَي

(القرآن، الأعرافَ، 7: 172)

"كيامين تمهارارب نهين مون؟ وه (سب)بول الشيء كيون نهين! (توبي مارارب مي)-"

کی متفقہ حدیثِ مبارکہ کے مطابق عالم اُرواح میں اکٹھے رہتے ہوئے جن رُوحوں میں آپس میں جان پہچان ہوگئی تھی، وہ اِس زمینی زندگی کے دوران بھی ایک دُوسرے سے اُلفت اور محبت کے ساتھ پیش آتی ہیں۔ اور اِس کے برعکس جن رُوحوں کے در میان وہاں ایک دُوسرے سے شاسائی نہیں تھی وہ یہاں آکر بھی ایک دُوسرے سے شاسائی نہیں تھی وہ یہاں آکر بھی ایک دُوسرے سے ناواقف ہی رہتی ہیں۔ (35 سب اِنسان اپنی اپنی باری پر اِس کر دُارض پہ آتے ہیں اور اپنی زمین زندگی کی عمر پوری ہونے پر واپس عالم اُرواح کی طرف لوٹ جاتے ہیں۔ خواہ کوئی کتنا بڑا بادشاہ ہو یا فقیر ہو، ہر اِنسان کو صرف ایک بار اِس کر دُارض پہ آنے کا موقع ملتا ہے۔ جو ایک بار آکر اِس فانی دُنیا سے واپس چلا گیا اُسے قیامت تک دوبارہ یہاں آنے کا موقع نہیں ملے گا۔ اِس لئے جو موقع ملاہے اُسے غنیمت جانیں۔

عالم اَرواح بنیادی طور پر دو حصوں پر مشتمل ہے۔ ایک جصے میں وہ رُوحیں رہتی ہیں جو ابھی دُنیا میں نہیں اور وہ جسمانی زندگی کیلئے اپنی باری کا اِنتظار کر رہی ہیں۔ دُوسرے جصے میں اپنی جسمانی زندگی گزار کر والیس والیس کے مزید دوجھے ہیں۔ 'علیسین' میں مؤمنین کی رُوحیس رہتی ہیں اور 'جبین' میں کفار و مشر کین اور منافقین کی رُوحیس رہتی ہیں۔

إنسان جسم ورُوح كا مجموعہ ہے۔ إنسان اُس وقت تك زندہ رہتا ہے جب تك اُس كے جسم ميں رُوح موجود رہتی ہے اور جب موت كافر شتہ إنسان كى رُوح اُس كے جسم سے نكال كرعالم اَرواح ميں والپس لے جاتا ہے تو انسان مر جاتا ہے۔ اُس كا جسم آہتہ آہتہ خراب ہونا شر وع ہوجاتا ہے۔ مسلمانوں كو حكم ہے كہ جلد از جلد ميت كو عنسل دے كر، كفن پہنا كر، نماز جنازہ پڑھيں اور اُسے زمين ميں وفن كر ديں۔ إنسانی جسم ميں پہلے سے موجود بيكٹيريا اُس كی موت کے بعد جسم كو مكمل طور پر اُدھيڑنا شر وع كر ديے ہيں، يوں گلئے سڑنے

⁽⁵⁵⁾ اَلْأَرْوَاحُ جُنُودٌ مُجَنَّدَةٌ، فَمَا تَعَارَفَ مِنْهَا ائْتَلَفَ، وَمَا تَنَاكَرَ مِنْهَا اخْتَلَفَ (صحیح البخاري، 3/ 1213، الرقم/ 3158. صحیح مسلم، 4/ 2031، الرقم/ 2638) "تمام اَرواح (عالم ارواح میں) حجندُ در حجندُ ہیں۔ ان میں سے جوروحیں وہاں میں آپس میں متعارف ہوئیں وہ اِس دنیامیں بھی کیاہو جاتی ہیں اور جو وہاں نا آشار ہیں وہ اس دنیامیں بھی ناواقف رہتی ہیں۔"

(decomposition) کے مرحلے سے گزرنے کے بعد اُس اِنسان کے جسم کے خلئے دیگر مخلو قات اور نباتات کی خوراک بن جاتے ہیں۔ صرف اللّدر بّ العزت کے نبیوں اور نبیک بندوں کے جسم قبروں میں گلنے مرخنے (decomposition) سے محفوظ رہتے ہیں۔ (36)

تمام مسلمان اِس پر ایمان رکھتے ہیں کہ ہر ذِی رُوح کوموت کا ذا نقہ چکھنا ہے۔ ہماری زندگی کے جتنے کھے لکھ دیئے گئ دیئے گئے اُن میں کمی بیشی ممکن نہیں۔ جورات قبر میں آنی ہے وہ باہر نہیں آسکتی۔ گویاموت خود زندگی کی حفاظت کرتی ہے۔ (37)

موت ہماری زندگی کی سب سے بڑی حقیقت ہے۔ ہزاروں سالوں سے لوگ اِس زمینی دُنیا میں پیدا ہور ہے ہیں اور اپنی زندگی کی طے شدہ عمر پوری کرنے کے بعد واپس چلے جاتے ہیں۔ کوئی پچپاس ساٹھ سال تک جیتا ہے تو کوئی سوسال سے بھی زیادہ زندہ رہتا ہے۔ بالآخر سب کو ایک نہ ایک دن مرنا ہے اور اپنے ربّ کے حضور حاضر ہو کراُن آزمائشوں کیلئے جوابدہ ہوناہوگا، جن سے وہ زندگی میں گزرتے رہے ہیں۔(38)

(36)إِنَّ اللهَ حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَنْ تَأْكُلَ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ، فَنَبِيُّ اللهِ حَيُّ يُوْزَقُ (سنن ابن ماجه، 1/524، الرقم/1637. سنن الدارمی، 1/445، الرقم/1572) "الله تعالی نے زمین کے لیے انبیاء کرام علیہم السلام کے جسموں کا کھانا حرام کردیا ہے۔اللہ تعالیٰ کا نبی زندہ ہو تا ہے

اور اُسے رزق فراہم کیاجا تاہے۔" .

(37) إِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ فَلاَ يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً وَلاَ يَسْتَقْدِمُونَ (القرآن، يونس، ١٥: 49)

"جبان کی (مقررہ)میعاد آ پہنچی ہے تووہ نہ ایک گھڑی پیچیے ہٹ سکتے ہیں اور نہ آگے بڑھ سکتے ہیں۔"

(38) كُلُّ نَفْسِ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ وَنَبْلُوكُم بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً وَإِلَيْنَا تُرْجَعُونَ (القرآن، الأنبيآء، 21:35)

" ہر جان کو موت کا مزہ چکھنا ہے ، اور ہم تمہیں بر ائی اور بھلائی میں آزمائش کے لئے مبتلا کرتے ہیں ، اور تم ہماری ہی طرف پلٹائے جاؤگے۔" ذرایوں سوچئے کہ آج سے ایک سوسال پہلے موجو د اِنسانوں میں سے آج کتنے زندہ نیچ ہیں؟ وہ سب اِس دُنیا میں کمائے ہوئے مال و دولت، علم و فن اور سائنسی ترقی کو اپنی اگلی نسلوں کے حوالے کر کے خو دیہاں سے چلتے ہے۔ بالکل اِسی طرح آج کی تاریخ میں جو آٹھ ارب کے قریب اِنسان اِس رُوئے ارض پہ زندہ بستے ہیں کم و بیش وہ سب کے سب آج سے سوسال بعد مر چکے ہوں گے اور اُن کی جگہ اُن کی اگلی نسلیں سنجال چکی ہوں گے۔ ور اُن کی جگہ اُن کی اگلی نسلیں سنجال چکی ہوں گے۔ ور اُن کی جگہ اُن کی اگلی نسلیں سنجال چکی ہوں گے۔ ہم سب سے رنگین دُنیا چھوڑ جائیں گے اور ماضی کا حصہ بن جائیں گے۔ اگلی نسلوں میں ہمارانام ونشان تک ختم ہو جائے گا۔ ہماری اولا د میں سے بھی بیشتر موت کی نیند سوجائیں گے اور باقی ماندہ ہماری قبروں کے نشان تک بھول چکے ہوں گے۔

آج ہم میں سے جو دُوسروں کا حق کھاتے ہیں، لوگوں کو دُکھ دیتے ہیں، رُوحانی آلا کشوں میں مبتلا ہو کر صِلہ رحی کی بجائے قطع تعلقی کارویتہ اپناتے ہیں، رِشوت اور حرام کی کمائی کھاتے ہیں، اللہ کی مخلوق پر ظلم کرتے ہیں، غریبوں کو لُوٹے ہیں اور کر پشن کے مال سے کار بنگلہ بینک بیلنس بناتے ہیں، وہ سب خاک میں مل چکا ہو گا، ہماری جائیدادوں پر وہ قابض ہوں گے جو ہمیں بھول چکے ہوں گے۔ موت کے ساتھ ہی یہ سب کمایا ہوامال واَسباب اِسی سیارہ زمین پر چھوڑ کر ہم خالی ہاتھ واپس چلے جائیں گے۔

• اپنے والدین سے اُن کے داداپر داداکے نام پوچھیں اور اُن کی قبر وں کا مقام پوچھیں۔ بیشتر کو اُن کی قبر وں کا مقام حتیٰ کہ وہ قبر ستان بھی یاد نہیں ہوگا، جہاں وہ مد فون ہیں۔ اُن کے آبائی گھر کے ہمسائیوں کے بارے میں پوچھیں کہ اُن میں سے کون اَب کہاں رہتا ہے؟ اُن میں سے بھی بیشتر فوت ہو چکے ہوں گے اور اُس گلی محلے کے بیشتر لوگوں کو اُن کا نام ونشان تک یاد نہیں ہوگا۔

ہمارے ساتھ صرف ہمارے نیک و بد اَممال جائیں گے۔ یہ زمینی دُنیا ایک اِمتحان گاہ ہے اور ہمارے ساتھ صرف اِمتان کا نتیجہ ہی جاپائے گا، باقی سب کچھ بیمیں رہ جائے گا۔ خواہ ہم ہز اروں سال زندہ رہ لیں، پھر بھی ایک دن ہمیں مرناہو گا اور اِس زندگی کے خاتمے کے بعد ہمارامال و دولت ہمارے کسی کام نہیں آ سکے گا۔ یہ سب جاننے کے باؤجود ہم نفر توں، کد ُور توں، حسد اور بُغض سے باز کیوں نہیں آ جاتے ؟ چندروزہ زندگی پیار،

کامیاب زندگی . . . دورِ نوبلوعنت کے سوالات

محبت، اَخلاق، اِحساس، خلوص اور ہمدر دی کے ساتھ کیوں نہیں گزارتے؟(39⁾

2) موت...زندگی کی سبسے بڑی نعمت ہے۔

ہماری یہ وُنیاوِی زندگی پنجرے میں قید پر ندے کی سی زندگی ہے۔ اِس وُنیاوِی زندگی کی قیدسے آزادی کے بعد اِنسان کومادّی کائنات کی بند شیس روک نہیں یا تیں اور وہ اپنے نیک اَعمال کی بدولت الی آزادی پالیتا ہے کہ وہ آسانوں کی وُسعتوں میں تیر تا پھر تاہے۔

موت زندگی کا دوام ہے۔ موت ہمیں حقیق زندگی تک پہنچانے کا ذریعہ ہے۔ موت ہمیشہ قائم رہنے والی نعمتوں کا دروازہ ہے۔ موت خالق کا کنات اور اُس کے معتوں کا دروازہ ہے۔ موت خالق کا کنات اور اُس کے محبوب نبی اکرم مُلَّى اللَّهُمِّ سے ملاقات کا ذریعہ ہے۔

موت سے قبل ہماری رُوح جسم میں قید ہوتی ہے اور موت کے ذریعے وہ اِس جیل سے آزاد ہو جاتی ہے اور نیک اُنگ اُنگ اُنگ کی صورت میں عالم اُرواح میں 'علیّین' کی خوبصورت زندگی میں رہنا شر وع کر دیتی ہے، جہاں زمان و مکان(time & space) کی کوئی قید نہیں ہے۔

(39) وَلَتَجِدَنَّهُمْ أَحْرَصَ النَّاسِ عَلَى حَيَاةٍ وَمِنَ الَّذِينَ أَشْرَكُواْ يَوَدُّ أَحَدُهُمْ لَوْ يُعَمَّرُ أَلْفَ سَنَةٍ وَمَا هُوَ بِمُزَحْزِحِهِ مِنَ الْعَذَابِ أَنْ يُّعَمَّرَ وَاللّهُ بَصِيرٌ بِمَا يَعْمَلُونَ

(القرآن، البقرة، 2: 96)

" آپ اُنہیں یقیناً سب لو گوں سے زیادہ جینے کی ہوس میں مبتلا پائیں گے اور (یہاں تک کہ) مشر کوں سے بھی زیادہ، اُن میں سے ہر ایک چاہتا ہے کہ کاش اُسے ہز اربرس کی عمر مل جائے،اگر اُسے اِتنی (طویل) عمر مل بھی جائے، تو بھی یہ اُسے عذاب سے بچانے والی نہیں ہو سکتی، اور اللّٰد اُن کے اَعمال کو خوب دیکھ رہاہے۔"

> (40) وَالْآخِرَةُ خَيْرٌ وَأَبْقَى (القرآن، الأعلىٰ، 87: 17)

[&]quot;حالانکہ آخرت(کی زندگی) بہتر (ہے) اور (وہ) ہمیشہ باتی رہنے والی ہے۔"

ہمیں روزانہ اللّٰدربِّ العزت سے دُعا گور ہناچاہیئے کہ

"اے اللہ! ہماری عمر کا آخری حصہ خیر وعافیت پر مبنی ہو۔۔۔ ہمارے اَعمال کا خاتمہ خیر پر مبنی ہو۔۔۔ اور جس دن ہم تجھ سے ملیں اُسے ہماری زندگی کا بہترین دن بنادے۔ "آمین (41)

حدیثِ مبارکہ میں ہے کہ جب کوئی نیک آدمی وفات پاجاتا ہے اور فرشتے اُسے عالم اَرواح میں لے جاتے ہیں تو وہاں پہلے سے موجود نیک رُوعیں اُسے دیکھ کرخوشی سے اُس کی طرف لیکتی ہیں، جیسے کوئی بچھڑا ہوا دوست ملا ہو۔ پھر وہ بے تابی کے ساتھ دُنیا میں رہ جانے والے دوستوں اور رشتہ داروں کا حال اَحوال پوچھنے لگتی ہیں۔ اُن میں سے پچھ کہتے ہیں کہ اِسے ذرا آرام تو کرنے دو، یہ انجی انجی انجی تو دُنیا کی آزمائش سے نکل کریہاں پہنچاہے۔ (42)

(41) اللَّهُمَّ اجْعَلْ خَيْرَ عُمُرِي آخِرَهُ، اللَّهُمَّ اجْعَلْ خَوَاتِيمَ عَمَلِي رِضْوَانَكَ، اللَّهُمَّ اجْعَلْ خَوَاتِيمَ عَمَلِي رِضْوَانَكَ، اللَّهُمَّ اجْعَلْ خَيْرَ أَيَّامِي يَوْمَ أَلْقَاكَ

(المعجم الأوسط 9/ 157)

"اے میرے پرورد گار!میرے آخری وقت کو میری عمر کا بہترین حصہ بنا دے، اے میرے پرورد گار!میرے آخری اعمال کو بہترین بنادے، اے میرے پرورد گار!وہ میری زندگی کے دنوں میں سبسے اچھااور بہترین دن ہو جس دن میں تجھے سے ملاقات کروں۔"

(42) يَأْتُونَ بِهِ أَرْوَاحَ الْمُؤْمِنِينَ، فَلَهُمْ أَشَدُّ فَرَحًا بِهِ مِنْ أَحَدِكُمْ بِغَائِيهِ يَقْدَمُ عَلَيْهِ. فَيَسْأَلُونَهُ: مَاذَا فَعَلَ فُلَانٌ؟ مَاذَا فَعَلَ فُلَانٌ؟ فَيَقُولُونَ: دَعُوهُ، فَإِنَّهُ كَانَ فِي غَمِّ الدُّنْيَا.

(سنن النسائي، 4/ 8، الرقم/ 1833)

"فرشتے نیک انسان کی روح کو (عالم ارواح میں) مؤمنین کی روحوں کے پاس لاتے ہیں تو وہ اس کی آمد سے الیی مسرت محسوس کرتی ہیں جیسے تمہیں اپنے کسی بچھڑے ہوئے شخص کی ملا قات سے بھی نہیں ہوتی۔ پھر وہ ارواح اس سے دنیا کے حالات بوچھتی ہیں کہ (ہمارے بعد) فلاں نے کیا کیا اور فلاں نے کیا کیا؟ (ان میں سے پچھے) کہتی ہیں کہ ابھی اِسے آرام کرنے دو، اِس لیے کہ یہ دنیا کے غموں میں تھا (اور ابھی تک اِسے اِستر احت کاموقع نہیں ملا)۔"

کامیاب زندگی . . . دور نوبلوعت کے سوالات

- مؤمن کی موت اُس کی روح کی تعلیمین 'کی طرف پر واز ہے ، جو اُس کیلئے زندگی کی سب سے بڑی نعمت ہے۔
- کافرومنافق کی موت اُس کے گناہوں میں اِضافے کا خاتمہ ہے، چنانچہ اُس کیلئے بھی یہ بڑی نعمت
 ہے۔

کسی کی موت پر اُسے بیچارہ کہتے ہوئے دُ کھی نہیں ہونا چاہئے۔ ہم مرنے والے کا ذکر کرتے وقت عموماً اُسے بیچارہ کہتے ہیں، حالا نکہ مرنے والا (اگر نیک ہوتو) بڑا ہی خوش نصیب ہوتا ہے کیونکہ وہ اِس فانی دُنیا کے مکروفریب سے نجات پاچکا ہوتا ہے اور وہ اپنے پسماندگان کو بیچارہ خیال کرتا ہے کہ اُن پر ابھی زندگی کی آزمائش باقی ہے۔

موت کو اپنے رشتہ داروں سے جدائی اور غم کے طور پر پیش کرنے کی بجائے اُسے اپنے آباؤ اَجداد اور نیک لوگوں سے ملا قات کا ذریعہ سمجھیں۔موت دُنیا کے غموں اور تکلیفوں سے راحت کا ذریعہ ہے۔مؤمنوں کی موت در حقیقت اُن کیلئے راحت ہے۔اِس لئے ہمیں بیہ دعاء سکھائی گئی ہے:

اَللَّهُمَّ اجْعَلِ الْمَوْتَ رَاحَةً لِي مِن كُلِّ شَرٍّ [كَوْمَ رَاحَةً لِي مِن كُلِّ شَرِّ [7261، الرقم/ 2726. الطبراني في المعجم الأوسط، 7/ 1999، الرقم/ 7261) (صحيح مسلم، 4/ 2087، الرقم/ 2726. الطبراني في المعجم الأوسط، 7/ 1991، الرقم/ 1726) "اك الله! موت كومير ب لئة هر قسم ك شر سے راحت كا ذريعه بناد بـ."

تصوّر کریں کہ اگر کسی شخص کو پانچ سوسال تک موت جیسی نعمت کے اِنتظار میں زندہ رہنا پڑے تو اُس کی کیا کیفیت ہو گی!! ایسے شخص کیلئے زندگی گزار ناکتنا مشکل ہو جائے گا!! وہ اِس زمینی وُنیا کی رنگینیوں کے باوُجود اِسے عذاب سجھنے لگے گااور ہر بل موت کو ترسے گا۔ ایسے میں اُسے اِس زمینی وُنیا کی قیدسے نجات دِلانے کیلئے موت ہی زندگی کی سب سے بڑی نعمت ثابت ہوگی۔

3) موت سے خوف ؟ .. یا .. تیاری؟

عذابِ قبر پپر إصرار کرتے ہوئے لوگوں کو موت سے ایساخو فزدہ کر دینا کہ وہ اُس سے نفرت کرنے لگیں، بیہ کسی صورت میں إسلامی تعلیمات کا حصہ نہیں ہے۔ عذابِ قبر یقیناً حق ہے اور اُس کے وُجود سے إنکار کرنا اِسلام کے بنیادی عقید ہے سے اِنحراف کرنے کے متر ادف ہے۔ تاہم ہر نیک وبداور ہدایت یافتہ و گمر اہ کیلئے عذاب قبر کولاز می قرار دینا بھی اُسی طرح اِسلام کی بنیادی تعلیمات سے رُوگر دانی کے متر ادف ہے۔

اِسلام ہمیں یہ درس نہیں دیتا کہ عذابِ قبر کے عقیدے کو ایسے پیش کیا جائے کہ لوگ اپنے رہیم و کریم خدا سے متنفّر ہونے لگیں اور اُسے محض عذاب دینے والا خدا سجھنے لگیں۔ اِسی غیر متوازن تبلیغ کا نتیجہ ہے کہ اُمت کی ایک بڑی اکثریت کاعقیدہ یہ بن چکاہے کہ ہمارار ہے ہمیں مرنے کے بعد بہت سخت عذاب دے گا، چنا نچہ کم از کم اِس زندگی میں توخوب عیاشی کر لو، بعد میں توبس عذاب ہی عذاب ہے۔ ہمیں سو چنا چاہیئے کہ ہم اِس بات پر کیوں اِصرار کرتے ہیں کہ ہمارار ہمیں صرف عذاب ہی دے گا! ہم یہ کیوں نہیں سو چتے کہ مارار ہم پر اپنار حم و کرم کرے گا! اللہ تعالی نے قر آنِ مجید میں واضح طور پر فرمایا ہے کہ وہ صرف اللہ اور اُس کے رسول مَنْ اَلَّمْ کی مخالفت کرنے والوں کو عذاب دے گا۔ (43)

دُوسری طرف الله ربّ العزت پر ایمان رکھنے والے وہ لوگ جو اپنی دُنیوی زندگی میں اچھے کام کرتے ہیں، الله تعالی کے اَحکامات کی بجا آوری کے علاوہ اُس کی مخلوق کیلئے بھی آسانیاں پیدا کرتے ہیں، اُن کیلئے اِس زمینی زندگی کے بعد ایک ایسی نئی پاکیزہ زندگی کا وعدہ ہے، جو ہمیشہ قائم رہے گی اور مجھی ختم ہونے والی نہ

⁽⁴³⁾ وَمَنِ يُشَاقِقِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَإِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ

⁽القرآن، الأنفال، 8: 13)

[&]quot;اور جو شخص الله اور اُس کے رسول (صلی الله علیه وآله وسلم) کی مخالفت کرے تو پیشک الله (اُسے) سخت عذاب دینے والاہے۔"

کامیاب زندگی . . . دور نوبلوعنت کے سوالات ہو گی ₋ (44⁾

ہمیں چاہیے کہ ہم اللہ سے اچھی اُمیدر کھیں اور اپنے اُوپر ایساخوف طاری نہ کریں کہ جو ہمیں اپنے رہ سے نااُمید کر دے۔ اللہ کاعذاب اُس کے دُشمنوں کیلئے ہے، دوستوں کیلئے نہیں ہے۔ (45) اگر ہم مسلمان ہیں اور اللہ سے دُشمنی نہیں رکھتے تو ہمیں بھلا کس بات کاخوف! جب ہم کافر نہیں ہیں تو یقینی بات ہے کہ ہم اللہ کی رحمت سے دُور نہیں چینک ویئے گئے ہیں۔ ہمیں ہے کبھی نہیں بھولنا چاہیئے کہ اللہ نے ہمیں عذاب کی خاطر پیدا ہی نہیں کیا ہے۔ اللہ رہ العزت نے ہمیں بتایا ہے کہ وہ ہم سے کیا چاہتا ہے اور کیا نہیں چاہتا، اور ہم اچھی طرح جانتے ہیں کہ اللہ کی رضا کے کام کون سے ہیں اور ناراضگی کے کون سے ہیں، اور ہم دُنیا میں آزاد ہیں کہ جو چاہیں وہ کریں۔ اگر ہم اپنی زندگی کو حقوق اللہ اور حقوق العباد کی بہتر ادائیگی کے ساتھ مزین کر لیں توکوئی وجہ نہیں کہ وہ رحم و کریم رہ بہم سے ناراض ہو۔ ہمارے آعمالِ صالحہ قبر میں ہم سے الگ نہ ہوں گئی ہمارے مُونس اور غمنوار ہوں گے۔ (46)

(44) مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَى وَ هُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّه حَيْوةً طَيِّبَةً وَ لَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِأَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ

⁽القرآن، النحل، 16: 97)

[&]quot;جو کوئی نیک عمل کرے (خواہ) مر دہویاعورت جبکہ وہ مؤمن ہو تو ہم اُسے ضرور پاکیزہ زندگی کے ساتھ زندہ رکھیں گے،اور اُنہیں ضرور اُن کااجر (بھی)عطافر مائیں گے،اُن اچھے اَعمال کے عوض جو وہ انجام دیتے تھے۔"

⁽⁴⁵⁾ ذَلِكَ جَزَاءُ أَعْدَاءِ اللهِ النَّارُ لَهُمْ فِيهَا دَارُ الْخُلْدِ

⁽القرآن، حم السجدة، 41: 28)

[&]quot;بہ دوزخ اللہ کے دشمنوں کی جزاہے،اُن کے لئے اِس میں ہمیشہ رہنے کا گھرہے۔"

⁽⁴⁶⁾ وَأَمَّا مَنْ آمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُ جَزَاءً الْحُسْنَي

⁽القرآن، الكهف، 18:88)

[&]quot;اور جو شخص إيمان لے آئے گااور نيك عمل كرے گاتوأس كے لئے بہتر جزاہے۔"

4) قبر میں سوالات

اِسلامی عقیدے کے مطابق قبر کی سختی اور عذاب اُسی کو ہو گاجو منکر نکیر (قبر کے فرشتوں) کی طرف سے پوچھے جانے والے سوالوں کا درست جواب نہیں دے پائے گا۔

منکر نکیر کی طرف سے قبر میں بیہ تین سوال یو چھے جاتے ہیں:

- پہلاسوال: "تيرارب كون ہے؟"
- دوسراسوال: "تيرادين كياہے؟"
- تیسر اسوال: "تواس شخصیت کے بارے میں کیا کہا کرتا تھا؟"

پہلے دوسوالوں کے جواب درست ہوں یاغلط؛ فرشتے اگلے سوال کیلئے تیار رہتے ہیں، جبکہ تیسر اسوال حتمی اور فیصلہ کن ہو تاہے۔

حدیثِ مبارکہ میں ہے کہ جب قبر میں مؤمن صالح سے منکر نکیر کے سوال جو اب ہو جائیں گے تو ہمارارب کے گا: "میرے بندے نے پچ کہا، پس اُس کیلئے جنت کا بستر بچھا دو، اور اُس کیلئے جنت میں ایک دروازہ کھول دو، اور اُس کیلئے جنت کی ہوائیں اور خوشبوئیں اُس کے پاس آتی ہیں اور اُس کی قبر حدِ نگاہ تک کشادہ کر دی جاتی ہے۔ (47)

(47) فَتُعَادُ رُوحُهُ فِي جَسَدِهِ، فَيَأْتِيهِ مَلَكَانِ، فَيُجْلِسَانِهِ، فَيَقُولَانِ لَهُ: مَنْ رَبُّكَ؟ فَيَقُولُ: رَبِّيَ الْإِسْلَامُ، فَيَقُولَانِ لَهُ: مَا هَذَا الرَّجُلُ الَّذِي بُعِثَ اللهُ، فَيَقُولَانِ لَهُ: مَا هَذَا الرَّجُلُ الَّذِي بُعِثَ فِيكُمْ؟ فَيَقُولُ: هُو رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم، فَيَقُولَانِ لَهُ: وَمَا عِلْمُكَ؟ فَيَقُولُ: قَرَأْتُ كِتَابَ اللهِ، فَآمَنْتُ بِهِ وَصَدَّقْتُ، فَيُنَادِي مُنَادٍ فِي السَّمَاءِ: أَنْ صَدَقَ عَبْدِي، فَأَفْرِشُوهُ مِنَ الْجَنَّةِ، وَافْتَحُوا لَهُ بَابًا إِلَى الْجَنَّةِ (أَحمد بن حنبل في المسند، 4/287، الرقم/ 557 18)

اِس کے برعکس تیسرے سوال کا درست جواب نہ دے سکنے والے کو فرشتے بائیں طرف والی کھڑ کی کھول کر اُس میں جہنم کا منظر دِ کھا کر کہتے ہیں کہ درست جواب نہ دے سکنے کی وجہ سے اب تمہارا مُستقل ٹھکانہ جہنم ہے۔ جانے سے پہلے وہ فرشتے اُس کھڑ کی کو قیامت تک کیلئے کھلا چھوڑ جاتے ہیں اور وہ ہمیشہ کیلئے اُس آگ سے جُھلستار ہتا ہے۔ (48)

صیح بخاری میں آنے والی حدیثِ مبار کہ کے مطابق قبر میں تین کی بجائے صرف ایک ہی (تیسر ۱) سوال پوچھا جائے گا۔ گویا قبر کاعذاب صرف حضور نبی اکرم مُنگاتِیْنِ کونہ پہچان سکنے والے کیلئے ہے۔ (49⁾

5) موت کے بعد جسم ورُوح کا تعلق کیسا؟

مرنے والے اِنسان کی رُوح اُس کے جسم سے نکل کرعالم اَرواح کی طرف پرواز کر جاتی ہے اور اُس کا جسم عالم برزخ میں چلاجا تا ہے۔ مرنے والا اِنسان اگر نیک تھا تو رُوح عالم اَرواح میں "علیّین" میں قیام کرتی ہے، جبکہ خبیث رُوحوں کا ٹھکانہ" جبیّین" ہے۔ اِنسان کے مرنے کے بعد اُس کے جسم کا تعلق اِس مادّی دُنیاسے ختم ہو کرعالم برزخ کے ساتھ جڑجا تا ہے۔ موت کے بعد بھی رُوح کا جسم کے ساتھ ایک خاص فاصلاتی تعلق بر قرار

"مردے کی روح اس کے جسم میں لوٹادی جاتی ہے۔ پھر دو فرشتے اس کے پاس آتے ہیں، اسے بھاتے ہیں اور اسے
پوچھتے ہیں: تیر ارب کون ہے ؟ وہ کہتا ہے: "میر ارب اللہ ہے۔ "پھر وہ کہتے ہیں کہ تیر ادین کیا ہے ؟ وہ کہتا ہے: "میر ا
دین اسلام ہے۔ "پھر وہ کہتے ہیں کہ تمہاری طرف بھیجے گئے یہ آدمی کون ہیں ؟ وہ کہتا ہے: "یہ اللہ کے رسول ہیں۔ "
وہ اسے کہتے ہیں کہ تیرے علم (بالرسالت) کی حقیقت کیا ہے ؟ تووہ کہتا ہے: "میں نے اللہ کی کتاب پڑھی (جس میں
ان کاذکر تھا) سومیں ان پر ایمان لے آیا اور ان کی (کہی ہربات کی) تصدیق کی۔ "(اسی لمحے) آسان سے ایک آواز
آتی ہے کہ "میرے بندے نے آج کہا، اس کے لیے جنت کا بستر بچھا دو، اسے جنت کا لباس پہنا دو اور اس کے لیے
جنت کا دروازہ کھول دو۔ "

(48) سنن أبي داود، كتاب السنة، ج/ 4، ص/ 239-240، الرقم/ 4753 (48) سنن أبي داود، كتاب العلم، 1/ 44-54، الرقم/ 86 (49) صحيح البخاري، كتاب العلم، 1/ 44-54، الرقم/ 86

ر ہتاہے، جس کی وجہ سے دونوں ایک دُوسرے پر بیتنے والے معاملات سے آگاہ رہتے ہیں۔

عالم برزخ اِس سہ جہتی مادی و نیاسے الگ تھلگ جہات پر مبنی ایک جہان ہے۔ مرنے والے کا مُر دہ جسم اِسی و نیا میں موجود ہونے کے باؤجود اِس مادی و نیا کے اِحساسات سے عاری ہو چکا ہوتا ہے اور وہ عالم برزخ کے معاملات کو محسوس کرنے لگتا ہے۔ مرنے والے پر عذاب یاراحت کا جو بھی معاملہ ہوتا ہے، کرہ ارض کے مادّی ماحول میں رہنے والے اِنسان اُس کامشاہدہ نہیں کر سکتے۔ اُسے صرف وہی جان سکتا ہے جو موت کی دہلیز کو پار کرکے عالم برزخ کے ساتھ رابطہ قائم کر چکا ہو۔ مُر دے کو اسپے نیک یابد اَعمال کی وجہ سے جو راحت یا تکایف محسوس ہوتی ہے، اُسے زندہ اِنسان کی آزمائش کاسلسلہ کبھی ختم نہ ہونے پائے۔

تاکہ ایمان بالغیب کے حوالے سے اِنسان کی آزمائش کاسلسلہ کبھی ختم نہ ہونے پائے۔

6) قبر میں دلہن جیسی نیند

قبر کاعذاب اُن لوگوں کیلئے ہے جو سوالات کا درست جواب نہ دے سکیں گے، اور وہ لوگ صرف اللہ اور اُس کے رسول مُلَی اللہ اُن نہ رکھنے والے کفار و مشر کین اور منافقین ہوتے ہیں۔ مؤمنین کا معاملہ اُن سے بالکل جدا ہو تا ہے۔ تمام سوالوں کے درست جواب دینے کے بعد مؤمنین جب منکر کلیرسے کہتے ہیں کہ قبر کی آزمائش سے کامیابی کی یہ خبر اپنے اہل خانہ کو پہنچانے کیلئے مجھے میرے گھر پہنچا دو تووہ فرشتے جواباً کہتے ہیں کہ "تو یوں سو جا جیسے پہلی رات کی دُلہن سوتی ہے اور اُسے صرف اُس کا محبوب ہی جگا تا ہے۔" (50) چنانچہ اللہ ربّ العزت کے عظیم منصوبے کے مطابق اُس کی کامیابی کاراز ہمیشہ راز ہی رہتا ہے۔

⁽⁵⁰⁾ نَمْ كَنَوْمَةِ الْعَرُوسِ الَّذِي لَا يُوقِظُهُ إِلَّا أَحَبُّ أَهْلِهِ إِلَيْهِ حَتَّى يَبْعَثَهُ اللهُ مِنْ مَضْجَعِهِ ذَلكَ.

⁽سنن الترمذي، 3/ 383، الرقم/ 1071)

^{&#}x27;'توسو جااُس دلہن کی طرح جسے صرف وہی جگا تاہے جو اس کے گھر والوں میں اسے سب سے زیادہ محبوب ہو تاہے؛ پیہاں تک کہ اللّٰداُسے اُس کی اس خواب گاہ سے اُٹھائے گا۔''

کامیاب زندگی . . . دورِ نوبلوعنت کے سوالات

7) موت اور علامه إقبالٌ

حکیم الاُمت علامہ محمد اِقبالؓ نے اپنے بہت سے اَشعار میں موت کو ایک نئی زندگی کے آغاز کے طور پر پیش کیاہے۔مثلاً

اسی طرح ایک اور مقام پر فرمایا:

مؤمن کی موت کی کیفیت کوعلامہ اِقبالؒ نے اپنے اِس فارسی شعر میں جس بہترین انداز میں بیان کیاہے، اُن کی وفات کے وقت اُن کی اپنی حالت بھی الیے ہی تھی۔

> نشانِ مردِ مؤمن با تو گویم چُوں مرگ آید تبسم برلبِ أوست

ترجمہ: میں تجھے مردِ مؤمن کی نشانی بتاتا ہوں کہ جب اُسے موت آتی ہے تواُس کے ہو نٹوں پر مسکراہٹ آجاتی ہے۔

اِس دُنیا میں ہماری پیدائش اور موت دونوں کی حیثیت سنگ میل (milestone) کی سی ہے۔ ہماری اصل پیدائش لاکھوں سال قبل ہوئی تھی، جس کے بعد ہم اپنی زمینی پیدائش کے اِنتظار میں ایک طویل زمانے تک عالم ارواح میں قیام پذیر رہتے ہیں۔ اور اِسی طرح زمینی موت بھی ایک سنگ میل ہے، جس کے بعد ہم اِنعقادِ قیامت کے اِنتظار میں طویل زمانے تک عالم برزخ میں قیام کرتے ہیں۔

9. الله...رحن ورحيم

الله اور بندے کے در میان رشتہ اور تعلق رحمت و محبت پر اُستوار ہونا چاہیۓ، کیونکہ اللہ ربّ العزت نے ہمیشہ ہمیں اینے رحمٰن ورحیم کے صفاتی ناموں کے ساتھ یکارنے کو کہاہے۔

الله ربّ العزت نے خود اپنے کلام مجید میں فرمایا ہے کہ اُس کی رحمت ہر شے پر غالب ہے اور ہر چیز پر وُسعت رکھتی ہے۔ (51)اِس لئے ہمیں یہ پختہ عقیدہ رکھنا چاہئے کہ وہ دن سب سے بہترین دن ہو گاجب ہم اپنے رہے سے ملیں گے۔ کیو نکہ جب ہم اِس دُنیا ہے کوچ کریں گے توہم اَرحم الرّاحمین کے ہاتھوں میں ہوں گے، وہ ربِ رحمٰن جو ہمارے ساتھ ہماری ماؤں سے بھی زیادہ مہر بان ہے۔ ⁽⁵²⁾

ہمارے پیارے نبی اکرم مَثَاثِیْاً اِن فرمایا کہ الله تعالیٰ نے اپنی رحمت کے سوجھے بنائے، اُن میں سے ایک حصہ زمین پر اُتارااور باقی ننانوے جھے اپنے پاس ر کھے۔ زمین پر اُتارے ہوئے رحمت کے سوویں جھے ہی کی بدولت مخلوق آپس میں رحمہ لی سے پیش آتی ہے۔ اِنسان ہول یا جانور سب اپنی اولا دسے محبت وشفقت کے ساتھ پیش آتے ہیں، یہ سب اُسی سوویں جھے کااثر ہے۔ باقی 99 فیصد رحمت اللّٰہ ربّ العزت نے اپنے یاس محفوظ رکھی ہوئی ہے، جسے وہ روزِ قیامت اپنے بندوں یہ ظاہر کرے گا۔⁽⁵³⁾

⁽⁵¹⁾ وَرَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ (القرآن، الأعراف، 7: 156)

[&]quot;اور میری رحت ہر چیز پر وُسعت رکھتی ہے۔"

⁽⁵²⁾ لَلَّهُ أَرْحَمُ بِعِبَادِهِ مِنْ هَذِهِ بِوَلَدِهَا. (صحيح البخاري، 5/ 2235، الرقم/ 5653. صحيح مسلم، 4/ 2109، الرقم/ 2754) "الله تعالیٰ اپنے بندوں پر اس ماں سے بھی زیادہ مہر بان ہے جتنی کوئی ماں اپنے بچے پر مہر بان ہو سکتی ہے۔"

⁽⁵³⁾ جَعَلَ اللهُ الرَّحْمَةَ فِي مِائَةِ جُزْءٍ، فَأَمْسَكَ عِنْدَهُ تِسْعَةً وَتِسْعِيْنَ جُزْءًا، وَأَنْزَلَ فِي الْأَرْض جُزْءًا وَاحِدًا، فَمِنْ ذَلِكَ الْجُزْءِ يَتَرَاحَمُ الْخَلَقُ حَتَّى تَرْفَعَ الْفَرَسُ حَافِرَهَا عَنْ وَلَدِهَا، خَشْيَةَ

جیسے تمام إنسانوں کی شکل وصورت اور ذِہنی وجسمانی صلاحیتیں الگ الگ ہوتی ہیں، اِسی طرح اُن کے جذبات واحساسات اور کیفیات بھی ایک دُوسرے سے الگ ہوتی ہیں۔ آخرت میں اللہ ربّ العزت ہر شخص کے ساتھ رحمت کابر تاؤکرے گا اور اُس کی ذِہنی وجسمانی صلاحیتوں، جذبات وإحساسات اور کیفیات کے تناظر میں ہی اُس سے حساب لے گا، اور کسی کو ایسے کسی معاملے کا ذمہ دار نہیں تھہر ائے گا جس کی وہ زمینی زندگی کے دوران صلاحیت نہیں رکھتا تھا۔ ہر شخص اپنے زمانے اور خطے کی اِیجادات اور سہولیات کے تناظر میں اپنے اُمال کا جو ابدہ ہوگا۔

الله كى رحمت سے مايوس ہونامؤ منين كانہيں بلكه كافروں كاوطيرہ ہے۔ (54) كيونكه الله ربّ العزت نے اپنے گناہگار بندوں كواپنى رحمت سے مايوس ہونے سے منع فرمايا ہے۔ (55)

أَنْ تُصِيبَهُ.

(صحيع البخاري، 5 / 2236، الرقم / 5654. صحيح مسلم، 4 / 2108، الرقم / 2752)

"الله تعالیٰ نے رحمت کے 100 حصے بنائے ہیں، جن میں سے اُس نے 99 حصے اپنے پاس رکھ لیے اور ایک حصہ زمین پر نازل کیا۔ ساری مخلوق جو ایک دوسرے پر رحم کرتی ہے، یہاں تک کہ گھوڑا جو اپنے بچے کے اوپر سے اپنا یاؤں اُٹھا تا ہے کہ کہیں اسے تکلیف نہ پننچے، وہ بھی رحمت کے اسی ایک جصے کے باعث ہے۔"

(54) وَالَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ اللهِ وَلِقَاتِهِ أُوْلَئِكَ يَئِسُوا مِن رَّحْمَتِي وَأُوْلَئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ (54) وَالَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ اللهِ وَلِقَاتِهِ أُوْلَئِكَ يَئِسُوا مِن رَّحْمَتِي وَأُوْلَئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ (القرآن، العنكبوت، 29: 23)

"اور جن لو گوں نے اللہ کی آیتوں کا اور اس کی ملا قات کا انکار کیا وہ لوگ میر می رحمت سے مایوس ہو گئے اور ان ہی لو گوں کے لئے در دناک عذاب ہے۔"

(55) قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَى أَنفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِن رَّحْمَةِ اللهِ إِنَّ اللهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ (القرآن، الزُمر، 39: 53)

"آپ فرما دیجئے: اے میرے وہ بند و جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کرلی ہے! تم اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہونا، بے شک اللہ سارے گناہ معاف فرما دیتا ہے، وہ یقینا بڑا بخشنے والا، بہت رحم فرمانے والا ہے۔"

I) موت کامنظر... مرنے کے بعد کیاہو گا؟

بیسویں صدی میں لکھی گئی "موت کا منظر" اور "موت کا تماشا" جیسی کتابوں نے لوگوں کے سامنے خالق کا نئات کا ایساخو فناک چہرہ رکھا جس سے وہ شعوری ولا شعوری طور پر اُس کی رحمت سے مایوس ہوتے چلے گئے اور اُسے صرف عذاب دینے والا خدا سجھنے لگے۔ ایسی صورت میں ایک کم تنخواہ والالائن مین یا پولیس والاخود کو حلال روزی تک کس اُمید په محدود رکھتا!! چنانچہ اُس نے سوچا کہ 99 فیصد اچھے کاموں کے باؤجود جب خدا ایک بُرے کام کی وجہ سے مجھے عذاب میں ہی ڈالے گا تو ساری زندگی حرام روزی سے بچنے کی زحمت کیوں اُٹھا تا پھروں! موت کے بعد جب عذاب میں ہی جانا ہے تو کم از کم اِس دُنیوی زندگی میں اپنی عمر کے بقیہ سال تو مہنگائی اور مفلسی کے عذاب سے نے کر گزار لوں۔ چنانچہ وہ دُوسروں کی حق تلفی کو اپنی مجبوری کے تحت جائز قرار دے کر معاشر سے کی تباہی میں اپنا حصہ ڈالنے گا۔ وہ رب جو کہتا ہے کہ اُس کی رحمت اُس کے غضب پر حاوِی ہے ہم اُسے جلّا د بناکر پیش کریں گے تو نتیجہ یہی ہوگا۔

ہمارے پیارے نبی مَثَا لِلْیَا َ عام معاملات میں بھی لوگوں کوڈرانے، خو فزدہ کرنے اور اُن کیلئے مشکلات پیدا کرنے سے منع فرمایا اور لوگوں کیلئے آسانیاں پیدا کرنے اور اُنہیں خوش کرنے کو کارِ ثواب قرار دیا۔ (56) چنانچہ دین کی تبلیغ کے معاملے میں بھی ہمیں یہی اُصول مدِ نظر رکھنا چاہئے۔ حضور نبی اکرم مَثَلَ اللَّهُ عَلَيْ کے اِس حَمَّم کے باؤجود اگر ہم دین میں سختی اور جبر والا معاملہ کریں تولا محالہ لوگ دین سے دُور بھاگیں گے۔

جب ہم اللہ پر ایمان رکھنے والے اور اُس کے اَحکامات پر حتی الاِمکان عمل کرنے والے بندے ہیں تو یقیناً ہم اُس کے ساتھ دوستی کے خواہاں ہیں اور اُس کے دُشمنوں سے نالاں ہیں، ایسے بندوں کو ڈرانے کیلئے اُن کے سامنے خدا کو قہر برسانے والا بناکر پیش کرنادراصل ایک زبر دستی کے خوف میں مبتلا کرنے والی بات ہے۔

⁽⁵⁶⁾ يَسِّرُوا وَلَا تُعَسِّرُوا، وَبَشِّرُوا وَلَا تُنفِّرُوا (صحيح البخاري، 1/88، رقم الحديث/ 69، وأيضًا، 5/ 2269، رقم الحديث/ 5744)

[&]quot;آسانیاں پیدا کرواور تنگیاں پیدانہ کرو،لو گول کوخوشنجری دواور نفرت کرنے والابیز ارنه بناؤ۔"

ایک حدیثِ قدسی میں اللہ ربّ العزت کا فرمان ہے کہ میں اپنے بندے کے ساتھ ویساہی رویتے رکھتا ہوں جیسا وہ میرے بارے میں اچھا گمان کرتا ہے تو میں اُس کے ساتھ اچھے طریقے سے پیش آتا ہوں۔ بندہ جتنامیری طرف آتا ہے میں اُس سے زیادہ اُس کی طرف بڑھتا ہوں۔ (57) ایسار ب جس کی رحمت اپنے بندوں کو بخشنے کیلئے بے قرار ہواُسے ایک ظالم وجابر کے رُوپ میں پیش کرنادین کی خدمت نہیں بلکہ لوگوں کو دین سے متنظر کرنے کے متر ادف ہے۔

حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ ایک دیہاتی نے حضور نبی اکرم منگانی فیلم کی خدمت میں حاضر ہو کرع ض کیا:
"یار سول اللہ! قیامت کے دن مخلوق کا حساب کون لے گا؟" آپ منگانی فیلم نے فرمایا:"اللہ تعالیٰ" اِس پر دیہاتی
نے کہا: "ربِ کعبہ کی قسم پھر تو ہم نجات پا گئے۔" حضور نبی اکرم منگانی فیلم نے فرمایا:"اے دیہاتی! کیسے؟"
اُس نے کہا: "کیونکہ اللہ کی ذات سب سے بڑھ کر کریم ہے اور جب کوئی کریم کسی پر قابو پالیتا ہے تو وہ اُسے معاف کر دیتا ہے۔"(58)

⁽⁵⁷⁾ أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بِي، وَأَنَا مَعَهُ إِذَا ذَكَرَنِي، فَإِنْ ذَكَرَنِي فِي نَفْسِهِ ذَكَرْتُهُ فِي نَفْسِي، وَإِنْ ذَكَرَنِي فِي نَفْسِهِ ذَكَرْتُهُ فِي نَفْسِي، وَإِنْ تَقَرَّبَ إِلَيَّ شِبْرًا تَقَرَّبْتُ إِلَيْهِ ذِرَاعًا، وَإِنْ تَقَرَّبَ إِلَيَّ شِبْرًا تَقَرَّبْتُ إِلَيْهِ ذِرَاعًا، وَإِنْ أَتَانِي يَمْشِي، أَتَيْتُهُ هَرْ وَلَةً.

⁽صحيح البخاري، 6/ 2694)، الرقم/ 6970، صحيح مسلم، 4/ 2061، الرقم/ 2675)

[&]quot;میر ابندہ میرے متعلق جیسا خیال (اور گمان) رکھتاہے میں اس کے ساتھ وہیاہی معاملہ کر تاہوں۔ جب وہ میر اذکر کر تاہوں۔ جب وہ میر اذکر تاہوں۔ اگر وہ اپنے دل میں میر اذکر (ذکر خفی) کرے تو میں بھی خفیہ طور پر اس کا ذکر کر تاہوں۔ اگر وہ جماعت میں میر اذکر (ذکر جلی) کرے تو میں اس کی جماعت سے بہتر جماعت (یعنی جماعت میں میر اذکر کر تاہوں۔ اگر وہ ایک بالشت میرے نزدیک آئے تو میں ایک بازو کے بر ابر اس کے نزدیک ہو جاتا ہوں ہو جاتا ہوں۔ اگر وہ ایک بازو کے بر ابر اس کے نزدیک ہو جاتا ہوں اور اگر وہ میری طرف چل کر آئے تو میں اس کی طرف دوڑ کر آتا ہوں۔"

⁽⁵⁸⁾ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه، قَالَ: قَالَ أَعْرَابِيُّ: يَا رَسُوْلَ اللهِ، مَنْ يُحَاسِبُ الْخَلْقَ

ہمیں یہ ایمان رکھنا چاہیئے کہ جو خدا ہر اچھے کام کا آغاز بسم اللہ کے طور پر رحمٰن ورجیم کی صفات سے یاد کرکے شروع کرنے کا حکم دے، ایسا کیو نکر ممکن ہے کہ وہ ہمارے ساتھ اپنی رحمت کی بجائے غضب سے پیش آئے! حالا نکہ وہ خود فرما تاہے کہ اُس کی رحمت اُس کے غضب پر حاوی ہے۔(59)

قر آنِ مجید میں وارِ دہونے والے اللہ ربّ العزت کے صفاتی ناموں کو سیاق و سباق کے ساتھ سمجھنا بہت ضروری ہے کہ اللہ ربّ العزت کی کون سی صفت کس مفہوم میں وارِ دہوئی ہے۔ سیاق و سباق ہمیں واضح کر تاہے کہ خداصرف اپنے دُشمنوں پر قہر برسانے والاہے، جبکہ مؤمنین کیلئے سر اپار حمٰن ورحیم ہے۔

قر آنِ مجید میں ہر سورت سے قبل بسملہ پڑھتے وقت الله ربّ العزت کو "الرحمٰن الرحیم" کی صفات کے ساتھ یاد کیاجاتا ہے۔ اس کے علاوہ قر آنِ مجید میں لفظ "الرحمٰن" 48 مرتبہ آیا ہے، جبکہ لفظ "جبار" صرف ایک بار اور لفظ "قہار" کل 6 مرتبہ آیا ہے۔

يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟ قَالَ: اَللهُ. قَالَ: اَللهُ؟ قَالَ: اَللهُ. قَالَ: نَجَوْنَا وَرَبِّ الْكَعْبَةِ. قَالَ: وَكَيْفَ يَا أَعْرَابِيُّ؟ قَالَ: لِأَنَّ الْكَرِيْمَ إِذَا قَدَرَ عَفَا

(البيهقَي في شعب الإيمان، أ/ 247، الرقم/ 262)

"حضرت اَبوہریرہ فرماتے ہیں کہ ایک دیہاتی نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! روزِ قیامت مخلوق سے کون حساب لے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ وہ کہنے لگا: کیا واقعی اللہ (خود حساب لے گا)؟ فرمایا: ہاں! خود اللہ حساب لے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: حساب لے گا۔ یہ سن کروہ کہنے لگا: رب کعبہ کی قسم! پھر تو ہم نجات پاگئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے اعر ابی! وہ کیسے؟ اس نے کہا: وہ اس طرح کہ (اللہ سب سے کریم ہے اور) جب کوئی کریم (شخص) کسی پر غالب آتا ہے تووہ اُسے معاف کر دیتا ہے۔ "

(59)إِنَّ اللهَ لَمَّا قَضَى الْخَلْقَ كَتَبَ عِنْدَهُ فَوْقَ عَرْشِهِ: إِنَّ رَحْمَتِي سَبَقَتْ غَضَبِي (59)إِنَّ اللهَ لَمَّا قَضَى الْخَلْقَ كَتَبَ عِنْدَهُ فَوْقَ عَرْشِهِ: إِنَّ رَحْمَتِي سَبَقَتْ غَضَبِي (صحيح البخاري، 6/2051) الرقم/ 2694، الرقم/ 6959، صحيح مسلم، 4/2107 الرقم/ 2751) "جب الله تعالى نے مخلوق کو پيدا فرمايا تو اپنے پاس عرش كے اوپر لكھ ديا: بے شك ميرى رحمت ميرے غضب پر سبقت لے گئی ہے۔"

یہ بھی واضح رہے کہ خدانے خود کو کہیں بھی ظالم نہیں کہا۔ الله ربّ العزت کا ایک صفاتی نام "جبار" ہے،
جس کا معنی مجبور کردینے والاہے، نہ کہ ظلم کرنے والا۔ مجبور کرنے کا مفہوم یہ ہے کہ الله ربّ العزت وُنیا کو
جن فطری قوانین پر مبنی نظام کے تحت چلارہاہے، ہم مجبور ہیں کہ اُن قوانین کے مطابق چلیں۔ مثال کے
طور پر اِنسان مجبورہے کہ وہ پر ندوں کی طرح نہیں اُڑ سکتا، ہاں مگر رب کے طے کردہ قوانین پر عمل کرتے
ہوئے جہاز وغیرہ کی مددسے اُڑ سکتا ہے۔ فطرت کے وہ قوانین جو کلی یا جزوی طور پر اِنسانی عقل میں آ جاتے
ہیں اِنسان اُنہیں سائنسی قوانین کانام دے دیتاہے۔

2)خدا ستار العيوب ہے۔

اللہ ربّ العزت جس طرح اِس دُنیا میں ہمارے گناہوں کی پردہ پوشی فرما تاہے اور اُنہیں کسی پر ظاہر نہیں ہونے دیتا، قیامت کے دن بھی وہ اپنے مؤمن بندوں کے ساتھ پردہ پوشی کا رویۃ اپنائے گا اور اُن کے گناہوں کو کسی کے سامنے بے نقاب نہیں کرے گا۔ حضور نبی اکرم سَکَّا اَللّٰهُ عَلَیْ کہ روزِ قیامت الله تعالیٰ ایک مؤمن بندے کو اپنے قریب بلائے گا اور اُسے لوگوں سے الگ تھلگ کرکے پردے میں اُس سے اُس کے گناہوں کا قرار کروائے گا اور اُسے گا کہ یادہے تونے جو فلاں گناہ کیا تھا؟ اور وہ فلاں گناہ بھی کیا تھا؟ وہ بندہ اِقرار کر تا چلا جائے گا اور اُس کا دل دھڑک رہاہو گا کہ اب ہلاک ہُوا۔۔۔ اِسے میں اللہ تعالیٰ فرمائے گا دکھے! میں دیوں کو معاف کر تاہوں کی پر دہ پوشی کی اور آج بھی تخیے لوگوں میں ذلیل ہونے سے بچا کر تیا میں وہ کیا ہوں کو معاف کر تاہوں۔

⁽⁶⁰⁾ يَدْنُو أَحَدُكُمْ مِنْ رَبِّهِ حَتَّى يَضَعَ كَنْفَهُ عَلَيْهِ، فَيَقُولُ: عَمِلْتَ كَذَا وَكَذَا؟ فَيَقُولُ: نَعَمْ، وَيَقُولُ: إِنِّي سَتَرْتُ عَلَيْكَ فِي الدُّنْيَا، فَأَنَا وَيَقُولُ: إِنِّي سَتَرْتُ عَلَيْكَ فِي الدُّنْيَا، فَأَنَا أَغُفِرُهَا لَكَ الْيَوْمَ

⁽صحيح البخاري، 5/ 54 22، الرقم/ 5722)

[&]quot;(روزِ قیامت) تم میں سے ایک شخص اپنے رب سے قریب ہو گا، یہال تک کہ وہ اسے اپنی رحمت کے سائے میں

3) الله تعالى پر إيمان لانے والوں پر عذاب نہ ہو گا۔

اللہ کا عذاب صرف مشر کوں اور منافقوں کیلئے ہے۔ اہل ایمان پر عذاب نہیں ہوگا۔ قرآنِ مجید میں جابجا مؤمنین کیلئے جنت کا وعدہ کیا گیا ہے اور اللہ رہ العزت پر اِیمان نہ لانے والوں اور مشر کین کیلئے سخت عذاب کی خبر دی گئی ہے۔ حضور نبی اکرم مُنگاللہ اُللہ کا عذاب صرف مشر کوں عذاب کی خبر دی گئی ہے۔ حضور نبی اکرم مُنگاللہ اُللہ کا عذاب صرف مشر کوں کیلئے ہے۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی متفقہ حدیث مبار کہ میں حضور نبی اکرم مُنگاللہ کا کا واضح فرمان موجو دہے کہ جو بندہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ تھم اتا ہو اللہ اُسے ہر گز عذاب نہیں دے گا۔ (61) تاہم اُس کیلئے ضروری ہے کہ ہم ابنی زندگی میں شِر ک اور نفاق سے بچتے ہوئے اللہ ربّ العزت کے اَحکامات پر عمل کریں اور جسمانی و رُوحانی پاکیزگی کی روش کو اپنائیں۔ بصورتِ دیگر گناہوں کی کثرت کی صورت میں جنت میں واپی اُس وقت تک ممکن نہ ہو گی جب تک ہمارے جسم و رُوح پر گئی گناہوں کی کثافتوں کو جہنم کی آگ میں واپی اُس وقت تک ممکن نہ ہو گی جب تک ہمارے جسم و رُوح پر گئی گناہوں کی کثافتوں کو جہنم کی آگ کے ذریعے جلا کریاک صاف نہیں کر دیا جاتا۔

4) جنت ہمارے تصورسے زیادہ وسیع ہے۔

ہمارے پیارے نبی اکر م مُنَّالِثُیْمَ نے سب سے آخر میں جنت میں جانے والے شخص کا واقعہ بیان کرتے ہوئے

ڈھانپ لے گا(کہ کوئی اور اِسے دیکھ نہ پائے)۔ پھر فرمائے گا: (اے میرے بندے!) تونے فلاں فلاں (گناہ کے)
کام کیے تھے؟ وہ عرض کرے گا: جی ہاں۔ پھر اس سے فرمائے گا: تونے فلاں فلاں (گناہ کے)کام کئے؟ وہ کہے گا: جی
ہاں! باری تعالیٰ۔ یوں اللہ تعالیٰ اس سے بار بار کہلوا کر اس سے (اس کے گناہوں کا) اقرار کروائے گا۔ پھر فرمائے گا:
میں نے دنیا میں تیرے گناہوں کے اوپر پر دہ ڈالا، آج میں تیرے لیے ان گناہوں کو معاف کر تاہوں (تا کہ یہاں
کھی تیر اپر دہ بر قرار رہے)۔"

(61) حَتُّ الْعِبَادِ عَلَى اللهِ أَنْ لَا يُعَذِّبَ مَنْ لَا يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا (صحيح البخاري، 3/ 1049، الرقم/ 270. صحيح البخاري، 3/ 1049، الرقم/ 270. صحيح البخاري، 3/ 1049، الرقم/ 30) "الله تعالى يربندول كاحق به ہے كہ جو شخص شرك نه كرے وہ اسے عذاب نه دے۔"

فرمایا کہ وہ شخص اپنے گناہوں کاعذاب بھگننے کے بعد گھٹوں کے بل گھٹاہوا جہنم سے نکلے گا۔ اللہ تعالیٰ اُس سے فرمائے گا کہ جنت تو بھر چکی ہے۔

یہ سوچ کر وہ واپس آئے گا اور اللہ ربّ العزت سے عرض کرے گا کہ جنت تو بھر چکی ہے، میں اُس میں کیسے داخل ہو سکتاہوں! ایسا تین بار ہو گا۔ جب وہ تیسری بار واپس آئے گا تو اللہ ربّ العزت اُسے جنت میں جانے کو کہے گا اور فرمائے گا کہ تیرے لئے جنت میں زمین سے دس گنا زیادہ جگہ موجود ہے۔ اس پر وہ شخص کو کہے گا اور فرمائے گا کہ جنت آئی وسیع ہے کہ اُس میں سب سے محتر شخص کیلئے بھی اِتنی کشادہ جگہ موجود ہوگا۔ حضور نبی اکرم مَنَّ اللَّہِ اِسْ کہ جنت اِتنی وسیع ہے کہ اُس میں سب سے محتر شخص کیلئے بھی اِتنی کشادہ جگہ موجود ہوگا۔

(62)إِنِّي لَأَعْلَمُ آخِرَ أَهْلِ النَّارِ خُرُوجًا مِنْهَا، وَآخِرَ أَهْلِ الْجَنَّةِ دُخُولًا الْجَنَّةَ، وَجُلِّ يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ حَبْوًا، فَيَقُولُ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى لَهُ: إِذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ، فَيَأْتِيهَا فَيُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهَا مَلاًَى، فَيَقُولُ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى لَهُ: إِذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّة، قَالَ: فَيَقُولُ: يَا رَبِّ، وَجَدْتُهَا مَلاًَى، فَيَقُولُ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى لَهُ: إِذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّة، قَالَ: فَيَأْتِيهَا، فَيُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهَا مَلاًَى، فَيَوْرِجُعُ فَيَقُولُ: يَا رَبِّ، وَجَدْتُهَا مَلاًَى، فَيَقُولُ اللهُ لَهُ: إِذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّة، فَإِنَّ لَكَ مِثْلَ الدُّنْيَا وَعَشَرَةَ أَمْثَالِهَا –أَوْ إِنَّ لَكَ عَشَرَةَ أَمْثَالِ اللهُ لَهُ لَهُ لَهُ اللهُ لَهُ عَلَى اللهُ عَشَرَةَ أَمْثَالِهَا أَوْ إِنَّ لَكَ عَشَرَةً أَمْثَالِ اللهُ لِلهُ عَلَى اللهُ عَشَرَةً أَمْثَالِ اللهُ لِلهُ عَلَى اللهُ عَشَرَةً أَمْثَالِ اللهُ عَلَى اللهُ عَشَرَةً أَمْثَالِ اللهُ عَلَى اللهُ اللهُ عَلَى اللهُ عَلَى اللهُ عَلَى اللهُ عَلَى اللهُ اللهُ عَلَى اللهُ عَلَى اللهُ عَلَى اللهُ اللهُ عَلَى اللهُ عَلَى اللهُ اللهُ اللهُ عَلَى اللهُ عَلَى اللهُ عَلَى اللهُ عَلَى اللهُ اللهُ عَلَى اللهُ اللهُ عَلَى اللهُ اللهُ اللهُ اللهُ عَلَى اللهُ اللهُ

(صحیح البَخاري، 5/ 2402، الرقم/ 6202. صحیح مسلم، 1/ 173-174، الرقم/ 186)

"مجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ سب سے آخر میں جہنم سے کون نکالا جائے گا یاسب سے آخر میں کون جنت میں داخل ہو گا۔ وہ آدمی اپنے جسم کو گھسٹما ہوا جہنم سے باہر نکلے گا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ اُس سے فرمائے گا: جا، جنت میں داخل ہو جا۔ وہ جنت میں داخل ہو گا تو اُسے گمان گزرے گا کہ شاید یہ بھری ہوئی ہے، چنانچہ وہ واپس لوٹ کرع ض گزار ہو گا: اے ربّ! وہ تو بھری ہوئی ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ اُس سے فرمائے گا: جا، جنت میں چلا جا۔ لہذا وہ جنت میں گزار ہو گا: اے ربّ! وہ تو بھری ہوئی ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ اُس سے فرمائے گا: جا، جنت میں چلا جا۔ لہذا وہ جنت میں

5) الله سے معافی کیسے ما تگیں؟

اللہ رب العزت کے رحمٰن ورجیم ہونے کا مطلب سے بھی نہیں کہ بندہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے الیں اُمید لگا للہ رب العزت کے اُس سے رحمت کی اُمید لگا کر گناہ کر ناشر وع کر دیں، فرائض کو نظر انداز کر دیں اور اُس کی مخلوق کے ساتھ زیادتی کر ناشر وع کر دیں تو اُس کی رحمت ہمیں بچانے فرائض کو نظر انداز کر دیں اور اُس کی مخلوق کے ساتھ زیادتی کر ناشر وع کر دیں تو اُس کی رحمت ہمیں بچانے نہیں آئے گی۔ خدا کے غضب سے لا پر واہی بر سے کا انجام سابقہ قوموں کے واقعات میں جا بجاموجو دہے۔ ایک حدیثِ مبار کہ میں ہے کہ جب مسلمان گناہ کرتا ہے تو اُس کے دل میں ایک سیاہ نقطہ بن جاتا ہے۔ اگر وہ تو بہ وہ تو بہ وہ تا ہے۔ اور اگر وہ بار بار گناہ کرتا ہے اور تو بہ نہیں کرتا تو وہ نقطہ پورے دل میں پھیل جاتا ہے۔ اور اگر وہ بار بار گناہ کرتا ہے اور پورادل زنگ آلو دہو جاتا ہے اور دل کو عبادت کی لذت محسوس نہیں ہوتی۔ پورے دل میں پھیل جاتا ہے اور پورادل زنگ آلو دہو جاتا ہے اور دل کو عبادت کی لذت محسوس نہیں ہوتی۔ اِس لئے ضر وری ہے کہ کسی معمولی گناہ پر بھی اللہ تعالی سے تو بہ واستغفار لاز می کیا جائے۔

اگر کسی اِنسان سے جذبات کی رَو میں بہہ کر کوئی گناہ کبیرہ سر زد ہو جائے تو اُسے قطعی طور پر اللہ کی رحمت سے مایوس نہیں ہوناچاہئے۔اُسے چاہئے کہ وہ اِحساس ہوتے ہی توبہ کیلئے تین اِقدام کرے:

• اولاً : وہ فوری طور پر شر مسار ہو کر اللہ تعالیٰ کی طرف رُجوع کر کے اُس سے معافیٰ مانگے۔

داخل ہوگا۔ جنت میں جاکر اُسے پھر گمان گزرے گا کہ شایدیہ بھری ہوئی ہے۔ پس وہ واپس لوٹ کر پھر عرض کرے گا: اے رہّ! میں نے تووہ بھری ہوئی پائی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ اُس سے فرمائے گا: جااور جنت میں داخل ہو کیونکہ تیرے لیے جنت میں دنیا کے برابر بلکہ اُس سے دس گنازیادہ حصہ ہے، یا فرمایا: تیرے لیے دس دنیاؤں کے برابر حصہ ہے۔ وہ عرض کرے گا: (اے اللہ!) کیا مجھ سے مزاح کر تاہے یا مجھ پر ہنستا ہے؟ حالا تکہ تو حقیقی مالک ہے۔ (حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:) میں نے دیکھا کہ اِس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منس پڑے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے: یہ اہل جنت کے سب سے کم درج والے شخص کا حال ہے۔"

• ثانیاً : وہ اپنے دل میں پختہ اِرادہ کرے کہ آئندہ اُس گناہ کو کبھی نہیں وُہر ائے گا۔

• ثالثاً : وه اینے اُس اِرادے پر مرتے دم تک پختگی کے ساتھ قائم رہے۔

تاہم اگروہ گناہ حقوق اللہ کی بجائے حقوق العباد سے متعلق ہے تواللہ سے معافی مانگنے سے پہلے اُس شخص سے معافی مانگنا ضروری ہے، جس کی حق تلفی کی گئی ہو۔ اگر کوئی بندہ اپنے گناہوں کی معافی کیلئے یہ تمام إقدام بحسن وخوبی نبھا تاہے تو کوئی وجہ نہیں کہ اللہ ربّ العزت اُسے معاف نہ فرما دے کہ وہ غفور ورحیم ربّ تو اینے شر مسار بندوں کومعاف کرنے کیلئے خود بہانے تلاش کرتا ہے۔

ہمارے پیارے نبی منگانگی آغ گیا ہے گا اول کو اللہ ربّ العزت کی رحمت سے مایوس ہونے سے بچانے اور اُنہیں توبہ کی طرف ماکل کرنے کیلئے فرمایا کہ گناہوں سے توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسا کہ اُس نے کوئی گناہ کیا ہی نہیں۔ (63) یعنی اگر کوئی گناہ گار اللہ تعالیٰ سے سچی پکی توبہ کرلے تو اُس کے گناہ کے تمام اَثرات ختم کر دیئے جاتے ہیں، حتی کہ نامہ اعمال کا إندراج بھی مٹادیا جاتا ہے اور اُس شخص کے جسمانی اُعضاء میں موجود ڈی این اے (DNA) میں سے گناہوں کے تمام ثبوت بھی مٹادیئے جاتے ہیں۔ اللہ ربّ العزت ہم سب کو ایس مقبول توبہ (توبۃ النصوح) کرنے کی توفیق عطافر مائے۔ آمین

الله تعالی فرماتا ہے: کوئی بندہ گناہ کرے اور پھر کہے: "یا الله! میر ایہ گناہ معاف فرما دے" تو الله تعالی فرماتا ہے: "میرے بندے نے گناہ کیا اور اُسے علم ہے کہ اُس کا رب ہے، وہی گناہوں کو بخشاہے اور گناہوں پر کپڑ بھی کر تا ہے۔ "بندہ پھر دوبارہ وہی گناہ کرکے کہتا ہے: "پروردگار! میر ایہ گناہ معاف فرما دے" تو الله تعالی فرماتا ہے: "میرے بندے نے گناہ کیا اور اُسے علم ہے کہ اُس کا رب ہے، وہی گناہوں کو بخشاہے اور گناہوں پر کپڑ بھی کرتا ہے۔ "بندہ پھر تیسری بار بھی وہی گناہ کرکے کہتا ہے: "پروردگار! میر ایہ گناہ معاف گناہوں پر کپڑ بھی کرتا ہے۔ "بندہ پھر تیسری بار بھی وہی گناہ کرکے کہتا ہے: "پروردگار! میر ایہ گناہ معاف

⁽⁶³⁾ اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ، كَمَنْ لَا ذَنْبَ لَهُ

⁽سنن ابن ماجه، 2/ 1419ً، الرقم/ 4250. الطبراني في المعجم الكبير، 150/10، الرقم/ 10281) "گناه سے (سچی) توبه کرنے والااس شخص کی مانند ہے جس نے کوئی گناه کیابی نه ہو۔"

فرما دے" تو اللہ تعالی پھر فرما تا ہے: "میرے بندے نے گناہ کیا اور اُسے علم ہے کہ اُس کا رب ہے، وہی گناہوں کو بخشاہے اور گناہوں پر پکڑ بھی کر تا ہے۔ میں نے اپنے بندے کو معاف کر دیا، اب جو چاہے عمل کرے۔"(64)

اگر کوئی شخص مرتے دم تک اپنے إرادے پر قائم رہنے کی نیت کے ساتھ کی گئی توبہ کو توڑ بیٹے تو اُسے چاہیے کہ مایوس ہونے کی بجائے دوبارہ توبہ کر لے۔ اللہ رہ العزت کی رحمت بہت وسیع ہے، وہ دوبارہ معانی کر دے گا۔ لیکن اگر کوئی شخص یہ سوچ کر گناہ کر تاہے کہ کوئی بات نہیں بعد میں معانی مانگ لوں گاتو ممکن ہے کہ اُسے معافی مانگ کی مہلت ہی نہ ملے ، کیونکہ توبہ نادانی میں کئے گئے گناہ پر ہوتی ہے، منصوبہ بندی کے ساتھ کئے گئے گناہ پر شیطان بندے کو بہکا تار ہتا ہے کہ صلای کیا ہے ابعد میں معافی مانگ لینا، اور یوں بندہ بہتا چلا جا تا ہے، حتی کہ اُس کی موت کا وقت آپہنچتا ہے ملدی کیا ہے ابعد میں معافی مانگ لینا، اور یوں بندہ بہتا چلا جا تا ہے، حتی کہ اُس کی موت کا وقت آپہنچتا ہے اور اُسے معافی کاموقع ہی نصیب نہیں ہو تا۔ (66)

(64) صحيح مسلم، 4/ 2112، رقم الحديث/ 2758

⁽⁶⁵⁾ إِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللَّهِ لِلَّذِينَ يَعْمَلُونَ السُّوءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوبُونَ مِن قَرِيبٍ فَأُوْلَئِكَ يَتُوبُ اللَّهُ عَلَيْهِمْ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيماً حَكِيماً

⁽القرآن، النُسْآء، 4: 17)

[&]quot;الله نے صرف انہی لوگوں کی توبہ قبول کرنے کاوعدہ فرمایاہے جو نادانی کے باعث برائی کر بیٹھیں پھر جلد ہی توبہ کر لیں پس اللہ ایسے لوگوں پر اپنی رحمت کے ساتھ رجوع فرمائے گا،اور اللہ بڑے علم بڑی حکمت والاہے۔"

⁽⁶⁶⁾وَ لَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاتِ حَتَّى إِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ إِنِّي تُبْتُ الْمُنْ وَ لَا الَّذِيْنَ يَمُوْتُوْنَ وَهُمْ كُفَّارٌ أُولِيكَ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا

[&]quot;اور ایسے لوگوں کیلئے توبہ (کی قبولیت) نہیں ہے جو گناہ کرتے چلے جائیں، یہاں تک کہ اُن میں سے کسی کے سامنے موت آپنچے تو (وہ اُس وقت) کہے کہ میں اب توبہ کر تا ہوں اور نہ ہی ایسے لوگوں کے لئے ہے جو کفر کی حالت پر

10. کامیابی کاراز کیاہے؟

کامیاب زندگی کیلئے کامیابی کاراز جانناسب سے اہم ہے۔ ہماری دُنیوی زندگی کی حیثیت کھیل تماشے سے زیادہ کچھ نہیں۔ ایسی بے وُقعت دُنیا میں حقیقی معنوں میں صرف وہی لوگ کامیاب ہیں جو اِس کھیل تماشے کے دوران اپنے دل سے خالق کا نئات کی یاد کو مٹنے نہیں دیتے اور ہر دم واپسی کے سفر کو یاد کرتے رہتے ہیں، بلاشبہ یہی اصل کامیابی ہے۔ (67) کھیل تماشوں سے بھر پور اِس دُنیا میں رہنے والا اِنسان زندگی کے مختلف اَدوار میں این کامیابی کو مختلف انداز میں سوچتا ہے۔ عمر بڑھنے کے ساتھ ساتھ اِنسان کی سوچ میں تبدیلیاں جنم لیتی رہتی ہیں، جس کے نتیج میں وہ کامیابی کیلئے اپنے اَہداف تبدیل کر تار ہتا ہے، حتی کہ موت کالحمہ آن چہنے ایسے سے کر ج 8 سال کی عمر تک کی کامیابیوں کی یہ فہرست ہمیں خوب آئینہ دکھار ہی ہے:

- ✓ 4سال کی عمر میں کامیابی یہ ہے کہ... پیشاب کیڑوں میں نہ نکاتا ہو۔
 - ✓ 8 سال کی عمر میں کامیابی بیہ ہے کہ...گھر جانے کاراستہ آتاہو۔
 - ✓ 12 سال کی عمر میں کا میابی ہیہ ہے کہ... دوست اُحباب ہوں۔
 - ✓ 18 سال کی عمر میں کامیابی ہیہے کہ... گاڑی ڈرائیو کرنا آتی ہو۔
- ✓ 23 سال کی عمر میں کامیابی سے کہ... اچھی ڈگری حاصل کر لی ہو۔

مریں،ان کے لئے ہم نے دروناک عذاب تیار کرر کھاہے۔"

(67) إِنَّمَا الْحَيْوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّ لَهْوٌ وَّ إِنْ تُؤْمِنُوْا وَ تَتَّقُوْا يُؤْتِكُمْ أَجُوْرَكُمْ وَ لَا يَسْلُكُمْ اَمُوالُكُمْ أَجُوْرَكُمْ وَ لَا يَسْلُكُمْ اَمُوالُكُمْ

(القرآن، محمد، 47: 36)

"بس دنیا کی زندگی تو محض کھیل اور تماشاہے، اور اگر تم ایمان لے آؤ اور تقوٰی اختیار کرو تو وہ تمہیں تمہارے (اعمال پر کامل) ثواب عطافرمائے گااور تم سے تمہارے مال طلب نہیں کرے گا۔"

- ✓ 2 5 سال کی عمر میں کامیابی ہیہ ہے کہ... اچھاکاروبار / اچھی نوکری مل گئی ہو۔
 - ✓ ۵ سال کی عمر میں کامیابی ہیہے کہ... بیوی یے ہوں۔
 - ✓ 3 سال کی عمر میں کا میابی ہے ہے کہ... مال ودولت یاس ہوں۔
 - ✓ 5 4سال کی عمر میں کامیابی ہے ہے کہ... اپنا آپ جوان گے۔
 - ✓ وسال کی عمر میں کا میابی ہے کہ... نیچا چھی تربیت کا صلہ دیں۔
- ✓ 5 سال کی عمر میں کامیابی ہے ہے کہ...شادی شدہ زندگی میں بہار قائم رہے۔
 - ✓ ۵۰ سال کی عمر میں کا میانی ہے کہ... گاڑی ٹھیک ڈرائیو کرنا آتی ہو۔
 - 🗸 65 سال کی عمر میں کامیابی یہ ہے کہ... کوئی مرض نہ گلے۔
 - ✓ 70 سال کی عمر میں کامیانی ہیہے کہ... ڈوسروں کی محتاجی نہ ہو۔
 - ✓ 5 7سال کی عمر میں کا میابی بیہ ہے کہ... حلقہ اُحباب ہو۔
 - ✓ 80 سال کی عمر میں کامیابی پیہے کہ…گھر جانے کاراستہ آتا ہو۔
 - ٧ 5 8 سال كي عمر مين كامياني يه ہے كه... پيشاب كيڑوں ميں نه نكاتا ہو۔

یعنی اِنسان جس حالت سے جلتا ہے، اِ تنے طوِیل سفر کے بعد پھر واپس اُسی حالت کو پہنچے جاتا ہے۔⁽⁶⁸⁾

اکثر لو گوں کی عادت ہوتی ہے کہ وہ ہمیشہ سوچتے رہتے ہیں کہ کاش! میں فلال إنسان کی جگہ ہو تا تو ایک

⁽⁶⁸⁾ وَمَنْ نَّعَمِّرْهُ نُنكِّسْهُ فِي الْخَلْقِ أَفَلَا يَعْقِلُونَ

⁽القرآن، يس، 36: 68)

[&]quot;اور ہم جسے طویل عمر دیتے ہیں اُسے قوت وطبیعت میں واپس (بچین یا کمزوری کی طرف) پلٹا دیتے ہیں، پھر کیا وہ عقل نہیں رکھتے۔"

کامیاب اِنسان ہوتا یا میں فلاں ملک میں پیدا ہوتا تو اچھا ہوتا۔ کبھی بھی کسی دُوسرے شخص کے ساتھ اپنا موازنہ مت کریں، سب کا سلیب الگ ہے، سب کا اِمتحان الگ ہے، سب کی پریشانیاں الگ ہیں، سب کی نعتیں الگ ہیں، سب کی نعتیں الگ ہیں، سب کا فعتیں الگ ہیں، سب کا حساب کتاب الگ ہے، کسی اِنسان کا دُوسرے اِنسان کے ساتھ موازنہ ہی نہیں بنتا۔ اِنسان کی حقیقی کامیا بی کارازیہ ہے کہ وہ اِس دُنیا کی عارضی زندگی پر آخرت کی دائمی زندگی کو ترجیج ہے۔ اِس دُنیا کے جیجے مارامارا پھرنے کی بجائے اپنے خالق ومالک سے لَولگائے اور آخرت کی فکر کرے کیونکہ آخرت کی

I) كون ساعلم حاصل كريں؟

کامیابی ہی حقیقی کامیابی ہے۔

کامیاب زندگی کا اِنحصار دیگر بہت سے عوامل کے علاوہ اُس علم پر بھی ہے جسے ہم حاصل کرتے ہیں۔ یہاں ہم علم کو تین طریقوں سے دیکھیں گے:

- وہ علم جو حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں سکھائے اور بندہ اُس پر عمل بھی کرنے لگے، وہ علم نافع ہے۔ایساعلم دُنیااور آخرت دونوں جگہ اِنسان کیلئے نفع کا باعث بنتا ہے۔
- وہ علم جو حقوق اللہ اور حقوق العباد میں سے صرف ایک سکھائے اور دُوسرے کی نفی کرے وہ علم ناقص ہے۔ابیاعلم بندے کو دھوکے میں رکھتاہے۔اِس سے وقتی نفع توضر ور حاصل ہو تاہے، مگر حتی طور پر اِنسان سر اسر خسارے میں رہتاہے۔
- وہ علم جو حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں میں سے کچھ بھی نہ سکھائے وہ علم قطعی طور پر غیر نافع ہے۔ابیاعلم اِنسان کو گمر اہی کے سِوا کچھ نفع نہیں دیتا۔

حقوق الله اور حقوق العباد سے عاری علم إنسان کو دُنیا میں مال و دولت کی صورت میں وقتی فائدہ تو دے سکتا ہے، مگر آخرت میں اُس کیلئے کوئی اُجر نہیں ہو گا۔ ایسے علم کی جتنی بھی ڈ گریاں حاصل کرلی جائیں وہ اِسلام کے تصور علم پر پورا نہیں اُتر تیں۔ فریب، دھو کہ دہی، آن لائن لوٹ مار اور بیو قوف بنانے کے طریقے

سکھانے والے تمام علوم علم غیر نافع کے زُمرے میں آتے ہیں اور وہ خیر کی بجائے شر کا باعث بنتے ہیں۔ 2) کون ساپیشہ اپنائیں ؟

کامیاب زندگی کامطلب بیے نہیں کہ ہم کتنے زیادہ پیسے کمالیتے ہیں، بلکہ ہم زندگی میں تب کامیاب ہوسکتے ہیں جب ہم اللہ اور اُس کے بندوں کے ساتھ مخلص ہو کر چلیں۔

عملی زندگی میں اپنے پیشے کا اِنتخاب کرتے وقت سب سے پہلی بات یہ مدِ نظر رکھیں کہ اُس میں صرف اپنی ذات کا فائدہ نہ دیکھیں بلکہ یہ بھی دیکھیں کہ آپ کے کام سے دُوسروں کا بھی کوئی فائدہ منسلک ہو رہا ہے یا نہیں۔ عملی زندگی میں جو بھی پیشہ اپنائیں اِس بات کو یقینی بنائیں کہ اُس میں اپنے علاوہ معاشرے کے دُوسرے لوگوں کا فائدہ بھی ضرور شامل ہو۔ آپ خواہ ذاتی کاروبار کریں یا جاب کریں، ہر دوصور توں میں اگر آپ کے کام کاج سے آپ کی ذات کے علاوہ معاشرے کے کسی طبقے کو بھی فائدہ پنچتا ہے تواس کام میں خیر ہے۔ لیکن اگر آپ کوئی ایساکام کرتے ہیں جس میں صرف آپ ہی کو فائدہ ملتا ہے اور معاشرے کے دُوسرے اَفراد کو کسی قشم کا کوئی فائدہ نہیں پنچتا یا فائدے کی بجائے اُلٹا نقصان پنچتا ہے یا چنچنے کا اندیشہ ہو تا ہے تواُس کاروبار میں خیر نہیں، بلکہ اُس میں شر ہے۔

اب آپ اپنے معاشرے میں موجود مختلف پیشوں کو ایک ایک کرکے سوچیں، بازار میں موجود دکانوں اور دفاتر میں بیٹے کرکام کرنے والوں کے کام کا جائزہ لیں۔ اُن میں سے جو کاروبار خوراک، لباس، رہائش، تعلیم اور صحت جیسے پیشوں سے منسلک ہیں اور اُن میں دھو کہ دہی شامل نہیں ہے تو وہ سب خیر سے بھر پور ہیں۔ نیک نیتی سے اُن میں سے کوئی کاروبار کر لیں، اللہ رہ العزت آپ کو دُنیا میں بھی رزق اور عزت سے نوازے گا اور آخرت میں بھی اَجرعطافرمائے گا۔

عملی زندگی میں اپنے پیشے کا اِنتخاب کرتے وقت دُوسری اہم بات یہ ہے کہ اُس کام میں آپ کی دلچیں اُس سے ملنے والی تنخواہ سے زیادہ اہمیت رکھتی ہو۔ اِسے آسان انداز میں یوں سمجھا جا سکتا ہے کہ فرصت کے لمحات میں جو کام کر کے ہمارا دل خوش ہو تاہے اُسے مشغلہ کہتے ہیں۔ جو شخص اپنے مشغلے کو ہی اپنا پیشہ بنالیتا

کامیاب زندگی . . . دورِ نوبلوعنت کے سوالات

ہے وہ زند گی بھر سکون میں رہتاہے۔

اگرایک شخص کواپنی فرصت کے او قات میں اپنے گھر میں پودے لگانا پہندہے اور وہ باغبانی کرکے خوش ہوتا ہے تو اُسے چاہیئے کہ محکمہ زراعت میں ملازمت کرے یا پھر وسائل اِجازت دیں تو ذاتی نر سری بنالے۔ اِس صورت میں وہ ساری زندگی اپنے مشغلے کے ساتھ ہی وابستہ رہے گا اور اُسے الگ سے کوئی اور کام نہیں کرنا پڑے گا۔ اِسی طرح اگر کوئی شخص ایک ماہر قارئ قر آن ہے اور فرصت کے اُو قات میں تلاوتِ قر آن مجید کرتا ہے اور تجوید و قر اُت پہ کتابیں تحریر کرتا ہے تو اُسے چاہیئے کہ وہ محکمہ زراعت میں ملازمت کی بجائے فن تجوید و قر اُت پہ کتابیں تحریر کرتا ہے تو اُسے چاہیئے کہ وہ محکمہ زراعت میں وہ بھی ساری زندگی اینے شغلے کے ساتھ ہی وابستہ رہے گا اور اُسے الگ سے کوئی اور کام نہیں کرنا پڑے گا۔

3)ونت کی قدروقیت

جیسا کہ پہلے ذکر گزراہے، کروڑوں سالوں سے جاری اِس کا نئات میں تمام اِنسانوں کو مختفر ہی زندگی صرف ایک بار ملتی ہے اور اگر اُسے ضائع کر دیا جائے تو دوبارہ کبھی نہیں مل سکتی۔ اِس لئے وقت وُنیا کی سب سے فیمتی چیز ہے۔ ہمیں وقت کی قدر کرنی چاہئے۔ خواہ ہم زندگی میں کتنے بڑے آدمی بن جائیں، گزرے ہوئے وقت کو دوبارہ حاصل نہیں کر سکتے۔ گزراہواوقت پھر کبھی واپس نہیں آتا۔ اِسی لئے کہاجاتا ہے کہ "جولوگ وقت کو ضائع کرتے ہیں وقت اُنہیں ضائع کر دیتا ہے۔"اگر ہم وقت کے ساتھ نہیں چلیں گے تو ہم چیچے رہ جائیں گے اور وقت آگے نکل جائے گا، کیونکہ وقت کسی کا اِنتظار نہیں کرتا۔ بادشاہ ہویا فقیر… وقت سب جائیں گے اور وقت آگے نکل جائے گا، کیونکہ وقت کسی کا اِنتظار نہیں کرتا۔ بادشاہ ہویا فقیر… وقت سب کا گذا ہوتا ہے۔ اِس دنیا میں کی ایک می موجو د ہیں جنہوں نے کامیابی کے منصوبے بنانے میں تمیں سال گزار دیئے اور دوسری طرف وقت کی قدر کرنے والے ایسے لوگ بھی ہیں جنہوں نے ہیں سال میں ہی کامیابی کے حجنڈے گاڑ دیئے۔ اِس کی تیں سال میں ہی کامیابی کے حجنڈے گاڑ دیئے۔ اِس کی تاری کے کہتے ہیں کہ "آج کاکام کل پر مت چھوڑو۔"

وقت اِنسان کی سب سے قیمتی شے ہے، چنانچہ اس کا تقاضا ہے کہ ہم اُس کی اہمیت کو جانیں اور اُسے

سمجھداری کے ساتھ اِستعال کریں۔ ہمارے پیارے نبی منگانگیؤم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی دو نعمتیں الی ہیں جن کے بارے میں بہت سے لوگ دھوکے میں مبتلا ہیں۔ اُن میں سے ایک صحت ہے اور دُوسری فراغت ہے۔ (69) اگر ہم اپنے فارغ وقت کوا چھے سے اِستعال کریں تو ہم یقیناً ایک کامیاب اِنسان بن سکتے ہیں۔ سلطان محمود غزنوی کے بارے میں مشہور ہے کہ اُس نے اپنے محبوب غلام ایاز سے کہا کہ مجھے ایک ایساجملہ لکھ دو کہ جسے میں اُداسی کے وقت پڑھوں توخوش ہو جاؤں اور خوشی کے وقت پڑھوں تواُداس ہو جاؤں۔ ایاز نے اُسے یہ جملہ لکھ دیا:

"په وقت بھی گزر جائے گا۔"

بظاہر یہ ایک جھوٹاسامعمولی واقعہ اپنے اندر ایک بہت بڑاسبق رکھتا ہے۔ وقت خوشی کاہویا پریشانی کا، بس وہ گزر ہی جاتا ہے۔ جب وقت کو گزر ہی جانا ہے تو پھر ہمیں پریشانی کو اپنے سرپہ مسلط نہیں کرنا چاہیئے۔ اِسی طرح خوشی کے لمحات میں بھی ہمیں غفلت کوخو دیہ طاری نہیں ہونے دینا چاہیئے۔

4) صبح خیزی کامیابی کازینہ ہے۔

کامیاب زندگی کے حصول کیلئے ہمیں کامیاب لوگوں کے طرزِ عمل کامشاہدہ کرناچا ہیئے۔ دُنیا کے تمام کامیاب اِنسان، خواہ وہ کسی بھی ملک، کسی بھی رنگ و نسل اور کسی بھی پیشے سے تعلق رکھتے ہوں، اُن میں اور بہت سی خوبیوں کے علاوہ یہ ایک قدرِ مشترک ضرور ہوتی ہے کہ وہ ہمیشہ صبح سورج طلوع ہونے سے پہلے بیدار ہوجاتے ہیں لیکن پھر غنودگی کا ایک زور دار جھو نکااُن کے ہوجاتے ہیں۔عام اِنسان الارم کی آواز سے بیدار توہوجاتے ہیں لیکن پھر غنودگی کا ایک زور دار جھو نکااُن کے ذہن پر لگتاہے اور وہ اپنے الارم کا گلا گھونٹ کر اپنے منہ پر تکیہ رکھ لیتے ہیں اور ایک بار پھر نیندکی وادیوں

⁽⁶⁹⁾ نِعْمَتَانِ مَغْبُونٌ فِيهِمَا كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ: الصِّحَّةُ وَالْفَرَاغُ

⁽صحیح البخاری، 5/ 57 و 2، رقم الحدیث/ 60فوم، وسنن الترمذی، 4/ 50 و رقم الحدیث/ 2304) "(الله تعالیٰ کی) دو نعمتیں الیی ہیں جن کے بارے میں بہت سے لوگ دھوکے میں مبتلا ہیں۔ ان میں سے ایک صحت ہے اور دوسری فراغت ہے۔"

میں چلے جاتے ہیں توایسے میں یہ کامیاب لوگ اُٹھتے ہیں اور علیٰ انصبح اپنے دِن کا بھر بور آغاز کرتے ہیں۔

جب ہم وُنیا کے کسی بھی کامیاب برنس مین، کامیاب لیڈر، کامیاب کھلاڑی کے بارے میں ریسر چ کرتے ہیں، اُن کے انٹر ویوز سنتے ہیں یا اُن کی سوائج حیات پڑھتے ہیں تو دل میں اُن کی طرح کامیاب اِنسان بننے کا خیال تو آتا ہے، مگر ہم اُن جیسا بننے کیلئے اپنا پہلا قدم اُٹھانے کی طرف نہیں آتے۔

ترقی یافتہ قوموں کی تاریخ کامطالعہ ہمیں بتاتا ہے کہ اُنہوں نے اپنی ترقی کا آغاز اُس وقت کیا جب اُنہوں نے صبح جلدی بیدار ہونے کی عادت اپنائی۔

زمین 24 گھٹے میں اپنے محور کے گرد ایک چکر مکمل کرتے ہوئے اپنے جس جھے کا رُخ سورج کی طرف کرنے لگتی ہے تواُس خطے کی فضامیں ایک خوشگوار تازگی آ جاتی ہے ، جس سے فکر وعمل میں بر کتیں ملتی ہیں۔ اِس قانون فطرت کو سمجھ لینے والے لوگ خواہ وہ خدا کو ماننے والوں میں سے ہوں یااُس کے وُجو د کے اِنکاری ہوں اللّٰدربِّ العزت اپنے فطری قانون کے مطابق اُنہیں اپنی بر کتوں سے ضرور نواز تاہے۔

بادِ صباکے جھونکوں میں ایک خوشگوار إحساس کے ساتھ ساتھ ایک ایسی طاقت بھی ہوتی ہے جو کسی إنسان کے دل و دماغ کو مُیصولے تو وہ یقینی طورپر ایک با کمال اِنسان بن جاتا ہے۔ طلوع آفتاب سے قبل روشنی کی چیک ہی الیی ہوتی ہے کہ وہ جس شخص پر پڑتی ہے اُس کی زندگی میں روشنیوں کا بسیر اہو جاتا ہے۔ اور اِس کی بنیادی وجہ بیہ کہ ہمارے پیارے نبی مَثَلَّقْیُوْمْ نے دُعاما نگی ہے کہ

"اُک الله!میریاُمت کیلئے دِن کے اِبتدائی جھے میں برکت عطافرما۔"(⁷⁰⁾

جس شے کیلئے تاجدارِ کا ئنات مُنَّالِثَیْنِ نے خود دُعاما کی ہو پھر وہ خیر اور برکت سے خالی کیو نکر رہ سکتی ہے!! یہی

⁽⁷⁰⁾ اَللَّهُمَّ بَارِكْ لِأُمَّتِي فِي بُكُورِهَا (سنن أبي داؤد، و / 5 و، الرَّقم / 2606 سنن الترمذي، 3/ 509، الرقم / 1212.)

^{&#}x27;'اے اللہ!میری امت کے صبح کے او قات میں برکت دے۔''

وجہ ہے کہ اُس وقت اُٹھ کراینے دِن کا آغاز کرنے والے لوگ شاندار تر قیاں حاصل کر لیتے ہیں۔

5) وہم كاكوئى علاج نہيں؟

بر صغیر پاک وہند میں ایک مقولہ بہت مشہور ہے کہ "وہم کا کوئی علاج نہیں "اِسی طرح ایک اور جملہ اکثر بولا جاتا ہے کہ "وہم کا علاج تو حکیم لقمان کے پاس بھی نہیں تھا۔" در حقیقت یہ سوچ اِسلامی تعلیمات کے ہی خلاف ہے ، کیونکہ ہمارے بیارے نبی مَثَلِ اللّٰهِ آئِم نے فرمایا کہ اللّٰہ ربّ العزت نے کوئی بیاری لاعلاج نہیں بنائی ، لینی ہر بیاری کا علاج موجود ہے۔ (71) چنانچہ ہمیں اللّٰہ ربّ العزت کی قدرت پہ یقین رکھنا چاہیئے کہ اُس نے متمام جسمانی ، رُوحانی اور نفسیاتی بیاری کا علاج ضرور پیدا کرر کھا ہے۔

علم الا مراض کی ہزاروں سالوں پہ پھیلی تاریخ سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ ایک دَور میں کوئی بیاری لاعلاج سمجھی جاتی ہے مگر اگلے دَور میں اُس کاعلاج دریافت ہو جاتا ہے۔ پھر کوئی نئی لاعلاج بیاری منظرِ عام پر آ جاتی ہے اور یہ سلسلہ یو نہی چلتار ہتا ہے۔ اِنسان کا فرض ہے کہ وہ اپنے دَور کی تمام لاعلاج بیاریوں کاعلاج دریافت کرنے کی کوشش جاری رکھے۔

وہم ایک نفسیاتی بیاری ہے، جس کا علاج اللہ تعالیٰ کی قدرت اور اُس کی عطاپر یقین کامل رکھنے میں پوشیدہ ہے۔ یقین کامل اور توکل وہ قوت ہے جو ہر قسم کے وہم کو جڑسے اُکھاڑ دیتی ہے۔ جس شخص کا یقین اللہ ربّ العزت پر جتنا پختہ ہو گاوہ اُتناہی وہم سے بچارہے گا۔

یقین کامل کی ایک مثال

ایک شخص اپنے کندھوں پر اپنے بیٹے کو بٹھائے ہوئے دوبلند عمار توں کے در میان بندھی تنی ہو ئی رسی پر چل

⁽⁷¹⁾إن الله لم ينزل داءً إلا أنزل له شفاء

⁽صحيح البخاري، الرقم / 5678)

[&]quot; تحقیق الله نے ایسی کوئی بیاری نہیں اُ تاری جس کی شفاءنہ اُ تاری ہو۔"

کامیاب زندگی . . . دور نوبلوعت کے سوالات

رہا تھا۔ اپنا توازُن بر قرار رکھنے کیلئے اُس نے اپنے دونوں ہاتھوں میں ایک لمباسا بانس بھی پکڑر کھا تھا۔ پنچے زمین پر کھڑے سیڑوں لوگ اُسے دیکھ کر محظوظ ہورہے تھے۔ جبوہ ایک طرف سے چلتے ہوئے دُوسری عمارت تک بحفاظت پہنچ گیا تولوگوں نے اُس کیلئے خوب تالیاں بجائیں۔

وہ خوشی سے لوگوں کی طرف دیکھتے ہوئے بولا:''کیا آپ لوگوں کو یقین ہے کہ میں اِس رسی پر چلتا ہواوا پس دُوسری عمارت تک پہنچ حاؤں گا؟''

لوگ بلند آواز میں یکار کربولے:"ہاں ... ہاں تم کر سکتے ہو۔"

اُس نے پھر یو چھا:'کیا آپ کومیرے اُوپر کامل یقین ہے؟''

لو گوں نے کہا:"ہاں... ہمیں تم پر یقین ہے کہ تم یہ کرسکتے ہو۔"

یہ سننے کے بعد اُس نے کہا: "آپ میں سے جسے مجھ پر سب سے زیادہ یقین ہے وہ آگے بڑھے اور میرے بیٹے کی جگہ میرے کند هوں پر بیٹھے۔ میں یو نہی رسی پر چلتے ہوئے اُسے حفاظت کے ساتھ دُوسری طرف لے جاؤں گا۔"

اُس کی بات سنتے ہی مجمع میں خامو ثق چھا گئی اور اُن تماشا ئیوں میں سے کوئی بھی آگے بڑھنے کی جر اُت نہ کر سکا۔جب اپنی جان کورِسک میں ڈالنے کی باری آئی توسبھی ایک دُوسرے کامنہ دیکھنے لگے۔

اِس مثال سے ہمیں یہ سمجھ لینا چاہئے کہ ہمارایقین اُس وقت تک کامل نہیں ہو سکتا جب تک ہم خود کورِسک میں ڈالنے کیلئے تیار نہ ہو جائیں۔ وہم کے علاج کیلئے ایساکامل یقین در کار ہو تا ہے، جس سے عام لوگ عاری ہوتے ہیں، اِس لئے وہ وہم کو ایک لاعلاج نفسیاتی بیاری سمجھنے لگتے ہیں۔

ہم میں سے اکثریت کا بیہ حال ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی قدرت پریقین تورکھتے ہیں لیکن ہمارایقین کامل نہیں ہوتا۔ ہم اپنے معاملات کو اِس یقین کے ساتھ اُس کے سپر د نہیں کرتے کہ اُس کی ذات بیہ مکمل بھر وسااور تو گل ہو، جس کی وجہ سے ہم شش و پنج میں پڑے رہتے ہیں۔ ہم بیہ تومانتے ہیں کہ اللہ سب کچھ کر سکتا ہے،

گر ساتھ ہی اُس پر کامل یقین اور بھر وسار کھنے والے نہیں بنتے۔اللہ تعالیٰ نے قر آن مجید میں فرمایا ہے کہ جب ہم کسی بات کا پختہ اِرادہ کر لیں تواُس کے بعد اللہ تعالیٰ پر کامل یقین اور بھر وساکیا کریں۔⁽⁷²⁾

نماز استسقاء میں چھتری لانے والا بحیہ

یقین کامل کو سمجھنے کیلئے ایسی ہی ایک اور مثال دیکھتے ہیں۔ کسی علاقے میں طویل عرصہ بارش نہ ہونے کی وجہ سے شدید قط جاری تھا۔ گاؤں کے اِمام مسجد نے اِعلان کیا کہ کل نمازِ جمعہ کے بعد کھلے میدان میں نمازِ اِست قاء (بارش طبی کی دعا) ہو گی۔ سب گاؤں والے اُس میں شرکت کریں اور اللہ تعالیٰ کے حضور اپنے گناہوں سے توبہ کریں تاکہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی رحمت کی بارش عطافر مائے۔

اگلے دن جب گاؤں کے لوگ میدان میں جمع ہوئے تو اُنہوں نمازِ اِستسقاء کیلئے آنے والے ایک سات سالہ نیچ کے ہاتھ میں چھتری دیکھ کر تعجب کا اِظہار کیا۔ اُن میں سے ایک نے اُس ننھے نیچ سے پوچھا کہ وہ اِس قبط سالی کے موسم میں اپنے ساتھ چھتری کیوں لایا ہے تووہ بچہ بڑی معصومیت سے کہنے لگا کہ

" ابھی ہم دعاما نگیں گے تواللہ تعالیٰ بارش بر سادیں گے تو پھر میں بھیگتا ہواگھر کیسے جاؤں گا!"

الله ربّ العزت کی ذات پر اُس کا یقین کامل دیکھ کرلوگوں کی آئکھیں اَشکبار ہو گئیں۔

6) ما يوسى گناه كيوں ہے؟

کامیابی کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ مایوسی ہے۔ اگر اِنسان مایوسی کو چھوڑ دے اور اُمید کے ساتھ دوستی لگا لے تو اُسے کامیاب ہونے سے کوئی نہیں روک سکتا۔ زندگی میں مجھی مایوس نہ ہوں۔ اگر کوئی بڑی خواہش یوری نہ ہو تو اُسے اللّٰہ کی رضا سمجھ کر راضی رہیں۔ اللّٰہ ربّ العزت آپ کی دُعاوَں کاصلہ اُس سے بہتر نعمت

⁽⁷²⁾ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ

⁽القرآن، آل عمران، 3: 159)

[&]quot; پھر جب آپ پختہ ارادہ کر لیں تواللہ پر بھر وسا کیا کریں، بیٹک اللہ تو گل والوں سے محبت کر تاہے۔"

کامیاب زندگی . . . دور نوبلوعت کے سوالات

کی صورت میں عطافر مائے گا۔ ہمیں اللہ تعالیٰ کی رحمت سے تبھی مایوس نہیں ہونا چاہئے۔ (73)

مایوسی جب حدسے بڑھ جاتی ہے تو پچھ لوگ خود کشی تک جا پہنچتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ مایوسی گناہ ہے۔ اگر چہ آجکل مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد دُنیوی آلا کشوں میں مبتلا ہو جانے کی وجہ سے رُوحانی پاکیزگی کے کمال سے عاری ہو پچی ہے پھر بھی اِسلام کے عطاکر دہ اِیمان، آداب اور اَخلاق کی تعلیمات کا فیض ہے کہ مسلمانوں میں خود کشی کی شرح دیگر مذاہب کے مقابلے میں بہت کم ہے۔ اِس کاسب سے بڑا سبب ہے کہ اِسلام بندے کو مالوس نہیں ہونے دیتا۔ چنانچہ ایک بین الا قوامی تحقیق کے مطابق وُنیا میں سب سے زیادہ خود کشی ایسے لوگ کرتے ہیں جو کسی خداکو نہیں مانے اور سب سے کم خود کشی مسلمان لوگ کرتے ہیں۔ دیگر مذاہب کے مقابلے میں نسبتاً کم ہے، تاہم دیگر مذاہب کے مقابلے میں دین اِسلام کے مانے والوں میں بھی خود کشی کی شرح کمحد یو کر ابر ہے۔ (۲۹)

7) محنت میں عظمت ہے۔

بر صغیر پاک وہند میں دورِ زوال میں بیہ سوچ پر وان چڑھنے گئی کہ دُنیا میں جو بھی ہو تاہے وہ اللہ خو د کرتا ہے، لہذا ہم خواہ جتنی بھی محنت کر لیں، ہونا وہی ہے جو اللہ چاہے گا۔ تقدیر کا بیہ مایوسی بھر اغلط تصور اِنسان کو اِنفرادی واِجْمَاعی طور پر پست ہمت کرکے رکھ دیتا ہے اور وہ تبدیلی پر آمادہ نہیں ہوتا۔ یہی حال ہمارے معاشرے کا ہوچکاہے۔

اپنے زوال کو اللہ کی مرضی سیحنے والی قومیں اپنے شاندار ماضی کے قصے بیان کرکے خوش ہوتی رہتی ہیں اور اپنے اَسلاف کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے محنت کرنے کی بجائے صرف دُعاوَل اور وظا کف کے ذریعے

⁽⁷³⁾ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللهِ

⁽القرآن، الزُّمَر، 39 : 53)

^{&#}x27;'تم الله کی رحمت سے مابوس نہ ہونا''

کامیاب ہوناچاہتی ہیں۔ دُوسری طرف ترقی یافتہ قومیں محنت میں عظمت کے تصور پریقین رکھتی ہیں اور ترقی کی دَوڑ میں دیگر قوموں سے آگے نکل جاتی ہیں۔

إنفرادى سطح پر راتوں رات امير بننے كى خواہش ہمارے نوجوانوں كو محنت سے عارى ركھے ہوئے ہے۔ وہ بيہ سمجھتے ہيں كہ جب وہ كؤ كئ شارٹ كٹ اِستعال كركے وہ راتوں رات امير بن سكتے ہيں تو پھر محنت كى كيا ضرورت ہے! نوجوانوں كو بيو قوف بنانے كيلئے معاشر ہے ميں ایسے بيثار نوسر باز موجو دہيں جو آئے روز نئ نئ اسكيميں بناكر اُنہيں بدھو بناتے رہتے ہيں اور اُن كا سرمايہ لوٹ كرر فو چكر ہو جاتے ہيں۔ محنت كاعادى إنسان كي مثارٹ كے كى تلاش ميں وھوكانہيں كھاتا۔

بعض اُو قات بندہ سوچتا ہے کہ میں ایسی محنت کیوں کروں جس کا نتیجہ نہیں ماتا یا کم ملتا ہے!! ہمیں یہ یادر کھنا چاہئے کہ محنت کی عادت خواہ بندے کو پچھ بھی نہ دے وہ اُسے کم از کم کام کا تجربہ ضرور دیتی ہے اور مایوسی سے بھی بچائے رکھتی ہے۔ اُر دو اَدب میں ایک ضرب المثل مشہور ہے کہ "بیکار سے بیگار بھلی" یعنی بغیر اُجرت یا کم فائدے کاکام بیکار رہنے سے بہتر ہے ، کیونکہ بیکاری کی وجہ سے اِنسان مایوسی میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اُبہت سے نوجوان مایوسی میں ننگ آگر نشہ کرنے لگتے ہیں ، جو اُنہیں موت کے گھاٹ اُتار دیتا ہے۔ اِس کئے ہمیں سُستی اور کا ملی کی بجائے محنت کی روش اپنانی جائے۔

دورِ زوال میں بر صغیر کے مسلمانوں کو محنت پر آمادہ کرنے کیلئے آج سے دو صدیاں قبل سر سید احمد خان نے اور اُن کے بعد پچھلی صدی میں علامہ محمد اِقبال ؓ نے بہت کام کیا۔ اپنے اَسلاف کے کارنامے بیان کرکے خوش ہونے والی محنت سے عاری قوم کو جھنجھوڑنے کیلئے علامہ اِقبال ؓ نے فرمایا:

سے تو آباء وہ تمہارے ہی مگر تم کیا ہو ہاتھ پر ہاتھ دھرے منتظر فردا ہو

ایک مقولہ مشہور ہے کہ "بیل بن کر کسی در خت کاسہاراڈھونڈنے کی بجائے در خت بن کر کسی بیل کوسہارا دو۔" اِسی مفہوم میں بیارے نبی مَثَلُ اللّٰہِ اِلَّمْ کی حدیثِ مبار کہ ہے کہ دُوسروں کو عطاکرنے والا ہاتھ دُوسروں سے

کامیاب زندگی . . . دور نوبلوعنت کے سوالات

مانگنے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔ (75) اِسی لئے ہمارے کر نبی نوٹوں پر لکھا ہوتا ہے کہ "حصولِ رزقِ حلال عبادت ہے۔" ہمیں چاہیئے کہ محنت کی عادت کو یوں اپنائیں کہ نہ صرف اپنی بنیادی ضروریات اور جائز خواہشات کوخود پورا کریں بلکہ اپنے بہن بھائیوں، دوستوں اور رشتہ داروں کے بھی کام آسکیں۔اگر ہم محنت کی عادت اپنالیں تونہ صرف ہمارا اپنا فائدہ ہو گا بلکہ اِجماعی سطح پر بھی ہم ایک ترقی یافتہ قوم بن سکیں گے۔ علامہ اِقبال نے اِس حوالے سے مزید فرمایا:

اپنی دُنیا آپ پیدا کر اگر زِندوں میں ہے سرّ آدم ہے، ضمیر کُن فکال ہے زندگی

اگر ہم علامہ اِقبال کے تصورِ شاہین کو سمجھ لیں اور ہر نوجوان اِقبال کا شاہین بننے کی کو شش کرے تو ہمیں ترقی یافتہ قوم بننے سے کوئی نہیں روک سکتا۔

بچر شاہیں سے کہتا تھا عقابِ سالخورد اے ترے شہیر پہ آسال رِفعتِ چرخِ بریں ہے شہیر پہ آسال رِفعتِ چرخِ بریں ہے شاب اپنے لہُو کی آگ میں جلنے کا نام سخت کوشی سے ہے تُلخِ زندگانی انگییں جو کبوتر پر جھپٹنے میں مزا ہے اے پِسَر! وہ مزا شاید کبوتر کے لہُو میں بھی نہیں وہ مزا شاید کبوتر کے لہُو میں بھی نہیں

⁽⁷⁵⁾يد العليا خير من يد السفلي

صحيح مسلم، رقم: 2385

[&]quot;اوپروالا(عطاكرنے والا) ہاتھ نيچے والے (مانگنے والے) ہاتھ سے بہتر ہو تاہے۔"

مفهوم:

ایک عمررسیدہ عقاب ایک نوعمر شاہین کو نصیحت کرتے ہوئے کہتا تھا کہ '' تیرے عظیم پروں کے سامنے آسان کی بلندیوں کوئیر کرنا آسان ہے۔

جوانی اپنے ہی خون کی تپش میں جلنے کانام ہے ، (کیونکہ)خوب محنت مشقت کرنے والے کو زندگی کی تکلیفیں شہد کی طرح میٹھی لگنے لگتی ہیں۔

اے میرے بیٹے! منزل کے حصول کیلئے کی جانے والی تگ و دَواِ تنی پُر لطف ہوا کرتی ہے کہ ویسالطف تو شاید منزل کے حصول پر بھی نہیں ملتا۔"

8) إنسان اپنی محنت کا کھل ضرور یا تاہے۔

کبھی اِنسان کو اُس کی محنت کا کپل فوری طور پر نہیں ملتا تو وہ گھر اجاتا ہے اور مایوسی کی راہ اپنالیتا ہے۔ حالا نکہ محنت کا کپل ایک دن ضر ور ملتا ہے ، کبھی جلدی اور کبھی دیر سے۔ جولوگ فوری نتیجہ حاصل نہ ہونے کی وجہ سے محنت چپورٹ دیتے ہیں وہ مایوس ہو کر اپنی محنت کا کپل ضائع کر دیتے ہیں، جبکہ جولوگ فوری نتیجہ حاصل نہ ہونے کے باؤجو و محنت کی روش نہیں چپورٹ نے وہ اپنی محنت کا کئی گنا بہتر کپل پاتے ہیں۔ جلد ہویا دیر سے، انسان اپنی محنت کا کپل ضر ور پاتا ہے۔ اللہ رہ العزت نے قر آنِ مجید میں واضح طور پر فرمایا ہے کہ وہ کسی کے عمل کو ضائع نہیں کر تا اور اُسے اُس کے عمل کا صلہ ضر ور عطافر ما تا ہے۔ (76) اب یہ اِنسان پہ مخصر ہے کہ وہ مایوسی کی راہ اپنا کر محنت کرنا چپورٹ دیتا ہے یا گھر ہمت اور حوصلہ بلند رکھتے ہوئے محنت جاری رکھتا ہے اور کہ وہ کئی گنا بہتر نتیجہ یا تا ہے۔

⁽⁷⁶⁾ أَنِّي لاَ أُضِيعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنكُم مِّن ذَكَرٍ أَوْ أُنثَى (القرآن، آل عمران، 3: 195)

[&]quot;یقیناً میں تم میں سے کسی محنت والے کی مز دوری ضائع نہیں کرتا،خواہ مر دہویاعورت۔"

و) إنسان اپنے عمل كاقيدى ہے۔

اِنسان اپنے عمل کا قیدی ہے، یعنی جو کام وہ کر تاہے اُسی کے ساتھ منسلک ہو کررہ جاتا ہے۔ دُوسرے لفظوں میں ہر شخص اپنے نشہ معمل میں گر فقارہے۔ (77) وہ جو کام کر تاہے اُسی میں فرحت محسوس کر تاہے۔ ہماری عادات، ہمارے اَطوار اور ہماری معاشر تی رسمیں میہ ثابت کرتی ہیں کہ ہم اِنفرادی واجتماعی سطح پر اپنے اَعمال کے بندھن میں بندھے رہنا پیند کرتے ہیں۔

اِنفرادی سطح پر دیکھیں تو ہمیں اِبتدائی عمر میں ہی جن کاموں کی عادت ہو جاتی ہے ہم ساری زندگی ویسے ہی کام کرتے رہتے ہیں۔ اِس کی سادہ مثال یوں لیس کہ بعض لوگوں کو اُو نجی آواز میں بات کرنے کی عادت ہوتی ہے جبکہ بعض دُوسرے لوگوں کو دِھیمے لیچے میں بات کرنے کی عادت ہوتی ہے۔ اُن کی یہ عادت اِتن پختہ ہوتی ہے کہ جتنی بھی توجہ دلائی جائے تھوڑی دیر کے بعد وہ لاشعوری طور پر پھر اُسی انداز میں بولنا شر وع کر دیے ہیں جس سے پہلے منع کیا گیاہو تا ہے۔

اجتاعی سطح پر دیکھیں تو ہر قوم کا ایک خاص مز اج ہو تا ہے اور وہ اپنے مز اج کے اِعتبار سے دُوسری قوموں کے مقام کا تعین کرتی ہیں۔ اِس کی سادہ مثال لیس تو بعض قوموں کو جھوٹ سے نفرت ہوتی ہے، جبکہ دُوسری بعض قومیں جھوٹ کو معمولی چیز سمجھتی ہیں۔ چنانچہ وہ ترتی حاصل کرنے کی کتنی ہی کوشش کیوں نہ کر لیں، جھوٹ کا عضر اُن کی زندگی سے نہیں جاتا، یہی وجہ ہے کہ وہ کامیاب نہیں ہو پاتیں۔ قوموں کا اِجتاعی مز اج زمانے کے ساتھ ساتھ ساتھ سُت روی سے تبدیل ہو تار ہتا ہے۔ غلامی میں قوموں کے اَخلاق کا معیار بدل جاتا ہے اور وہ خوشامدی مز اج اپنالیتی ہیں اور آزادی حاصل کر لینے کے بعد بھی اُس مز اج کو بدلنے میں نسلیں بیت جاتی ہیں۔

⁽⁷⁷⁾ كُلُّ امْرِئِ بِمَا كَسَبَ رَهِينٌّ (17) (القرآن، الطُّور، 22: 21)

[&]quot;ہر شخص اپنے ہی عمل میں گر فتارہے۔"

10) روزِ قیامت ہاتھ یاؤں کیسے گواہی دیں گے؟

قیامت کے دن جب تمام اِنسان زندہ کئے جائیں گے اور ہمارے اَعمال کا حساب لیا جائے گا تو ہمارے ہاتھ یاؤں گواہی دیں گے کہ ہم دُنیامیں کیا کچھ کیا کرتے تھے۔

روزِ قیامت جب الله ربّ العزت ہم سے ہمارے نامہ اعمال کا حساب لے گا تو اُسے ہم سے پوچھنے کی ضرورت نہیں ہوگی کہ ہم بول کر بتائیں، بلکہ وہ ہمارے ڈی این اے کو ڈِی کوڈ کرے تمام اَحوال کھول کر ہمارے سامنے رکھ دے گا اور ہم اُس ریکارڈ سے اِنکار نہیں کر سکیں گے۔ اِسی کو الله تعالیٰ نے قر آنِ مجید میں فرمایا ہے کہ اُس دن ہم مجر موں کے مُنہ پر مُہر لگا دیں گے اور اُن کے ہاتھ پاؤں ہم سے بات چیت کر کے بتائیں گے کہ وہ دُنیا میں کیا کچھ کرکے آئے ہیں۔ (78) اِسی طرح ایک حدیثِ مبار کہ میں بھی روزِ قیامت گوشت اور ہڈیوں کے بولنے کاذِ کر موجود ہے۔ (79)

⁽⁷⁸⁾ اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلَى أَفْوَاهِهِمْ وَ تُكَلِّمُنَا أَيْدِيْهِمْ وَ تَشْهَدُ أَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ (78) اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلَى أَفْوَاهِهِمْ وَ تُكَلِّمُنَا أَيْدِيْهِمْ وَ تَشْهَدُ أَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ (18) (القرآن، يُسِين، 36: 65)

[&]quot;آج (کادن وہ دن ہے کہ)ہم اُن (مجر موں) کے منہ پر مہر لگادیں گے اور اُن کے ہاتھ ہم سے کلام کریں گے اور اُن کے پاؤں اُس کی گواہی دیں گے جو وہ لوگ کیا کرتے تھے۔"

⁽⁷⁹⁾ فَيُخْتَمُ عَلَى فِيْهِ، وَيُقَالَ لِفَخِذِهِ وَلَحْمِهِ وَعِظَامِهِ: اِنْطِقِي، فَتَنْطِقُ فَخِذُهُ وَلَحْمُهُ وَعِظَامُهُ بِعَمَلِهِ

⁽صحيح مسلم، 4/ 2297، رقم الحديث/ 2968)

ڈی این اے (Deoxyribonucleic Acid) تھیوری کے مطابق اِنسانی جسم کے ہر خلئے میں بیثار ڈیٹا محفوظ کرنے کی صلاحیت ہوتی ہے۔ جدید سائنسی تحقیقات سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ ڈی این اے مالیکیولز 5 2 1 پیٹا بائٹس یا 5 2 1 ملین گیگا بائٹس تک ڈیٹا کو محفوظ کر سکتے ہیں۔ (80) دُوسری طرف اپنی تمامتر سائنسی ترقی کے باؤجو د اِنسان ابھی تک ایسی کوئی ڈیوائس نہیں بناپایا جو اِتنے زیادہ ڈیٹا کو محفوظ کر سکے۔ گویا اِنسان کے تیار کر دہ آلات میں ڈیٹا کو ذخیرہ کرنے کی صلاحیت ابھی ہمارے جسم کے اندر موجود معلومات کوذخیرہ کرنے کے آلات کے برابر نہیں ہویائی ہے۔

I I. زمینی نجاستول سے نجات ... کیوں اور کیسے؟

زمینی ماحول کی رنگار نگی اِنسان کو اُس کا مقصد بھلا دیتی ہے اور وہ اُن رنگینیوں میں محوہو کریہیں کا ہو کررہ جانا چاہتا ہے۔

ہمیں خود کو جسمانی ورُوحانی دونوں حوالے سے پاک صاف رکھنا ہے، تا کہ ہم زمینی ماحول میں رہتے ہوئے بھی یہاں کی آلا نشوں سے پاک رہیں اور اپنے جسم ورُوح دونوں کو بیار ہونے سے بچاسکیں۔

''پیں اُس کے منہ پر مہر لگا دی جائے گی اور اُس کی ٹانگ، گوشت اور ہڈیوں سے کہا جائے گا: تم کلام کرو، پس اس کی ٹانگ، گوشت اور اس کی ہڈیاں اس کے اعمال کے متعلق بتائیں گی۔''

⁽⁸⁰⁾ https://www.electropages.com/blog/2020/08/storing-information-and-data-dna

کامیاب زندگی . . . دورِ نوبلوعنت کے سوالات

جس طرح زمینی وُ نیامیں پہنچنے کے بعد اِنسانوں کے جسم میں بعض آلا نشیں نمو دار ہونے لگیں (جو جنت کے ماحول میں نہیں تھیں) بالکل اُسی طرح اِنسانوں کی رُوح میں بھی بعض اَخلاقی ورُوحانی آلا نشیں نمو دار ہونے لگیں، جن سے وہ جنت کے ماحول میں آشانہیں تھی۔

زمین زندگی سے واپسی کے سفر کوخوشگوار بنانے کیلئے جسمانی ورُوحانی بیاریوں میں مبتلا کرنے والی ہر دوقتھم کی آلا کشوں سے بچنابہت ضروری ہے۔

جسمانی ورُوحانی ہر دوطرح کی بیاریوں سے بیخے کیلئے اللہ تعالی نے ہمیں اپنے آخری نبی مُکَالِیَّا اِ کے ذریعے قرآنِ مجید کی صورت میں جو مکمل ضابطہ ُحیات عطا فرمایا ہے وہ ہمیں جسمانی ورُوحانی آلا کشوں سے پاک صاف رہنے کا درس دیتا ہے۔

قر آنِ مجید ہمیں بتاتا ہے کہ اِنفرادی و معاشر تی زندگی میں ہم کون سے اَنداز و اَطوار کو اپنائیں اور کون سی بری عاد توں سے بچیں تواللہ کے محبوب ومقرب بندے بن سکتے ہیں۔

رُوحانی آلا تشیں	سمانی آلا تشیں
• بُرے خیالات	• پیشاب و پاخانه
• شیطانی وسوسے	• حيض و نفاس
•	 بڑھتے ہوئے ناخن
• حسد، كيينه، بُغض	• بڑھتے ہوئے بال
 نفرت، كدُورت، إنتقام 	• زيرناف بال
 تكاثر (منفی مقابلے بازی) 	• بغلوں کے بال

سیارہ زمین پر ہمارا قیام عارضی ہے۔ جو اِنسان اِس قیام کے دوران خود کو جسمانی اور رُوحانی آلا کشوں سے بحیا لیتے ہیں وہ جنت کی طرف واپسی کا اِنعام پاتے ہیں اور جو جسمانی اور رُوحانی آلا کشوں میں کھوجاتے ہیں وہ جنت

کامیاب زندگی . . . دورِ نوبلوعت کے سوالات

کی طرف واپسی کاراستہ بھول جاتے ہیں اور مرنے کی تیاری کرنے کی بجائے اِسی دُنیامیں ہمیشہ رہنے کی خواہش اُنہیں زندگی کے مقصد سے دُور لے جاتی ہے اور وہ اپنے رب کو ناراض کر بیٹھتے ہیں۔

آنبیائے کرام کے سواتمام اِنسان جسمانی و رُوحانی پاکیزگی کے حوالے سے چھوٹی بڑی آلا کشوں کا شکار ہیں۔ ہم میں سے جو خود کو جسمانی و رُوحانی آلا کشوں سے جتنازیادہ پاکیزہ کرلے گاموت کے بعد جنت میں اُتناہی اعلیٰ مقام پائے گا۔ اور جو جسمانی و رُوحانی آلا کشوں میں مبتلا ہو گاوہ اُتناہی کمتر مقام پائے گا۔ بلاشبہ سب سے بڑی آلاکش پٹرک کی آلاکش ہے، جس میں مبتلا ہونے والوں کو جنت کا سب سے نچلا در جہ بھی میسر نہیں ہو گا اور اُن کا ٹھکانہ ہمیشہ کیلئے جہنم ہو گا۔

کرہ ارض پر موجود جسمانی و رُوحانی آلا کشوں کی وجہ سے ہم میں سے ہر شخص میں پچھ شخصی کمزوریاں موجود ہوتی ہیں، جن میں سے پچھ ساری زندگی کیلئے مُستقل ہوتی ہیں، جبکہ پچھ عارضی ہوتی ہیں اور اُن پر قابو پایا جا سکتا ہے۔ ہمیں چاہیئے کہ ہم دُوسروں کو اُن کی خامیوں اور کمزوریوں سمیت تسلیم کریں۔ ہم میں سے کوئی جسی اِنسان مکمل نہیں ہوسکتا۔ اگر آپ کے کسی دوست کی کوئی خامی آپ کوبری لگتی ہے تو عین ممکن ہے کہ آپ کو بری لگتی ہے تو عین ممکن ہے کہ آپ کی کوئی خامی اُسے کھی بری لگتی ہو۔ جب تک ہم موت کے راستے سے گزر کر اِس کرہ ارض سے واپس جنت کی طرف نہیں چلے جاتے تب تک ہم سب کوایک دُوسرے کی کمزوریوں اور خامیوں کوبر داشت کرتے ہوئے جینا ہے۔ اِسی میں زندگی کا حُسن ہے۔

اگلے ابواب میں ہم زمینی آلائشوں سے پاک رہنے کیلئے جسمانی و رُوحانی پاکیزگی کے حصول کا لائحہ عمل پڑھیں گے۔

سوالات (باب نمبر ۱)

- 1. ہماری زمین کی عمر کتنی ہے؟
- ساڑھے چار کروڑسال/ساڑھے چار ارب سال/ساڑھے چار کھرب سال
 - 2. ہمیں اللہ تعالی سے کیاما نگنا چاہیے؟
 - خوشیان / نعمتین / بر کتین
 - 3. إنسانون كى ايك دُوسرے پر ترجيح كامعيار كياہے؟
 - طاقت / دولت / تقویٰ
 - 4. احساس برتری اِنسان کو کیا بنادیتاہے؟
 - سر دار / جاہل / مغرور
 - 5. احساس كمترى إنسان كوكيابناديتا ياج؟
 - أحمق/مايوس/ناشكرا
 - 6. جنت میں جانے والوں کی عمر کتنے سال ہو گی؟
 - 35يار مال/45يام/ 45يار مال 55يار مال 45يار مال
 - 7. گزراہواوقت کتنے عرصے بعد واپس آتاہے؟
 - 33سال/١٥٥سال/كبهي نهيس آتا
 - 8. زیرناف بال زیاده سے زیاده کتنے د نوں تک ضرور صاف کر لینے چاہئیں؟
 - 1 دن/40 دن/60 دن
 - 9. زیادہ نعمتوں کا کیامطلبہے؟
 - طویل زندگی / زیاده مال و دولت / زیاده آزمائش

- کامیاب زندگی . . . دورِ نوبلوعنت کے سوالات
- 10. سيارهُ زمين پر آنے سے پہلے إنسان كہال رہتا تھا؟
 - جنت /برزخ /عالم أرواح
- 11. كرة ارض كے ابتدائی إنسانوں میں لڑائياں كيوں ہوتی تھيں؟
- زمینی وسائل پر قبضے کیلئے / ایک دُوسرے کو نیچاد کھانے کیلئے / اللہ تعالیٰ کی خوشنو دی کیلئے
 - 12. كرة ارض كے إبتدائي إنسان ہجرت كيوں كرتے تھے؟
- ظالموں کے شر سے بیچنے کیلئے / زر خیز زمینوں کی تلاش میں / اللہ تعالیٰ کی خوشنو دی کیلئے
 - 13. سيدنا آدم عليه السلام كوزمين پر كيول بھيجا گيا؟
 - آزمانے کیلئے / سزادینے کیلئے / خلیفہ بنانے کیلئے
 - 14. إنساني تخليق اور خلافت ارضي كابنيادي مقصد كياہے؟
 - آزمانے کیلئے / سزادینے کیلئے / بادشاہت کیلئے
 - 15. قرآنِ مجير جميں كيسے لو گوں كے ساتھ دوستى لگانے كا حكم ديتاہے؟
 - مال و دولت رکھنے والوں سے / اللہ کو یاد کرنے والوں سے / حکمر انوں سے
- 16. اِنسانوں کو اِس زمین سے واپس جنت لے کر جانے والاراستہ کس دروازے سے ہو کر گزر تاہے؟
 - آزماکشوں سے / موت سے / سختیوں سے
 - 17. ہمیں کیسے لو گوں کو اپنادوست بناناچا ہیئے؟
 - الله كى رضاحات والع / وقت يركام آنے والے / الله كوناراض كرنے والے
 - 18. دُوسروں كيلئے سهولت اور آساني كاباعث بننے والے أعمال كيسے ہيں؟
 - جائز/نیکی/گناه
 - 19. وُوسرول كيليَّ پريشاني اور مصيبت كاباعث بننے والے أعمال كيسے ہيں؟
 - جائز/نیکی/گناه

20. ہروہ عمل نیکی ہے جو دُوسروں کیلئے

• سهولت کا باعث ہو / مالی منفعت کا باعث ہو / تکلیف کا باعث ہو

21. ہروہ عمل گناہ ہے جو دُوسروں کیلئے

تکلیف کا باعث ہو / مالی منفعت کا باعث ہو / خوشی کا باعث ہو

22. زندگی کی سب سے بڑی حقیقت کیاہے؟

• موت/دولت/آزماكش

23. زندگی کی سبسے بڑی نعمت کیاہے؟

• دین اِسلام / اچھی تعلیم / ایمان پر موت

24. الله تعالى نے نبیوں کو إنسانوں کی طرف کس لئے بھیجا؟

• ہدایت کیلئے / صُلح کروانے کیلئے / حکومت کرنے کیلئے

25. إنسانيت كيليئ آخرى اور حتى ضابطه حيات كيابي؟

• قرآن مجید / صحیح بخاری / مساجد

26. جنت میں دن رات کتنے گھنٹے کے ہوتے ہیں؟

• 24 گھنٹے / وہال رات نہیں ہوتی / وہال دن نہیں ہوتا

27. جنت میں جانے والوں کی داڑھی کتنی بڑی ہو گی؟

• دوانچ / چهه انچ / داره هی نهیس هو گی

28. سورج کے بعد ہمارے قریب ترین سارے کا کیانام ہے؟

پروگزیما سنچری / سائرس / قطبی تاره

29. سورج کے بعد ہمارا قریب ترین ستارہ ہم سے کتنے فاصلے پر واقع ہے؟

• سواچار ہز ار نوری سال / سواچار لاکھ نوری سال / سواسات لاکھ نوری سال

کامیاب زندگی . . . دورِ نوبلوعنت کے سوالات

30. زمین پر موجودلوہاکہاں سے آیا؟

• جنت سے /شہاب ثاقب سے / سورج سے

31. کیاز مین کے علاوہ کسی اور سیارے پر زندگی کا اِمکان ہے؟

• جي ٻال/جي نہيں

32. ہمارے سورج پہ سائنسی قیامت کب آئے گی؟

• ساڑھے چار لا کھ سال بعد / ساڑھے چار کروڑ سال بعد / ساڑھے چار ارب سال بعد

33. روشنی کس رفتارہے سفر کرتی ہے؟

• تین ہزار کلومیٹر فی سینڈ/ تین لا کھ کلومیٹر فی سینڈ/ تین لا کھ میل فی سینڈ

34. گھوڑے اور گدھے کس رنگ کو نہیں دیکھ سکتے؟

• سبز اسرخ/زرد

35. شہد کی مکھی کون سے ایسے رنگ کو دیکھ سکتی ہیں جسے اِنسان نہیں دیکھ سکتا؟

• إنفرارية / انڈيگو / الٹراوا ٽلٺ

36. خط(line) میں کتنی جہات ہوتی ہیں؟

• دو/تین/چار

37. إنسان كتني جہات كو سمجھنے كاعادى ہے؟

• دو/تين/چار

38. صرف وہی جاندار تین جہات کو محسوس کریاتے ہیں جن کی دونوں آئکھیں

• ایک سمت میں ہوں / دوستوں میں ہوں / دائیں بائیں ہوں

39. جسمانی پیدائش سے پہلے اِنسانی رُوحیں کہاں رہتی ہیں؟

• عالم برزخ / عالم أرواح / عالم ناسُوت

40. موت کے بعد نیک إنسانوں کی رُوحیس کہاں رہتی ہے؟

• عليين / سجين / فرحين

41. موت کے بعد برے اِنسانوں کی رُوحیں کہاں رہتی ہے؟

• عليين / سجين / فرحين •

42. قبر میں تیسر اسوال کس کے بارے میں ہو تاہے؟

الله ربّ العزت / حضور نبى اكرم مَثَا لِللَّهِ الله السلام

43. مُر دے کو جوراحت یا نکلیف ملتی ہے اُسے زندہ اِنسانوں سے مُخفی کیوں رکھا گیا؟

• أس كى عزت بچانے كيلئے /إيمان بالغيب كوبر قرار ركھنے كيلئے

44. الله اور بندے کے در میان کیسار شتہ اور تعلق اُستوار ہوناچاہیے؟

• عبادت ورياضت /رحمت ومحبت /خوف و دبد به

45. تبليغ دين كي بنياد كس پر ہونی چاہيے؟

• عذاب قبر/رحت كي أميد/ قيامت كاخوف

46. روزِ قیامت الله ربّ العزت ہمارے ساتھ کیے پیش آئے گا؟

• رحمت سے /غضب سے / ناراضگی سے

47. وہ کون سا گناہ ہے جس کے مُر تکب کو جنت میں اَد نیٰ مقام بھی نہیں ملے گا؟

• شِرك / نُغض / إنتقام

48. علم نافع ہمیں کیا سکھا تاہے؟

• حقوقُ الله / حقوقُ العباد / دونوں

49. بہترین پیشہ کون ساہے؟

جس میں امیر بننے کا اِمکان زیادہ ہو / جو ہمار امشغلہ ہو / جس میں زیادہ عزت ہو

کامیاب زندگی . . . دورِ نوبلوعنت کے سوالات

50. صبح جلدي أتصنے كى عادت كون لوگ اپناتے ہيں؟

• کامیاب/ناکام/زبین

51. صبح سويرے چلنے والى ہوا كو كيا كہتے ہيں؟

• بادِصبا/بادِصرصر/بادِشال

52. ہمارے پیارے نبی منگاللہ ی کون سے وقت کیلئے برکت کی دُعاما تکی؟

• صبح/ دوپهر/شام

53. گزرے ہوئے وقت کو کیسے حاصل کیا جاسکتا ہے؟

• عبادت کرے /سائنسی تجربات کرے /بیناممکن ہے

54. مايوسي كى إنتهاء كياہے؟

• بدأخلاقي /خودكشي / برهايا

55. دُنیامیں سب سے کم خود کشیاں کون کرتے ہیں؟

• امریکی / روسی / مسلمان

56. عمر کے کس جھے کے بعدا پنی عاد توں کو تبدیل کرنا ممکن نہیں رہتا؟

ال 30/ مال/40/ المال/50 المال/

57. غلامی کے دَور میں قوموں کامزاج کیساہوجاتاہے؟

• خوشامدی /غصیلا / نفرت والا

58. ایک إنسانی ڈی این اے میں کتنا ڈیٹاسٹور کرنے کی صلاحیت ہوتی ہے؟

• 215 گيگابائٹس/215 کلوگيگابائٹس/215 ملين گيگابائٹس

باب نمبر 2:جسمانی پاکیزگی

اِس باب کا مقصد ہے کہ بچوں کے دِلوں میں جسمانی پاکیزگ کی اہمیت کو جاگزیں کیا جائے اور اُنہیں جسمانی پاکیزگ کے حصول کیلئے بنیادی فقہی مسائل سے رُوشناس کروایا جائے تاکہ وہ اِس زمینی زندگی کے دوران ہر قسم کی جسمانی آلاکشوں سے پاک ہو کرایسی صِفات کے حامل ہو جائیں جو جنت میں داخلے کیلئے ضروری ہیں۔

جسمانی پاکیزگی کی اہمیت کا اندازہ اِس بات سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ فقہ اِسلامی کی تمام کتابوں میں عبادات و معاملات سمیت زندگی سے متعلق دیگر تمام معاملات کے ذکر سے پہلے اِنسانی بدن کی طہارت کا ذکر کیا جاتا ہے، جس کے ساتھ ساتھ اُن نجاستوں کا بھی تفصیل کے ساتھ ذکر کیا جاتا ہے، جن سے بچنا ایک مسلمان کیلئے ضروری ہے۔

جسمانی پاکیزگ کے بغیر رُوحانی پاکیزگ ممکن نہیں؛ اور رُوحانی پاکیزگ کے بغیر جنت کی طرف واپھی ممکن نہیں۔ پہلے جسمانی پاکیزگ کا حصول ممکن بنایاجائے۔ نہیں۔ چنانچہ ضروری ہے کہ رُوحانی پاکیزگ کے حصول سے پہلے جسمانی پاکیزگ کا حصول ممکن بنایاجائے۔ ہمیں چاہیئے کہ اپنے جسم کی پاکیزگی کیلئے ہروقت اپنے آپ کوصاف ستھر ارکھنے کا اِنتظام کریں۔ خود کو پاک صاف رکھنے کیلئے بنیادی فقہی تعلیمات کا جانا بہت ضروری ہے۔

سب سے پہلے اِس بات کو خوب اچھی طرح سمجھ لیں کہ ہم اِس وقت جنت میں نہیں رہ رہے۔ زمینی ماحول میں رہتے ہوئے ہمارے جسم سے بیشاب، پاخانہ اور بد بوجیسی آلائشوں کا خارج ہونا فطری عمل ہے۔ جسم سے اِن ناگوار چیزوں کا نکل جانا ہماری صحت کیلئے بہت ضروری ہے۔ اور یہ صرف آپ کے ساتھ ہی نہیں بلکہ سب اِنسانوں کے ساتھ ایسا ہی ہے۔ تاہم اگر آپ کو قبض کی شکایت ہو تواپنے والدین کے علم میں لائیں تا کہ وہ ڈاکٹر کے مشورے سے آپ کو دوادے سکیں۔ قبض مسلسل رہے تواپنے ساتھ کئی اور بیاریوں کو جنم دیت ہے، اِسی لئے اسے اُم الاَم اض (یعنی بیاریوں کی ماں) کہاجا تا ہے۔

I. جسمانی نجاستیں

اِسلامی فقہ میں پاکی اور ناپاکی کے تصور کو دو طرح سے سمجھنے کی ضرورت ہے۔ ناپاکی لیعنی نجاست کی بنیادی طور پر دوقشمیں ہیں:(1)نجاستِ حقیقی اور (2)نجاستِ حکمی، پھر اُن دونوں کی مزید دودواَ قسام ہیں۔ نجاستِ حقیقی کی آقسام • نجاستِ غلیظه • حدثِ اکبر

• نجاستِ خفيفه • حدثِ اصغر

نجاستِ حقیقی اُس نجاست کو کہتے ہیں جو ظاہر اَ نظر آئے۔اس کی دوا قسام یہ ہیں:

- 1. نجاستِ غلیظ میں شراب، بہنے والا خون، مُر دار کا گوشت، حرام جانوروں کا پیشاب، کتے اور درندوں کا پیشاب، کتے اور درندوں کا پاخانہ، درندوں کا لُعاب، مرغی، بطخ، چیل، کوا، گدھ وغیرہ کی بیٹ اور اِنسان کے جسم سے نکلنے والی ہروہ شے شامل ہے جس کے نکلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہو۔
- 2. نجاستِ خفیفه میں گھوڑے کا پیشاب، حلال جانوروں کا پیشاب، حلال پر ندوں کی بیٹ وغیر ہ شامل ہیں۔

نماز کی ادائیگی کیلئے کپڑوں پہ لگی ہوئی نجاستِ غلیظہ کی مقدار ایک درہم (سکے) سے کم ہونے کی صورت میں معاف ہے، جبکہ نجاستِ خفیفہ کی مقدار کپڑے کے ایک چوتھائی جصے تک معاف ہے۔اُس سے زیادہ ہونے کی صورت میں کپڑوں یا جسم کے اُس جھے کو دھوئے بغیر نماز نہیں پڑھی جاسکتی۔

نجاست ِ حكمی (یعنی حدث) أس نجاست كو كہتے ہیں جو ظاہر أنظر نہ آئے۔اس كی دوآ قسام يہ ہیں:

- 1. جب کسی کاوضو ختم ہو جائے تواُسے <u>حدثِ اصغر کہتے ہیں</u>۔
- 2. جب کسی کا عنسل ختم ہو جائے تواُسے حدثِ اکبر کہاجاتا ہے۔

ناپاکی کی اِن دونوں حالتوں میں نماز سمیت بہت سے کام کرنامنع ہے۔ اِنسانی جسم سے نکلنے والے بیشتر مادے حدثِ اکبر (یعنی خاتمہ کوشو) کا باعث بنتے ہیں، جن میں پیشاب، پاخانه، منی، حدثِ اکبر (یعنی خاتمہ کوشوں) کا باعث بنتے ہیں، جن میں پیشاب، پاخانه، منی، مذی، ودِی، حیض، نفاس، خون، پیپ، دُکھتی آئکھ کا پانی اور رِیجو غیر ہ شامل ہیں۔ (تفصیل آگے آئے گی)

I)إستنجاء

پیشاب اور پاخانہ کے بعد اِستنجاء کرناسنت ہے۔ اِستنجاء کامعنیٰ 'پاکی حاصل کرنا' ہے۔ ٹانگوں کے در میان واقع شرمگاہ کے دونوں راستوں میں سے جو بھی نجاست خارج ہو اُس کے بعد اِستنجاء کرنا ضروری ہے۔ لینی نجاست کا نجاست کا خُروج کی جگہ کو بائیں ہاتھ سے ملتے ہوئے پانی سے اچھی طرح دھویا جائے کہ اُس میں نجاست کا اثر مکمل طور پر ختم ہوجائے۔

خوب اچھی طرح صاف کرنے کیلئے پانی کا اِستعال ضروری ہے، تاہم پانی کی عدم موجود گی میں ٹوا کلٹ پیپر بھی اِستعال کیا جاسکتا ہے۔ جبیبا کہ پر انے زمانوں میں جنگلوں اور صحر اوُں میں بسنے والے اِنسان پانی کی عدم موجود گی میں مٹی کے ڈھیلے وغیر ہسے بھی اِستنجاء کرلیا کرتے تھے۔ (مزید تفصیل آگے)

2)عوارض نسوانی

عورت کے جسم کی بیر ونی ساخت کے علاوہ اُس کی اندرونی ساخت بھی مَر دوں سے بہت مختلف ہوتی ہے۔
مال کے پیٹ میں بیچ کی تخلیق کیلئے اللّدربّ العزت نے جو نظام بنایا ہے وہ کئی حوالوں سے اُسے مر د سے
ممتاز کر تا ہے۔ بچہ نومہینے تک رحم مادر میں تین قسم کے تاریک پر دوں میں پرورش یا تا ہے، جہاں اُس کی غذا
کا مکمل اِنتظام ہو تا ہے۔ (81) بیداکش سے قبل بیچ کی پرورش کے نظام کو قائم کرنے کیلئے اللّدربّ العزت

⁽⁸¹⁾ خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ وَاحِدَةٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَأَنزَلَ لَكُم مِّنْ الْأَنْعَامِ ثَمَانِيَةَ أَزْوَاجِ يَخْلُقُكُمْ فِي بُطُونِ أُمَّهَاتِكُمْ خَلْقًا مِن بَعْدِ خَلْقٍ فِي ظُلُمَاتٍ ثَلَاثٍ ذَلِكُمُ اللهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ لَا إِلَهُ إِلَّا هُوَ فَأَنَّى تُصْرَفُونَ لَا اللهُ إِلَّا هُو فَأَنَّى تُصْرَفُونَ

[&]quot;اُس نے تم سب کو ایک حیاتیاتی خلیہ سے پیدا فرمایا پھر اس سے اسی جیساجوڑ بنایا پھر اُس نے تمہارے لیے جانوروں میں سے آٹھ (نر اور مادہ) جوڑے مہیا کیے، وہ تمہاری ماؤں کے رجموں میں ایک تخلیقی مر حلہ سے اگلے تخلیقی مرحلہ میں ترتیب کے ساتھ تمہاری تشکیل کرتا ہے (اِس عمل کو) تین قیم کے تاریک پر دوں میں (مکمل فرما تاہے)، یہی

نے خواتین کے جسم میں پچھ ایسی تخلیقی صلاحیتیں رکھی ہیں جو مَر دوں کو عطانہیں ہوئیں، چنانچہ اُنہیں خواتین کی اُن طبی ونفسیاتی کیفیات کا اندازہ نہیں ہو سکتا، جس سے وہ ہر ماہ گزرتی ہیں۔

3) حيض

حیض سے مراد وہ خون ہے جو رحم مادر سے (بغیر ولادت یا بیاری کے) اوسطاً ہر 28 دن کے بعد فرج (شرمگاہ) کی راہ سے نکلتا ہے۔ یہ سلسلہ تقریباً نوبرس کی عمر سے پچین برس کی عمر تک جاری رہتا ہے۔ حیض کا خون اکثر سیاہ یاسر خ اور گرم ہوتا ہے۔

حیض کی کم سے کم مدت تین دن اور زیادہ سے زیادہ دس دن ہے۔ اِس مدت سے کم آکر رک جائے یا دس دن سے نازہ دوں دن ہے۔ اِس مدت سے کم آکر رک جائے یا دس دن سے زیادہ آجائے تو وہ حیض نہیں، بلکہ اِستحاضہ کا خون کہلا تا ہے۔ اُس پر حیض کے اَحکام جاری نہیں ہوں گے۔ (اِس صورت میں علاج کیلئے ڈاکٹر سے رُجوع کرناچا ہیئے۔)

حیض کے دوران عورت نماز نہیں پڑھ سکتی،روزہ نہیں رکھ سکتی۔اُس دوران قر آنِ مجید کو چھونایاز بانی تلاوت کرنا بھی منع ہے،البتہ درود پاک اور اَذ کار پڑھ سکتی ہے۔اُس دوران کی نمازیں اُسے معاف ہوتی ہیں،البتہ روزوں کی قضالازم ہے۔

4)نِفاس

اِستقر ارِ حمل کے بعد نوماہ تک کیلئے مال کو حیض کا خون آنا بند ہو جاتا ہے۔ بیچے کی ولادت کے بعد جو خون آتا ہے اُسے نِفاس کہتے ہیں۔اُس دوران بھی نماز،روزہ اور تلاوتِ قر آن کے اَحکام حیض جیسے ہی ہیں۔

یہ خون زیادہ سے زیادہ چالیس دن تک نکلتا ہے اور کم از کم کی کوئی حد نہیں، ایک دن بھی ہو سکتا ہے اور زیادہ بھی۔ اگر چالیس دن سے زیادہ ہو تو پہلے چالیس دن نفاس شار ہوں گے، جبکہ اُس کے بعد اِستحاضہ شار ہو گا۔

تمہارا پرور دگارہے جو سب قدرت و سلطنت کا مالک ہے، اُس کے سوا کوئی معبود نہیں، پھر (تخلیق کے یہ مخفی حقا کُق جان لینے کے بعد بھی) تم کہاں بہتے پھرتے ہو۔"

کامیاب زندگی . . . دورِ نوبلوعت کے سوالات

یعنی وہ خاتون 40 دن کے بعد عنسل کرکے نماز پڑھناشر وع کر سکتی ہے۔

5) إستحاضه

وہ خون جو حیض اور نفاس کے اٹیام سے ہٹ کر آئے (یعنی حیض اگر تین دن سے کم یا دس دن سے طویل ہوجائے یانفاس اگر چالیس دن سے طویل ہوجائے) تو وہ اِستحاضہ کہلا تا ہے۔ یہ ایک بیماری ہے، جس کا علاج کر وانا چاہئے۔ یہ خون ایساہی ہے جیسے کسی کی ناک سے نکسیر پھوٹ جائے اور خون بند نہ ہو۔ بالعموم اِستحاضہ میں بد بو ہوتی ہے۔ کم عمر کی نابالغہ پکی کو اور پچین سال سے میں بد بو ہوتی ہے۔ کم عمر کی نابالغہ پکی کو اور پچین سال سے زیادہ عمر کی آئسہ خاتون (جسے ضعف ُ العمر کی کے باعث حیض آنا بند ہو چکا ہو) کو جو خون آئے وہ بھی اِستحاضہ میں شار کیا جائے گا۔

اِس دوران بیار خاتون وضو کرکے نماز پڑھ سکتی ہے، روزے رکھ سکتی ہے، تلاوتِ قر آنِ مجید بھی کر سکتی ہے۔ ہے۔

2. جسمانی پاکیزگی کا حصول

اپنے کپڑوں کی پاکیز گی کا ہمیشہ خیال رکھیں۔اگر کپڑے کسی نجاست سے آلودہ ہو جائیں تواُنہیں دھو کرصاف کرلیں۔

شر مگاہ سے خارج ہونے والی رطوبتوں سے کپڑوں کو بچانے کیلئے زیر جامہ (underwear) پہننے کا معمول بنائیں اور اُس کی پاکیزگی کا بھی خاص خیال رکھیں۔ کپڑوں کو یازیر جامہ کو ایک درہم کی مقد ار نجاستِ غلیظہ لگ جانے کی صورت میں جب تک اُنہیں دھونہ لیا جائے اُنہیں پہن کر نماز نہیں پڑھی جاسکتی۔

ہاتھوں اور پاؤں کے ناخنوں کو با قاعد گی کے ساتھ تراشتے رہنا چاہیئے، بصورتِ دیگر ہم جتنا بھی صاف ستھرا رہنے کا دعویٰ کرتے پھریں ناخنوں کی اندرونی سطح پر دکھائی نہ دینے والے نتھے جراثیم جم جاتے ہیں، جو بعد ازاں بیاریاں پھیلانے کا باعث بنتے ہیں۔ بالوں کا کٹوانا دینِ فطرت کا حصہ ہے۔ مَر دول کیلئے تھم ہے کہ وہ اپنے سر کے بالوں کو عور توں کی طرح بڑھانے کی بجائے کٹواتے رہیں۔ مُونچھوں کے بال اِس حد تک چھوٹے رکھیں کہ کھاتے پیتے وقت خوارک اُن کے ساتھ چھٹ نہ سکے۔ داڑھی ایک مناسب حد میں رکھیں کہ وہ بھلی دکھائی دے اور اُسے سنجالنا آن کے ساتھ چھٹ نہ سکے۔ داڑھی ایک مناسب حد میں رکھیں کہ وہ بھلی دکھائی دے اور اُسے سنجالنا آسان ہو۔ داڑھی سنتِ رسول ہے، چنانچہ ایسی ہے ہمام اسٹائل والی داڑھی نہیں رکھنی چاہیئے جو مذاق گے۔ زیرِ ناف شر مگاہ کے بالوں اور بغلوں کے بالوں کوصاف کرنا مر دوخوا تین دونوں کیلئے ضروری ہے، خواہ سیفٹی ریزرسے کریں یا بال صفاکریم کی مددسے۔ اُن بالوں کو 40 دن سے زیادہ عرصہ گزر جانے پر بھی صاف نہ کرنے کی صورت میں بندہ گنا ہگار ہوجا تاہے۔

جسمانی صفائی کے بعد صاف ستھر اماحول بیاریوں کے پھیلاؤ کو کم کر دیتا ہے۔ ہمارے پیارے نبی مَثَّلَ اللَّهِ آغِ نے فرمایا: ''صفائی نصف! بیمان ہے۔'' چنانچہ جولوگ اپنے گھر،اسکول اور گلی محلے کی صفائی میں دلچیسی نہیں لیتے اُن کانصف! بیمان خطرے میں پڑجا تا ہے۔

مسلمانوں کو تعلیم دی جاتی ہے کہ وہ جسمانی پاکیزگ کے حصول کیلئے با قاعدگی کے ساتھ وضواور عنسل کا اہتمام کیا کریں۔

ہر صاحبِ ایمان کیلئے لازم ہے کہ وہ ہمہ وقت عنسل کے ساتھ رہے اور جب کبھی اُس پر عنسل لازم ہو تو پہلی فرصت میں عنسل کرکے جسمانی یا کیزگی حاصل کرے۔

اِسی طرح ہر مسلمان پر لازم ہے کہ وہ دن میں پانچ نمازوں کیلئے وضو کرے اور اُس کے ذریعے جسمانی طہارت وپاکیزگی اور بیاریوں سے حفاظت کا اِنظام کرے۔

3. مسائل وضو

جسمانی پاکیزگی کے حصول کیلئے اللہ ربّ العزت نے ہمیں نماز شروع کرنے سے پہلے وضو کرنے کا حکم دیا

کامیاب زندگی . . . دور نوبلوعنت کے سوالات

(82)___

I)وضو کی نیت

نَوَيْتُ أَنْ أَتَوَضَّاً لِاسْتِبَاحَةِ الصَّلَاةِ تَقَرُّبًا إِلَى اللهِ تَعَالَى "وَيْتُ أَنْ أَتُو ضَالَى "«مِين نے ادائیگی نماز اور اللہ کے قرب کی خاطر وضو کرنے کی نیت کی۔"

2)وضو كاطريقه

وضو کرنے والے کو چاہیے کہ وہ پہلے جسمانی پاکیزگی حاصل کرنے اور ثواب پانے کی نیت کرے۔ اُس کے بعد بہم اللہ پڑھ کر تین بار دونوں ہاتھ کلائی تک دھوئے اور پھر مسواک کرے اور تین بار کُلی کرے۔ پھر تین بار ناک میں پانی چڑھائے اور ہائیں ہاتھ سے ناک صاف کرے۔ پھر تین بار منہ دھوئے اِس طرح کہ پیشانی کے بالوں سے لے کر ٹھوڑی کے نیچ تک اور دونوں کانوں کی لَو تک کوئی جگہ خشک نہ رہے۔ اگر گھی داڑھی ہو تو خلال کرے اور اگر داڑھی اِ تی ہلکی ہو کہ جلد نظر آتی ہو تو جلد کو دھوئے۔ پھر تین بار دونوں ہاتھ کہنیوں تک دھوئے، پہلے دایاں پھر بایاں۔ پھر نئے پانی سے دونوں ہاتھ تر کرکے پورے سرکا ایک بار مسے کرے اِس طرح کہ پیشانی کے بالوں سے دونوں ہاتھوں کی تین اُنگلیاں پھیر تاہوا گُری تک لے جائے اور پھر گُری سے ہتھیلیاں پھیر تاہوا اُکری تک لے جائے اور پھر گُری سے ہتھیلیاں پھیر تاہوا واپس لائے۔ پھر شہادت کی اُنگلی سے کان کے اندرونی حصہ اور انگو شے کے پیٹ سے کان کی بیر ونی سطح اور اُنگلیوں کی پشت سے گردن کا مسح کرے۔ پھر تین بار دونوں پاؤں دھوئے دھوئے۔

⁽⁸²⁾ يَايُهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلُوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُ تُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْن

⁽القرآن، المائدة، 5: 4)

[&]quot;اے ایمان والو! جب (تمہارا) نماز کیلئے کھڑے (ہونے کاارادہ) ہو تو (وضو کیلئے) اپنے چېروں کو اور اپنے ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھولو اور اپنے سروں کالمسح کرواور اپنے یاؤں (بھی) ٹخنوں سمیت (دھولو)۔"

(وضوکے درج بالا طریقہ میں فرائض، سنتیں اور بعض مستحبات شامل ہیں۔)

3)وضوکے فرائض

وضو کے چار فرائض ہیں، یعنی اِن کے بغیر وضو مکمل نہیں ہوتا:

- 1. منه د هونا
- 2. دونون ہاتھ کہنیوں سمیت دھونا
 - 3. چوتھائی سر کامسح کرنا
- 4. دونول ياؤل ٹخنوں سميت دھونا

4)وضو کی سنتیں

وضومین درج ذیل چنداُمور سنت ہیں:

- 1. نیت کرنا
- 2. بسم الله سے آغاز كرنا
- 4. مسواک کرنا(مسواک کی عدم موجود گی میں اُنگلی سے دانت ملنا)
 - 5. كلى كرنا
 - 6. ناك ميں يانی چڑھانا
 - 7. كُلِّي اور ناك كي صفائي خوب اچھي طرح كرنا (غير روزه داركيكيّ)
 - 8. داڑھی کا نجلی طرف سے خلال کرنا
 - 9. أنگليون مين خلال كرنا

کامیاب زندگی . . . دورِ نوبلوعت کے سوالات

- 10. دهوئے جانے والے ہر عضو کو تین بار دھونا
 - 11. مكمل ئىر كاايك بار مسح كرنا
 - 12. كانون كالمسح كرنا
 - 13. دهوئے جانے والے أعضاء كوخوب ملنا
- 14. ایک ہی نشست میں یوں وضو کرنا کہ پہلا عضو خشک ہونے نہ یائے
 - 15. ترتیب قائم رکھنا
 - 16. دائين طرف سے آغاز كرنا

ح)وضوكے مستحبات

وضومين درج ذيل چند أمور مستحب بين، يعني ثواب كاباعث بين:

- 1. گردن کامسح کرنا
- 2. قبله کی طرف منه کرنا
- 3. پاک اور اُونچی جگه پروضو کرنا
- 4. پانی بہاتے وقت اَعضاء پر ہاتھ چھیر نا
- 5. بغیر ضرورت وضو کیلئے کسی دُوسرے سے مد د نہ لینا
 - 6. دُنياکي باتين نه کرنا
 - 7. بچاہوایانی کھڑے ہو کر تھوڑایی لینا
 - 8. وضوك بعديه دُعايرُ هنا:

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنَ المُتَطَهِرِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنْ عِبَادِكَ الصَّالِحِيْنَ.

کامیاب زندگی . . . دورِ نوبلوعنت کے سوالات

"اے اللہ! مجھے توبہ کرنے والوں اور پاک لو گوں اور اپنے صالحین بندوں میں سے کر دے۔"

6)وضوکے مکروہات

درج ذیل اُمورکی بناء پر وضو مکر وہ ہو جاتا ہے، یعنی ناپیندیدہ رہتا ہے:

- 1. كُل كيك بائي ماته سے منه ميں يانی ڈالنا
 - 2. مُذركے بغيرايك ہاتھ سے منہ دھونا
- 3. منه د هوتے وقت منه پر زور سے چھینٹے مار نا
- 4. وضوكرتے وقت ضرورت سے كم يانى استعال كرنا
- 5. وضوكرتے وقت ضرورت سے زيادہ ياني استعال كرنا
 - 6. وضوكرتے ہوئے دُنیاوي گفتگو كرنا
 - 7. سر کامسے تین بارنئے یانی کے ساتھ کرنا
 - 8. گلے کامسح کرنا
 - 9. نایاک جگه پروضو کایانی گرانا
 - 10. وضو کے یانی کے قطرے وضو کے برتن میں ٹیکانا
 - 11. کسی سنت کوترک کرنا

7)وضو توڑنے والے اُمور

درج ذیل اُمور سے وضوٹوٹ جاتا ہے:

- 1. پاخانہ یا پیشاب کے مقام سے کسی چیز کا نکلنا
- 2. خون ياپيپ زده ياني كانكل كربدن پربهه جانا

- 3. منه بھرتے کرنا
- 4. کسی شخص کا ٹیک لگا کر اِس طرح سو جانا کہ ٹیک لگانے والی شے کو ہٹانے سے وہ گر جائے اور کو لہے زمین سے ہٹ جائیں، لیکن اگر وہ بیٹے ار ہااور اُس کے کو لہے جگہ سے نہیں ہٹے تو وضو نہیں ٹوٹا۔
 - 5. بالغ شخص كانماز جنازه كے علاوه كسى نماز ميں قہقهه لگانا
 - 6. کسی بھی وجہ سے بیہوش ہو جانا
 - 7. وُ مُعتى آنكه سے يانى كابہنا
 - 8. منی، و دی اور مذی خارج ہونا

8) کن چیزوں سے وضو نہیں ٹوٹٹا؟

درج ذیل اُمورسے وضو نہیں ٹوٹنا:

- 1. خون کاظاہر ہوناجوا پنی جگہ سے بہانہ ہو
- 2. خون بهے بغیر گوشت کا جسم سے ٹوٹ کر گر جانا
 - 3. كيرْ _ كازخم سے ياكان سے ياناك سے تكانا
 - 4. قے جو منہ بھر کرنہ آئے
 - 5. بلغم کی تے اگرچه بلغم زیادہ ہو
- اگر کسی کوچِت لیٹے ہوئے ہلکی سی نیند آجائے اور وہ اِرد گرد کے لوگوں کی باتیں سن رہاہو تو وضو نہیں ٹوٹا
 - 7. دورانِ نمازرُ كوع كى حالت ميس سوجانا
 - 8. شرمگاه کو حچونا

9)وضوکے دیگر مسائل

- 1. وضو کرتے ہوئے اگر ہِ تک خارج ہو یا اور کوئی ایسی بات ہو جس سے وضو جاتار ہتا ہے تو پھر نے سرے سے وضو کرنا چاہئے۔
- 2. اگر کسی کے زخم سے ہروت خون یا پیپ بہتی رہتی ہویا ہروت پیشاب کا قطرہ آتار ہتا ہویا اُسے ہوا خارج ہونے کی بیاری لاحق ہوتو ایسا شخص ہر نماز کے وقت وضو کر لیا کرے، اُس کی نماز ہو جائے گی کیونکہ وہ معذور ہے۔ جب تک مقررہ نماز کا وقت رہے گا اُس کا وضوبا تی رہے گا۔

4. مسائل غُسل

جسمانی پاکیزگی کے حصول کیلئے اللہ رب العزت نے ہمیں حدثِ اکبر (جنابت) کی صورت میں عنسل کرنے کا حکم دیاہے۔ (83)

آغسل كامسنون طريقه

عنسل کرنے والے کو چاہیئے کہ وہ پہلے جسمانی پاکیزگی حاصل کرنے اور ثواب پانے کی نیت کرے۔ پھر دونوں ہاتھ کلائی تک دھوئے، پھر استخاکرے اور جس جگہ نجاست ہواُس کو دُور کرے۔ پھر وضو کرے اور وضو کے بعد دائیں وضو کے بعد تین مرتبہ سارے جسم پر پانی بہائے، پانی بہانے کی اِبتداء سرسے کرے اور اُس کے بعد دائیں کندھے کی طرف سے یانی بہائے، پھر بائیں کندھے کی طرف سے یانی بہانے کے بعد پورے بدن پر تین

⁽⁸³⁾ وَإِنْ كُنتُمْ جُنْبًا فَاطَّهَرُوْا (القرآن، المائدة، 5: 4)

[&]quot;اوراگرتم حالت ِ جنابت میں ہو تو (نہاکر) خوب پاک ہو جاؤ۔ "

مرتبہ یانی ڈالے اور کلے۔ دورانِ عنسل کسی سے کلام نہ کرے۔

2) عنسل کے فرائض

غسل کے تین فرائض ہیں، یعنی اِن کے بغیر غسل مکمل نہ ہو گا:

- 1. کلی کرنا، اِس طرح کہ پانی حلق کی جڑتک پہنچ جائے۔(روزہ کی حالت میں اِحتیاط کی جائے۔ اگر حالت ِروزہ میں یانی حلق سے نیچے اُتر گیا توروزہ فاسد ہو جائے گا۔)
- 2. ناک میں یوں پانی ڈالنا کہ جہاں تک نرم ہڈی ہے اچھی طرح دُھل جائے۔(روزہ کے دوران اِحتیاط کریں)
 - مادے بدن پر ایک بار اس طرح پانی بہانا کہ کوئی بھی جگہ خشک نہ رہ جائے۔

3) عسل فرض كب هو تاہے؟

غسل فرض ہونے کی پانچ صور تیں ہیں،اِن میں سے کوئی ایک صورت بھی درپیش ہو تو غسل کرناضر وری ہو حاتا ہے:

- 1. منی کاشہوت سے نکلنا
- 2. سوتے میں إحتلام ہونا
- مر دوعورت کا ہمبستری کرناخواہ منی نکلے یانہ نکلے
 - 4. عورت كاحيض سے فارغ ہونا
 - 5. عورت كانفاس سے فارغ ہونا

4) عسل مسنون کب ہو تاہے؟

درج ذیل مواقع پر غسل کرناسنت ہے:

- 1. نمازجمعه كيلئے
- 2. دونول عيدول کي نماز کيلئے
 - 3. إحرام باند صحوقت
 - 4. عُرفہ کے دن

5) غسل مستحب كب ہو تاہے؟

درج ذیل صور توں میں غسل کر نامستحب ہے، یعنی اِن مواقع پر غسل کر ناکارِ ثواب ہے:

- 1. پاکیزگی کی حالت میں مسلمان ہونے والے کیلئے
 - 2. جوبچه عمرکے إعتبارے بالغ ہوا ہو
- 3. جنون کے عارضہ سے صحت یاب ہونے والے کیلئے
 - 4. نشر لگوانے کے بعد
 - 5. میت کو عنسل دینے کے بعد
 - 6. شبِ برأت مين عبادت كيلئے
 - 7. ليلة القدر مين عبادت كيلئے
 - 8. مكه مكرمه مين داخل مونے كيلئے
 - 9. مدینه طیبه میں داخل ہونے کیلئے
 - 10. قربانی کے دن مز دلفہ میں تھہرنے کیلئے
 - 11. طواف زيارت كيلئے
 - 12. سورج گر ہن کی نماز کیلئے
 - 13. نماز إستسقاء كيلئ

- 14. خوف کے وقت
- 15. دن میں سخت اند هیرے کے وقت
 - 16. تیز آند هی کے وقت

6) عنسل کے دیگر مسائل

- 1. رمضان کی رات عسل فرض ہوا تو بہتر یہی ہے کہ طلوعِ فجر سے پہلے عسل کرے تاکہ روزے کاہر حصہ جنابت سے خالی ہو۔اگر عسل نہیں کیاتوروزہ میں کچھ نقصان نہیں۔
- 2. جُنبی (جس پر عنسل فرض ہو) کا مسجد میں جانا، طواف کرنا، قر آنِ پاک کو مجھونا اور پڑھنا حرام ہے۔
- 3. جنبی نے اگر درود شریف یا کوئی دعا پڑھ لی تو کوئی حرج نہیں، مگر بہتریہ ہے کہ وضویا کلی کرج نہیں، مگر بہتریہ ہے کہ وضویا کلی کرکے پڑھے۔
 - 4. جُنبي كيليّ اذان كاجواب ديناجائز ہے۔
- 5. جس پر عنسل واجب ہو اُسے چاہیے کہ نہانے میں تاخیر نہ کرے، کیونکہ جس گھر میں جنبی ہواُس میں رحت کے فرشتے نہیں آتے۔
 - 6. وضويا عسل كيلئه بإنى نه ملنے كى صورت ميں تيم كرلينا چاہئے۔

5)مسائل تيمم

پانی کی عدم دستیابی کی وجہ سے وضونہ کر سکنے کی صورت میں جسمانی پاکیزگی کے حصول کیلئے اللہ ربّ العزت نے ہمیں ہر نماز سے پہلے تیم کرنے کا حکم دیا ہے۔(84)

⁽⁸⁴⁾ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآء فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَٱيْدِيْكُمْ مِّنْهُ (القرآن، المائدة، 5: 2)

اگر پانی میسر نہ ہو یا غسل / وضو کرنے سے بیاری بڑھنے کا اندیشہ ہو تو غسل ووضو کی بجائے تیم کا حکم ہے۔ غسل اور وضو دونوں کیلئے تیم کاطریقہ ایک ہی ہے، صرف نیت میں فرق ہے کہ غسل کے تیم کو غسل کے اور وضو کے تیم کو وضو کے قائم مقام خیال کرے۔

ı) تىم كاطريقە

پہلے نیت کرے کہ میں ناپا کی دُور کرنے اور نماز پڑھنے کے لئے تیم کر تاہوں۔ پھر دونوں ہاتھوں کی اُنگلیوں
کو کشادہ کرکے پاک مٹی یا کسی ایسی چیز پر جو زمین کی جنس سے ہو ایک بار مار کر جھاڑے اور پھر سارے منہ کا
مسح کرے کہ کوئی جگہ باقی نہ رہے۔ پھر اُسی طرح ہاتھ مار کر دونوں ہاتھوں کا ناخنوں سے لے کر کہنیوں
سمیت مسح کرے کہ کوئی جگہ باقی نہ رہے۔

2) تیم کے فرائض

تیم کے تین فرائض ہیں:

- 1. نيت كرنا
- 2. دونوں ہاتھ مٹی پر مار کر سارے منہ پر پھیرنا
- 3. دونوں ہاتھوں کومٹی پر مار کر کہنیوں تک پھیرنا

3) تىم كىسنتى

تىم كى پانچ سنتىں ہيں:

1. بسم الله كهنا

''پھرتم پانی نہ پاؤ تو (اندریں صورت) پاک مٹی سے تیم کر لیا کرو۔ پس (تیم یہ ہے کہ) اس (پاک مٹی) سے اپنے چہروں اور اپنے (پورے) ہاتھوں کا مسح کرلو۔''

- 2. ہاتھوں کوزمین پر مارنا
- 3. أنگليال كھلى ہوئى ركھنا
- 4. زیادہ مٹی لگ جانے پر ایک ہاتھ کے انگوٹھے کی جڑکو دُوسرے ہاتھ کے انگوٹھے کی جڑپر مارکر دونوں ہاتھوں کو جھاڑنا
 - 5. داڑھی اور اُنگلیوں کا خلال کرنا

4) تیم کے دیگر مسائل

- انگوتھی، چیلے، چوڑیاں وغیرہ پہنی ہوں تواُنہیں اُتار کریاہٹا کراُن کے بنچے ہاتھ پھیرنافرض ہے۔
- جو چیز آگ سے جل کرنہ را کھ ہوتی ہو، نہ پگھلتی ہو، نہ نرم ہوتی ہو وہ زمین کی جنس میں شار ہوتی ہو۔ ے، اُس سے تیم جائز ہے، بظاہر اگر چیہ اُس پر غبار پڑا ہوا نظر نہ آتا ہو۔
 - ایساپاک کپڑاجس پر غبار ہو کہ ہاتھ مارنے سے غبار اُڑتا نظر آئے اُس سے بھی تیم جائز ہے۔
 - جن چیزوں سے وضو ٹوٹا یا غسل واجب ہو تاہے اُن سے تیم بھی جاتار ہتاہے۔
 - پانی کے میسر آنے سے بھی تیم ٹوٹ جاتا ہے۔
 - ہر نماز کیلئے نئے ہرے سے تیم کرناضروری ہے۔

سوالات (باب نمبر2)

- 1. ادائيگي نماز كيلئے نجاست ِ خفيفه كي كتني مقد ار معاف ہے؟
 - در ہم برابر / نصف / چوتھائی / تہائی
- 2. ادائیگی نماز کیلئے نجاست ِغلیظہ کی کتنی مقدار معاف ہے؟
 - درېم برابر/نصف/چوتھائي/تہائي
 - 3. جسمانی یا کیزگی کا حصول کیوں ضروری ہے؟
- رُوحانی پاکیزگی کیلئے /صاف ستھر ارہنے کیلئے / جنت میں جانے کیلئے
 - 4. حدثِ اكبركاكيامطلب ہے؟
 - خاتمه وضو/خاتمه عنسل/خاتمه تيم
 - 5. حدثِ اصغر کسے کہتے ہیں؟
 - خاتمه ُ وضو / خاتمه ُ عنسل / خاتمه ُ تیم
 - 6. رحم مادر میں بچہ کتنے پر دول میں پر ورش پا تاہے؟
 - 7/5/3 •

7. رحم مادر میں بچھ کتنے مہینوں تک پرورش یا تاہے؟

9/7/5 •

8. حيض كى كم سے كم مدت كتنے دن ہوسكتى ہے؟

7/5/3 •

9. حیض کی زیادہ سے زیادہ مدت کتنے دن ہوسکتی ہے؟

12/10/8

10. حيض كاخون عموماً كتنے دنوں بعد آتاہے؟

30/28/25 •

11. نفاس کاخون زیادہ سے زیادہ کتنے دن تک آتا ہے؟

40/30/10 •

12. زيرناف بالوں كوكتنے دنوں سے پہلے صاف كرلينا چاہيے؟

40/30/7

باب نمبر 3:رُوحانی پاکیز گی

اِس باب کا مقصد یہ ہے کہ بچوں کے دلوں کو رُوحانی پاکیزگی کے معیار سے رُوشاس کروایا جائے اور اُس کے حصول کیلئے اُن کی الین رہنمائی کی جائے کہ وہ اِس زمینی دُنیامیں قیام کے دوران ہر قسم کی رُوحانی آلا کشوں سے پاک ہو کر اُن صفات کے حامل ہو جائیں جو جنت میں داخلے کیلئے ضروری ہیں۔

کامیاب زندگی کیلئے رُوحانی پاکیزگی کی اَہمیت سے اِنکار نہیں کیا جاسکتا۔ رُوحانی پاکیزگی کی اَہمیت کا اندازہ اِس بات سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ اللہ رہ العزت نے نوعِ انسانی کی طرف کم و بیش ایک لاکھ چو بیس ہزار نبی اور رسول اِسی مقصد کیلئے بھیجے کہ وہ اِنسانیت کو رُوحانی پاکیزگی کے حصول کا طریقہ بتائیں، جس کی اِبتداء نفی ک شرک سے اور اِنتہاء نفی ُذات پر ہوتی ہے۔

رُوحانی پاکیزگی کے بغیر جنت کی طرف واپسی ممکن نہیں۔ چنانچہ ضر وری ہے کہ جسمانی پاکیزگی حاصل کرنے کے بعدرُ وحانی پاکیزگی کے حصول کو بھی ممکن بنایاجائے۔

ہمیں چاہیئے کہ اپنی رُوح کی پاکیزگی کیلئے سوتے جاگتے اُٹھتے بیٹھتے ہر وقت یہ یقین رکھیں کہ اللہ تعالی ہمارے ساتھ ہے اور وہ ہمارے ہر کام کو خود دیکھ رہاہے۔ ہم مجھی بھی اللہ تعالی سے اپنی کوئی بات، کوئی کام، کوئی سوچ چھپا نہیں سکتے۔

شیطان جب کسی گناہ کو دلکش بناکر پیش کرے اور ہمارا دل اُس کی طرف للچائے تو ہمیں چاہیے کہ ہم خود کو اُس کے شرسے بچانے کیلئے'' أَعُوذُ بِاللهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْم'' پڑھیں۔اللّٰدربّ العزت نے ہمیں حکم دیاہے کہ اگر شیطان کی وسوسہ اندازی سے ہمیں کوئی وسوسہ آجائے تواللّٰہ کی پناہ مانگ لیا کریں، کیونکہ وہ خوب سننے والاخوب جاننے والا ہے۔(85)

> (85) وَإِمَّا يَنْزُغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطَانِ نَزْغُ فَاسْتَعِذْ بِاللهِ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ (القرآن، حم السجدة، 41: 36)

[&]quot;اور (اے بندہُ مؤمن!)اگر شیطان کی وسوسہ اندازی سے تہہیں کوئی وسوسہ آجائے تواللہ کی پناہ مانگ لیا کر، بے شک وہ خوب سننے والاخوب جاننے والا ہے۔"

گناہ ہماری رُوح کو آلودہ کر دیتے ہیں، اِس لئے رُوحانی پاکیزگی کے حصول کیلئے گناہوں سے بچنا بہت ضروری ہے۔ گناہوں سے بچنے کیلئے ساری زندگی روزانہ دن میں کئی کئی بار سیار ہُ زمین سے اپنی واپسی کو یاد رکھیں۔ بلاشبہ موت کو روزانہ یاد رکھنے والوں کی زندگی آسان ہو جاتی ہے اور وہ بہت سی آزمائشوں سے بچے رہتے ہیں۔

لا لیے، نفرت، حسد، کینہ، بُغض، اِنقام، تکبّر اور رغونت جیسی چیزیں ہماری رُوح کیلئے بوجھ بن جاتی ہیں اور اُس کی پاکیزگی کو ختم کر دیتی ہیں۔ایسے منفی جذبات کو اپنے دل میں جگہ نہ دیں تا کہ ہماری رُوح اُن کے بوجھ سے آزاد رہے اور واپسی کے سفر کیلئے اُس کی تازگی ہر قرار رہے۔

رُوحانی پاکیزگی کو حاصل کرنے کیلئے رُوح کو ہر قسم کی گندگی اور آلائشوں سے بچائے رکھنا نہایت ضروری ہے۔ چنانچہ اپنے دل میں ہمیشہ ایسے مثبت جذبات کو جگہ دیں جو رُوح کو اُجلا اور شاد کام رکھتے ہیں، مثلاً عاجزی، تواضع، متانت، اِیثار، مَروّت، بھائی چارہ، صِلہ رحمی، خوش خُلقی اور اللّٰہ پر توکل، وغیرہ

ڈوسروں کے حق میں دعائیں کرنے سے ربّ راضی ہو تاہے اور ہمیں الیی نعمتوں سے نواز تاہے جو ہمارے وہمروں کے حق میں دعائیں کرنے سے ربّ راضی ہو تاہے اور ہمیں الیی نعمتوں سے نواز تاہے جو ہمارے دیا ہے اور گان میں بھی نہیں ہو تیں۔ گنا ہگاروں اور گڑے ہوئے لوگوں کیلئے ہدایت کی دُعاکرنے کو اپنی زندگی کا معمول بنالیں۔ اِس سے ہمارے دل میں اِخلاص اور للّہیت میں پختگی آئے گی اور ہم سکبتر، نخوت اور رعُونت جیسی رُوحانی بیاریوں سے بآسانی نے پائیں گے۔

دھو کہ دینے والوں اور نقصان پہنچانے والوں کو بد دعادینے کی بجائے اُن کیلئے ہدایت کی دعاکیا کریں۔ یہ اُن کے شرسے بچنے کا سبسے مؤثر نسخہ ہے۔ بدترین وُشمن کو معاف کرنے سے بھی گئ گنازیادہ آجر اُس کیلئے ہدایت کی وُعاکرنے میں ہے۔ ہمارے معاف کر دینے کے بعد ممکن ہے کہ وہ دوبارہ ہمارے ساتھ یا کسی اور کے ساتھ بُرے طریقے سے پیش آئے، جبکہ ہماری وُعاکے نتیج میں اُسے ہدایت مل جانے کی صورت میں وہ ہمارے سمیت کسی کے ساتھ بھی زیادتی کرنے والا نہیں رہے گا۔ یوں تمام لوگ اُس کے شرسے محفوظ ہو جائیں گے اور ہمارانفس بھی اِس اعلیٰ ظرفی کے ساتھ خوب مطیع ہو جائے گا۔

دُوسروں کے حق میں ہمیشہ نیک گمان رکھیں۔ اپنے آپ کو دُوسروں کی غیبت اور بدگو کی سے بچا کر رکھیں۔ اللّه ربّ العزت کا فرمان ہے کہ بلا تحقیق ہر خبر پہ یقین مت کر لیا کرو کہ اُس کے بعد بچھتاوا ہو۔ اگر آپ کے سامنے کوئی کسی کی برائی بیان کرے توخواہ وہ کتنے ہی وُثوق سے خبر دے اُسے سوفیصد سچ کبھی مت مانیں، جب تک کہ براہِ راست خود اپنی آئکھول سے نہ دیکھ لیں، ہمیشہ دُوسروں کوشک کا فائدہ دیں۔ (86)

گناہ سے بچنے کیلئے گناہ سے نفرت کریں، مگر گناہ گار سے نہیں۔ اگر ہم گناہ گاروں سے نفرت کرنے گئے تو ہماری رُوح ایسے بوجھ تلے دب جائے گی جو ہمیں اندرسے کھو کھلا کر دے گا، یوں کر ہُ ارض سے ہماری واپسی کا راستہ مشکل ہو جائے گا اور ہمارے نیک آعمال بھی ہماری واپسی کاسفر آسان نہیں بناسکیں گے۔

رُوحانی پاکیزگی کے حصول کیلئے حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں کی ادائیگی نہایت ضروری ہے۔ اگر ہم اللہ کے حقوق اداکریں اور اُس کے بندوں کے حقوق درست طریقے سے ادانہ کریں تو ہم کبھی رُوحانی پاکیزگی حاصل نہیں کرسکتے۔

إيمان، آداب، أخلاق

اِس زمینی زندگی کے اِختنام پر موت کے راستے سے گزر کر جنت کی طرف پرواز کرنے کیلئے رُوح کو جو پاکیزگی در کار ہے اُس کے حصول کیلئے اِیمان، آداب اور اَخلاق کی شر الط کو پورا کرنالاز می ہے۔ اِن تینوں شر الط پر عملدرآ مد کے بعد رُوح میں وہ لطافت اور پاکیزگی پیدا ہو جاتی ہے جس کی بدولت ہی رُوح دُنیاوی کثافتوں اور

⁽⁸⁶⁾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنبَإٍ فَتَبَيَّنُوا أَن تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلَى مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِينَ

⁽القرآن، الحجرات، 49: 6)

[&]quot;ائے ایمان والو! اگر تمہارے پاس کوئی فاسق (شخص) کوئی خبر لائے توخوب تحقیق کر لیا کرو (ایسانہ ہو) کہ تم کسی قوم کولاعلمی میں (ناحق) نکلیف پہنچا بیٹھو، پھرتم اپنے کئے پر پچھتاتے رہ جاؤ۔"

آلائشوں سے پاک ہو پاتی ہے۔

- ایمان: اِنسان کے عقیدہ کو کہتے ہیں، جس پروہ دل سے یقین رکھتا ہے اور زبان سے اُس کا اِقرار بھی کرتا ہے۔
- آداب: إنسان كى زندگى كاعمومى طرزِ عمل ہوتا ہے، جس ميں كسى إنسان كا اُٹھنا، بيٹھنا، سونا، جا گنا، كھانا، پينااور اپنے ماحول ميں موجو درشتہ داروں اور دوست أحباب كے ساتھ تعلقات كاطريق كار شامل ہوتا ہے۔
- <u>اَخلاق: اِنسان کی اُن باطنی صفات کو کہتے ہیں</u>، جو اُس کی عادت میں تبدیل ہو جاتی ہیں۔ اِنسان کی سوچ اور اُس کاروییہ اُس کے اَخلاق کا تعین کرتا ہے۔

I. إيمان

رُوحانی پاکیزگی کی سب سے پہلی بنیادی شرط اِیمان ہے۔ اِیمان کے بغیر رُوحانی پاکیزگی کسی طور ممکن نہیں۔ کرہُ ارض سے واپسی کے بعد اِیمان کے بغیر آداب اور اَخلاق کی کوئی وُ قعت نہیں رہ جائے گی، اس لئے رُوحانی پاکیزگی کے حصول کیلئے سب سے پہلے ہمیں صدقِ دل سے اِیمان لاناچاہئے۔

I)إيمان بالله

اللہ تعالیٰ کے واحد ویکتا ہونے، اُس کے خالق و مالک ہونے، اُس کے پروردگار اور حاجت رَواہونے کا زبان سے اِقرار کیا جائے اور دل سے اُس کی تصدیق کی جائے تو اِس اِقرار و تصدیق کے مجموعے کا نام ایمان باللہ ہے، جو اِسلام کے بنیادی عقائد میں شامل ہے۔ ہر مسلمان کیلئے ضروری ہے کہ وہ اللہ کو ہر وقت حاضر و ناظر (یعنی اپنے ساتھ موجود) جانے، یعنی وہ ہمارے دلوں کے راز بھی جانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو ہر شے سے بے نیاز جانے، یعنی اللہ ہر شے پر قادر ہے اور اُسے کسی معاملے میں کسی کی مد دکی ضرورت نہیں۔ اِسی طرح نہ اُس کا کوئی باپ ہے، نہ کوئی بیٹا ہے اور اُس کا کوئی ہمسر بھی نہیں ہے۔ وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ وہ تب

بھی تھاجب یہ کا ئنات نہیں تھی اور وہ تب بھی ہو گاجب یہ کا ئنات ختم ہو جائے گی۔

تمام مسلمانوں کا اِس بات پر اِیمان ہے کہ اللہ تعالی اکیلا اِس کا نئات کا خالق و مالک ہے۔ قر آنِ مجید کے مطابق اُسی نے اِس کا نئات کو ایک اِبتدائی عظیم دھاکے (Big Bang) کی صورت میں پیدا کیا (87)اور وہی اِسے آخری عظیم دھاکے (Big Crunch) کی صورت میں فناکرنے والا ہے۔

إيمان بالملائكه

فرشتے اللہ تعالیٰ کی رُوحانی مخلوق ہیں، جو کا سُنات کے اِنتظام و اِنصرام کی ڈیوٹی نبھاتے چلے آ رہے ہیں۔ چار بڑے معروف فرشتے یہ ہیں:

- 1. جبرائیل علیه السلام: الله کاپیغام (وحی) انبیاء کی طرف لانے کی ڈیوٹی
 - 2. میکائیل علیه السلام: زمین کی آب وہوااور موسموں کے اِنتظامات
- عزرائیل علیہ السلام: تمام لوگوں کی رُوح قبض کر کے اُنہیں موت کی نیند سلانا
- 4. اسرافیل علیه السلام: روزِ قیامت اپناصُور بجانا، جس سے سب لوگ مرجائیں گے۔ پھر دُوسری بار صُور بجا کر سب لوگوں کوزندہ کرنا

ہر اِنسان کے ساتھ ہر وقت دو فرشتے اُس کے اعمال کا حساب لکھنے پر متعین ہیں، جو کراماً کا تبین کہلاتے

(87) أَنَّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ كَانَتَا رَثْقًا فَفَتَقْنَاهُمَا

⁽القرآن، الأنبيآء، 21: 30)

[&]quot;جملہ آسانی کائنات اور زمین (سب)ایک اکائی کی شکل میں جڑے ہوئے تھے پس ہم نے ان کو پھاڑ کر جدا کر دیا۔"

ہیں۔(88)اُن کے علاوہ بھی بعض فرشتے شیاطین سے حفاظت کیلئے ہر وقت ہمارے ساتھ ہوتے ہیں۔ اِسی طرح قبر میں سوال وجواب کیلئے آنے والے فرشتوں کو مُنکر نکیر کہا جاتا ہے۔

فرشتے الیی رُوحانی مخلوق ہیں جن کیلئے وقت اور فاصلے کوئی معنیٰ نہیں رکھتے۔اللّٰہ تعالیٰ نے اُنہیں ایسی رُوحانی طاقت دے رکھی ہے جو اُنہیں زمان و مکان کی حدود سے آزاد رکھتی ہے۔وہ ایک سیکنڈ کے ہز ارویں جھے میں سیکڑوں کام ایک ساتھ کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔

ایک مختاط اندازے کے مطابق کر وارض پر ہر ایک منٹ میں 270 اِنسان پیدا ہوتے ہیں اور 1 I اِنسان مرتے ہیں۔ گویا مال کے پیٹ میں موجود بچے میں رُوح پھو نکنے والا فرشتہ ہر منٹ میں کرو ارض کے مرتے ہیں۔ گویا مال کے پیٹ میں موجود بچے میں رُوح پھو نکنے والا فرشتہ ہر منٹ میں کرور قبض کر مقامات سے اِنسانوں کی رُوح قبض کرکے مقامات پر پہنچا ہے اور موت کا فرشتہ ہر ایک منٹ میں 1 I S مقامات سے اِنسانوں کی رُوح قبض کرکے عالم اُرواح (رُوحوں کی دنیا) میں واپس چھوڑ کر آتا ہے۔ (89) اور یہ کام وہ ہز اروں سالوں سے بغیر شکے کررہے ہیں اور قیامت تک کرتے رہیں گے۔

3) إيمان بالرسالت

الله تعالی نے لوگوں کی ہدایت کیلئے ہر دَور میں ہر قوم کی طرف اپنے رسولوں کو بھیجا۔ اِیمان بالرسالت سے مراد حضرت آدم علیہ السلام سے لے کرخاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ صلی الله علیہ و آلہ وسلم تک تمام اُنبیاو رُسل کی نبوت اور رسالت کو برحق ماننا ہے۔ تمام اُنبیاء الله تعالیٰ کی طرف سے حق وصدات کا پیغام لے کر آتے رہے ہیں، تا کہ اِنسانوں کو اِس کرہ ارض کی رنگینیوں میں کھو کر زندگی برباد کرنے سے بچایا جائے اور اُنہیں جنت کی طرف واپسی کیلئے تیار کیا جائے۔

⁽⁸⁸⁾ كِرَامًا كَاتِبِينَ يَعْلَمُونَ مَا تَفْعَلُونَ

⁽القرآن، الإنفطار، 28: 11-11)

[&]quot;(جو) بہت معزز ہیں (تمہارے اعمال نامے) لکھنے والے ہیں۔ وہ ان (تمام کاموں) کو جانتے ہیں جو تم کرتے ہو۔" (89) https://www.worldometers.info/

اُن میں سے سب اَنبیاء کی نبوت مخصوص علاقوں اور مخصوص زمانوں کیلئے تھی، جبکہ ہمارے بیارے نبی حضرت محر مصطفیٰ مُثَا اللّٰہِ کُم کی نبوت ورسالت قیامت تک کیلئے پورے کرہ ارض کیلئے ہے، یعنی آپ کے بعد کسی علاقے اور کسی زمانے میں کوئی نیانبی نہیں آئے گا۔ اِسی لئے آپ مُٹَا اللّٰہُ کُم کو خاتم النبیین کہا جاتا ہے۔

4) إيمان باكتب

ایمان بالکتب سے مراد ہے کہ بندہ اُن کتابوں پر ایمان رکھے، جو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیوں پر نازل کیں سے حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضور نبی اکرم مَنگا اللہ اُنہا کہ کا مد تک جتنے بھی انبیاء کرام آئے اُن میں سے کچھ کو اللہ تعالیٰ نے صحائف عطا کئے، جبکہ چار انبیاء کو اپنی کتابیں عطا فرمائیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تورات، حضرت داؤد علیہ السلام کو زبور، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو انجیل اور آخری نبی حضرت محمد مصطفیٰ مَنگاللہ کُھُم کو قر آنِ مجید عطا فرمایا، جو قیامت تک کی اِنسانیت کیلئے راہ ہدایت ہے۔ قر آنِ مجید انسانیت کے نام اللہ ربّ العزت کا آخری پیغام ہے، جو حتی ضابطہ حیات ہے۔ اِس سے قبل آنے والی کتابوں میں تحریفات ہوتی ربیں تھیں، جبکہ قر آنِ مجید اُس طرح مکمل محفوظ ہے جیسے اللہ ربّ العزت نے حضور نبی اکرم مَنگاللہ فی ہے۔ تمام مسلمان بی فرمایا تھا۔ قر آنِ مجید این محبد اُس خو والی تمام کتابوں کو منسوخ کرنے والا بھی ہے۔ تمام مسلمان بی عقیدہ رکھتے ہیں کہ قر آنِ مجید میں ہرشے کاعلم موجود ہے۔ (90)

5) إيمان بالآخرت

اِسلامی عقیدے کے مطابق قیامت کے دن تمام اِنسانوں کو زندہ کیا جائے گا اور اُن سے اُن کے اَعمال کا حساب لیاجائے گا۔ جن لوگوں کے نیک اَعمال زیادہ ہوں گے اُنہیں جنت میں بھیج دیاجائے گا اور جن لوگوں

⁽⁹⁰⁾ وَ لَا رَطْبِ وَّ لَا يَابِسٍ اِلَّا فِىْ كِتَٰبٍ مُّبِيْنٍ (90) وَ لَا رَطْبِ وَّ لَا يَابِسٍ اِلَّا فِىْ كِتَٰبٍ مُّبِيْنٍ (القرآن، الْأَنْعَام، 6ً: 59)

[&]quot;اورنه کوئی ترچیز ہے اورنه کوئی خشک چیز مگرروش کتاب میں (سب کچھ لکھ دیا گیاہے)"

کے برے اَعمال زیادہ ہوں گے اُن کا ٹھکانہ جہنم ہو گا۔ اُس زندگی کا نام آخرت یا اُخروی زندگی ہے، جس کے بعد موت نہیں ہوگی اور اُس زندگی پر اِیمان لانے کا نام اِیمان بالآخرت ہے۔

روزِ قیامت کا اِنعقاد اِس سیارهٔ زمین پر نہیں ہوگا، بلکہ جب اِسرافیل علیہ السلام دُوسری بار صُور پھونک کر تمام بنی نوع اِنسان کو اُن کا حساب کرنے کیلئے زندہ کریں گے تو اُن کی اگلی زندگی کا آغاز کسی دُوسرے سیارے پر ہوگا۔"(91)

6) ایمان بالقدر... فطرت کے قوانین پر عمل پیراہونے کانام ہے۔

مسلمان اِس بات پر بھی ایمان رکھتے ہیں کہ کائنات کا سارا نظام اللہ تعالیٰ کے طے کر دہ قوانین کے مطابق چلتا ہے، جسے تقدیر کہا جاتا ہے۔ نقدیر کہا جاتا ہے۔ نقدیر کہا جاتا ہے۔ نقدیر کہا خاتا ہے۔ اللہ تعالی نے اپنے قوانین کو نافذ کرنے کی ذمہ داری اپنے فرشتوں کو دے رکھی ہے۔

فطرت کے وہ قوانین جو کلّی یا مجزوی طور پر إنسانی عقل میں آ جاتے ہیں إنسان اُنہیں سائنسی قوانین کانام دے دیتا ہے۔ مثلاً (I) پانی ہمیشہ اپنی سطح ہموار رکھتا ہے۔ (2) ہر عمل کاردِّ عمل ضرور ہو تا ہے۔ (3) ہر عروج کے بعد زوال ہو تا ہے۔ (4) بڑھا پا کمزوری کا باعث بنتا ہے۔ (5) کمزوری کی سزاموت ہے۔ وغیرہ، جبکہ فطرت کے دیگر بے شارایسے قوانین بھی ہیں جوابھی اِنسانی عقل سے ماوراء ہیں۔

جو قوم تقدیر (یعنی اللہ کے قوانین) کو سمجھ کر اُن سے فائدہ اُٹھانے لگے وہ دُنیا کی ترقی یافتہ قوم بن جاتی ہے۔ اور جو قوم اللہ کے قوانین کو سمجھنے اور اُن پر عمل کرنے میں غفلت برتی ہے وہ ترقی کی دوڑ میں پیچھے رہ جاتی

_

⁽⁹¹⁾ يَوْمَ تُبَدَّلُ الْأَرْضُ غَيْرَ الْأَرْضِ وَالسَّمَاوَاتُ وَبَرَزُواْ لِلَّهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ (القرآن، إبراهيم، 14: 48)

[&]quot; جس دن (بیہ) زمین دوسری زمین سے بدل دی جائے گی اور جملہ آسمان بھی بدل دیئے جائیں گے اور سب لوگ اللہ کے رُوبر وحاضر ہوں گے جوا یک ہے سب پر غالب ہے۔"

ہے اور زوال کا شکار ہو جاتی ہے۔⁽⁹²⁾

جب بھی ہمیں کسی مقام پر سائنسی تحقیقات اور دینی تعلیمات میں تضاد محسوس ہوتا ہے تو تحقیق کے بعد ہم اس نتیج پر پہنچتے ہیں کہ اُن دونوں میں سے ایک کے حوالے سے ہماراعلم درست نہیں تھا۔ اگر ہم اِسلام اور سائنس دونوں کو درست طریقے سے سمجھ پائیں تو اُن میں کسی قسم کا تضاد نہیں ملے گا بلکہ ہم اُن دونوں کو ایک دُوسرے کی تائید کرتے ہوئے پائیں گے۔(93)

عام طور پر مسلمانوں میں جروقدر (یعنی تقدیر)بارے وقسم کے نظریات پائے جاتے ہیں:

- بعض لوگ سجھتے ہیں کہ " إنسان اپنے ہر عمل میں تقدیر کا پابند ہے اور وہ جو پچھ کرتا ہے اپنی تقدیر
 کی وجہ سے وہ سب کرنے پر مجبور محض ہے۔ "
- نتیجہ: اِنسان اپنے کسی بھی عمل کا حساب دینے کا پابند نہیں، خواہ وہ اُس نے کسی بھی وجہ سے کیا ہو۔
- 2. بعض لوگ سجھتے ہیں کہ" اِنسان اپنے ہر عمل میں آزاد اور خو دمختار ہے اور وہ جو کچھ کرتا ہے سب اپنی مرضی سے کرتا ہے۔"
 - نتیجه: اِنسان اینے ہر عمل کا حساب دینے کا پابندہے، خواہ وہ اُس نے کسی بھی وجہ سے کیا ہو۔
 - در حقیقت "إنسان اینے بعض اَعمال میں مجبور ہے اور بعض میں مختار ہے۔"
- نتیجه: اِنسان اینے اُنہی اَعمال کا حساب دینے کا پابند ہو گاجو وہ اپنی رضا ورغبت سے کرتا ہے۔

⁽⁹²⁾ ذَلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ (القرآن، حم السجدة، 41: 12)

[&]quot;بەز بردست غلبه (و قوت)والے، بڑے علم والے (رب) كامقرر كر دہ نظام ہے۔"

⁽⁹³⁾ اسلام اور جديد سائنس، صفحه 5 5، تصنيف شخ الاسلام ڈاکٹر محمد طااہر القادري

حالت مجبوری میں کئے جانے والے آعمال کی بابت اُس سے بازیر س نہیں ہو گی۔

سیدنا علی ابن ابی طالب سے کسی نے جمر وقدر بارے سوال کیا تو آپ نے بڑی سادہ مثال سے اُسے واضح فرمایا۔ وہ آدمی کھڑا تھا۔ آپ نے اُٹھالیا تو آپ نے فرمایا۔ "اپنا دایاں پاؤں زمین سے اُٹھاؤ۔ "اُس نے اُٹھالیا تو آپ نے فرمایا: "اِنسان ایک فرمایا: "اِنسان ایک فرمایا: "اِنسان ایک باؤں اُٹھانے پر مجبور ہے۔ "ایس اِعتدال کی وقت میں ایک پاؤں اُٹھانے پر مجبور ہے۔ "یہی اِعتدال کی راہ ہے۔

اِنسان مجبورہے کہ پرندوں کی طرح نہیں اُڑ سکتا، ہاں مگر اللّٰہ ربّ العزت کے بنائے ہوئے قوانین کو سمجھ کر اُن پر عمل کرتے ہوئے جہاز وغیر ہ کی مد د سے اُڑ سکتا ہے۔

الله ربّ العزت کی طرف سے آنے والی اکثر آزما کشیں بظاہر ایک آفت اور مصیبت کی شکل میں ہوتی ہیں مگر اُن کے نتیج میں ہمیں بعض ایسے فوائد حاصل ہوتے ہیں جو اُن کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتے ہوتے۔ کسی ملک میں سیلاب آتا ہے توزر خیز مٹی کی تہہ بچھا جاتا ہے، جس کی وجہ سے بنجر زمینیں سونااُ گلنے لگتی ہیں۔ اِسی ملک میں سیلاب آتا ہے توزر خیز مٹی کی تہہ بچھا جاتا ہے، جس کی وجہ سے بنجر زمینیں سونااُ گلنے لگتی ہیں۔ اِسی طرح ہر بیاری جہاں ہمیں نخوت اور تکبتر سے نجات دِلا کر اپنے ربّ کے حضور عاجز بندہ بن کر رہنے کی توفیق دیتی ہے وہیں جسمانی لحاظ سے بھی ہمیں مختاط کرتی ہے اور ہم حِفظ ما نقد م کے ذریعے بڑی خطرناک بیاریوں سے فئی پاتے ہیں۔

اگر آپ کسی جسمانی معذوری کا شکار ہیں تو اُس کے بدلے میں اللہ تعالی نے آپ کو پچھ اور غیر معمولی صلاحیتیں اور نعمتیں ضرور دے رکھی ہوں گی،جواُس کے بغیر ممکن نہ تھیں۔ اِسی طرح عام اِنسانوں کی نسبت کم صلاحیتیں رکھنے والے اَفراد سے روزِ قیامت کم پوچھ کچھ ہوگی کہ اُن کے پاس توالیی صلاحیتیں ہی نہ تھیں جن سے وہ دُوسروں کے حقوق غصب کرکے اپنی عاقبت کو برباد کرتے اور جہنم کا ایند ھن بنتے۔

زندگی میں حالات جتنے بھی سخت ہو جائیں، اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہوں۔ ہر حال میں اپنے رب پر بھر وسار کھیئے۔

7) سبق آموز واقعه

سمندری سفر کے دوران سامان سے لداہواایک بحری جہاز طوفانی ہواؤں کی وجہ سے بے قابوہونے لگا تواُس میں موجود تاجروں نے آپس میں مشورہ کیا کہ جہاز کو ڈو بنے سے بچانے کیلئے اُس کا بوجھ کم کر دینا چاہئے۔ تاجروں نے فیصلہ کیا کہ جس تاجر کا سامان سب سے زیادہ ہواُس کا ساراسامان سمندر میں چینک دیتے ہیں۔ جس تاجر کاسب سے زیادہ سامان تھااُس نے اعتراض کیا تواُنہوں نے اُسے بھی اُٹھا کر سمندر میں بھینک دیا۔ وہ بچارہ غوطے کھانے لگا اور بے ہوش ہو گیا۔ جب ہوش آیا تواُس نے دیکھا کہ وہ ساحل پر پڑا ہوا ہے۔ وہ ایک غیر آباد جزیرے پر تھا۔ اُس نے جان بچنے پررٹ کاشکر ادا کیا۔

اَب وہ اُسی جزیرے پر رہنے لگا اور زندہ رہنے کیلئے جنگل در ختوں کے پھل اور جانوروں کا شکار کرکے گزارا کرنے لگا۔ موسم کی شدت سے بچنے کیلئے اُس نے لکڑیاں اکٹھی کرکے ایک جھو نپڑی بھی بنالی تھی۔

ایک دن کھانا پکاتے ہوئے اُس کی جھو نیرٹی کو آگ لگ گئ اور وہ کوشش کے باؤجود آگ پر قابونہ پاسکا۔ جب جھو نیرٹی جل کررا کھ ہو گئ تواُس کے دل میں خیال گزرا کہ شاید میر اربّ مجھ سے ناراض ہے جو میر ب ساتھ اچھاسلوک نہیں کررہا۔ پہلے اُس نے مجھے میرے سامانِ تجارت کے ساتھ سمندر میں بھینکوادیا اور اَب اِ تنی محنت سے بنائی ہوئی جھو نیرٹی بھی جلادی۔

اَ بھی وہ اُنہی سوچوں میں گم تھا کہ اُسے ساحل کی طرف دُور سمندر میں ایک بلچل محسوس ہوئی۔ تھوڑی دیر میں وہاں ایک کشتی نمودار ہوئی جو اِسی جزیرے کی طرف آرہی تھی۔ اُس نے فوری اللّٰہ کا شکر ادا کیا۔ کشتی قریب پہنچی تو اُس نے ملاحوں سے پوچھا کہ تہہیں اِس غیر آباد جزیرے پرمیر کی جان بچانے کا خیال کیسے آیا؟ اُنہوں نے جو اب دیا کہ ہمیں پتہ تھا کہ بیہ جزیرہ غیر آباد ہے، لیکن دُور سے دُھواں اُٹھتا ہوا نظر آیا تو سمجھ گئے کہ کوئی اِنسان یہاں بھنسا ہوا ہے، جسے بچانا چاہئے۔ اِس لئے ہم تمہارے پاس آئے۔ پھر تاجر نے اپنی پوری آپ بیتی سائی تو ملاحوں نے اُسے بتایا کہ جس جہاز سے تہہیں سمندر میں بچینکا گیا تھا، وہ آگے جا کر غرق ہوگیا تھا اور اُس میں سے کوئی مسافر زندہ نہیں بی سائی۔

یہ سن کر تاجر سجدے میں گر گیا اور ربّ کا شکر ادا کرنے لگا۔ پاک ہے وہ ذات جس نے مجھے بچانے کیلئے تاجروں کے ہاتھوں سمندر میں کچینکوایا۔اپنے بندوں کے بارے میں وہی زیادہ جاننے والا ہے۔

8) ختم نبوت کے بعد رہنمائی کیے؟

الله ربّ العزت نے إنسانوں کی ہدایت کیلئے کم و بیش ایک لاکھ چو بیس ہزار نبی اور رسول بھیجے، جن میں سے سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام اور سب سے آخری ہمارے پیارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی الله علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ حضور نبی اکرم مُٹُلِقَیْفِر سے پہلے اُنبیاء مخصوص زمانوں میں مخصوص قوموں کی ہدایت کیلئے مخصوص خطوں کی طرف قیامت تک مخصوص خطوں کی طرف قیامت تک کیلئے تمام جہانوں کی طرف جیج جاتے رہے تھے، جبکہ آپ مُٹُلِقِیْزُم کو جمیع بن نوع اِنسان کی طرف قیامت تک کیلئے تمام جہانوں کیلئے رحمۃ للعالمین اور خاتم النبیین بناکر بھیجا گیا تھا۔ آپ مُٹَالِقَیْزُم کے بعد سلسلہ کنبوت ختم ہوگیا اور سلسلہ کوجی منقطع ہوگیا۔ اب قیامت تک کیلئے قرآنِ مجید منبع ہدایت ہے۔

- تاجدارِ کائنات مَثَلَّالَیُّمْ نے ختم نبوت کے بعد اِنسانیت کی رہبری ور ہنمائی کیلئے علماء کو اَنبیاء کے وارث قرار دیا۔ (94) چنانچہ علماء کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ لوگوں کی ہر دینی معاملے میں رہنمائی کریں۔ یو نہی عام مسلمانوں کو بھی دین کے ہر معاملے میں علماء کرام سے رُجوع کرناچاہیئے۔
- جس طرح آحادیثِ مبارکہ میں ہر علاقے اور ہر دَور میں لو گوں کی معمول کی رہنمائی کیلئے علاء کو انبیاء کا وارث قرار دیا گیا، اِسی طرح حدیثِ مبارکہ کے مطابق ہر سوسال بعد جب جزیش گیپ کی وجہ سے ایمان کی قدریں کمزور ہونے لگیں تو اللہ تعالیٰ اُس دور کے تقاضوں کے مطابق کسی مجد ّد کو بھیجتا ہے جو دین کی پیامال ہوتی ہوئی قدروں کو بحال کرتا ہے۔ (95) مجد ّد اپنی صدی کاسب

⁽⁹⁴⁾ إِنَّ الْعُلْمَاءَ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ

بنن أبي داود، 3/713، رقم الحديث/ 3641، سنن الترمذي، 5/48، رقم الحديث/ 2682) "بي تك علاء (زُهد وورع اور علم مين) أنبياء كو وارث بين."

⁽⁹⁵⁾ إِنَّ اللهَ يَبْعَثُ لِهَذِهِ الْأُمَّةِ عَلَى رَأْسِ كُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ مَنْ يُجَدِّدُ لَهَا دِينَهَا

سے ذہین ترین دِماغ ہو تاہے۔

- جب زوال جُزدِی اور علاقائی نوعیت کا ہوتا ہے تو مجد دکا کر دار بھی اُسی طرح جزوِی اور علاقائی نوعیت کی ہوا کر ق نومہ داری بھی عالمی نوعیت کی ہوا کرتی ہے۔

 نوعیت کا ہوتا ہے اور جب زوال ہمہ گیر ہوتو مجد دکی ذمہ داری بھی عالمی نوعیت کی ہوا کرتی ہے۔

 ایسے حالات میں دین کی تجدید کا فریضہ تبھی ادا کیا جا سکتا ہے جب اُس کے تمام پہلوؤں کی اِصلاح و تجدید عمل میں لائی جائے۔ (96) ہم دیکھتے ہیں کہ اِکیسویں صدی میں عالم اسلام سیاسی، ساجی، معاشرتی، معاشرتی، الغرض ہر قسم کے زوال کا شکار ہے، چنانچہ دورِ حاضر کے مجد دکا فکر و نظریہ اور اُس کی جدوجہد کا دائرہ کا رہجی ہمہ گیر ہونا چاہیئے۔
- انبیائے کرام کے راستے پر چلنے کی وجہ سے انبیاء کی طرح مجد دین کے خلاف بھی خوب پر و پیگنڈ ا

 کیا جاتا ہے، جس کی وجہ سے عام عوام وقتی طور پر اُنہیں سمجھ نہیں پاتے۔ ہر دَور کے مجد د کو اپنی

 قوم کے اُن سر کر دہ اَفراد کی طرف سے سخت مز احمت کا سامنا کرنا پڑتا ہے، جن کے مفادات کو

 اُس کی تجدیدی کاوِشوں کی وجہ سے نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو تا ہے۔ اِستقامت اور جہدِ مسلسل کے

 نتیج میں وقت کے ساتھ ساتھ اَفواہوں کی گرد حجے جاتی ہے اور قوم اُن کے شانہ بشانہ کھڑی

 ہوجاتی ہے۔ موجودہ صدی کے مجد د کے ساتھ بھی یہی پچھ ہو رہا ہے۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ جب ساری گرد بیٹھ جائے گی تو یہی قوم ایک سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح متحد ہو کر نہ
 صرف پاکستان بلکہ تمام عالم اسلام کو ہر قسم کے سیسی، معاشی اور معاشر تی مسائل سے نکال کر

(سنن ابو داؤد، 4/ 109، الرقم/ 4291. الحائم في المستدرك، 4/ 567-568، الرقم/ 8592-8593.) "الله تعالى إس أمت كے ليے ہر صدى كے آغاز ميں كسى ايسے شخص كو مبعوث فرمائے گاجو إس (أمت) كے ليے أس كے دين كى تجديد كرے گا۔"

⁽⁹⁶⁾ لَا يَقُوْمُ بِدِيْنِ اللهِ اِلَّا مَنْ اَحَاطَه مِنْ جَمِيْعِ جَوَانِبِهِ (كنز العمال، 3/ 171) دولة برير أبست من اللهِ أنه اللهِ الله

[&]quot;الله كادين أس وقت تك قائم نهيس موسكتاجب تك تمام جهات سے أس كا إحاطه نهيں كر لياجا تا۔"

ترقی یافتہ قوموں کے ہمقدم لا کھڑا کرے گی اور دین اسلام کو آج کے دَور میں ایک مکمل ضابطہ حیات کے طور پر منوانے میں اپنا اہم کر دار اداکرے گی۔ حضور نبی اکرم مُنگاتیا ہُم کے فرمان کے عین مطابق دورِ حاضر کے مجد " شیخ الاسلام ڈاکٹر مجمد طاہر القادری دامت برکا تہم العالیہ نے پندر ہویں صدی ہجری کے آغاز میں 17 اکتوبر 80 و اور منہاج القرآن کے نام سے اپنی تجدیدی تحریک کا آغاز کیا، جو دُنیا کے نوے ممالک میں علمی و فکری اور تعلیمی و تربیتی گوشوں میں اِنقلاب بریا کرنے میں مصروف ہے۔

- حضور نبی اکرم مُگانیدی کی حدیث مبارکہ کے مطابق سلسلہ مجد دین کے آخری مجد دکا ظہور (مرتے ہوئے سورج کے بھول کر سیارہ زمین کے قریب) سوانیز ہے پر آجانے سے برپاہونے والی قیامت سے بچھ عرصہ قبل ہوگا۔ ہمارے پیارے نبی مُگانیدی کی فیارے نبی مُگانیدی کی قیامت کے قریب زوال کی نوعیت عالمگیر ہوجائے گی، تب آپ مُگانیدی کی اسل سے آخری مجد داِمام مہدی کا ظہور ہوگا، جو د بیال کو شکست دیں گے اور پورے کرہ ارض پر دین اِسلام کا نظام نافذ فرمائیں گے۔ (97)
- قیامت کی وہ علامات جن کا ظہور قیامت کے اِنتہائی قریبی زمانے میں ہو گا اور جن کے ظہور کے بعد یکافت قیامت کی علاماتِ مُبریٰ کا نام دیا جاتا ہے۔ حضور نبی العد یکافت قیامت کی علاماتِ مُبریٰ کا نام دیا جاتا ہے۔ حضور نبی اکرم مُنَّا اللّٰیْمُ نے فرمایا کہ قیامت کی علاماتِ کبریٰ کسی خاص ہزاری (millennium) کی پہلی

⁽⁹⁷⁾ تُمْلَأُ الْأَرْضُ ظُلْمًا وَجَوْرًا، ثُمَّ يَخْرُجُ رَجُلٌ مِنْ عِتْرَتِي يَمْلِكُ سَبْعًا -أَوْ تِسْعًا- فَيَمْلَأُ الْأَرْضَ قَسْطًا وَعَدْلًا

⁽مسند أحمد بن حنبل، 3/ 28، 70، رقم الحديث/ 11239، 1188)

[&]quot;(قرب قیامت میں) زمین ظلم وستم سے بھر دی جائے گی، پھر میری اولاد سے ایک شخص (حضرت امام مہدی علیہ السلام) نکلے گاجو زمین پرسات یانوسال خلافت کرے گا اور (اپنے زمانه ُ خلافت میں) زمین کوعدل وانصاف سے بھر دے گا۔"

دوصدیوں کے اِختنام پر ظاہر ہوں گی۔ (98) موجودہ سال 1444ھ میں دُوسری ہزاری کی پانچویں صدی جاری ہے اور اس کا 444واں سال 2023ء میں ختم ہوجائے گا۔ حدیثِ مبار کہ کے مطابق اِس حساب سے اِمام مہدی کی آمد میں کم از کم ساڑھے سات سوسال باقی ہیں، جبکہ دُوسری طرف سائنسی قیامت کے لحاظ سے زیادہ سے زیادہ ساڑھے چار ارب سال باقی ہیں۔

قیامت سے پہلے کم از کم ایک بار خلائی مخلوق ہماری زمین پر حملہ کرے گی۔ اَحادیثِ مبار کہ میں قربِ قیامت کی ایک بڑی نشانی کے طور پر 'یاجوج ماجوج' نامی مخلوق کے سیارہ زمین پر اِنتہائی تباہ
 کن حملہ کرنے کا ذکر موجو دہے۔ (99)

2. آداب زندگی

رُوحانی پاکیزگی کو حاصل کرنے کیلئے جہاں اِیمان شرطِ اوّل ہے، وہیں آدابِ زندگی کی بھی بہت اہمیت ہے۔ اچھامؤمن وہی ہو تاہے جس کے اِیمان کے نورسے اُس کے اَعمال منور ہوں۔ عمل سے عاری اِیمان رُوح کو وہ پاکیزگی نہیں دے سکتا کہ جس کے ذریعے وہ موت کے بعد بآسانی جنت کی طرف جاسکے، یہی وجہ ہے کہ اِیمان والوں کو قر آن وحدیث میں باربارنیک اَعمال اور اچھے اَخلاق اپنانے کا حکم دیا گیاہے۔

ہمیں چاہیئے کہ ہم جسمانی اور رُوحانی پاکیزگی کے حصول کیلئے اپنی زندگی کو اللہ ربّ العزت کے دیئے ہوئے

⁽⁹⁸⁾ عن أبى قتادة قال: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ٱلْآيَاتُ بَعْدَ الْمِأْتَيْن

¹⁻ ابن ماجه، السنن، كتاب الفتن، باب الآيات، 2: 1348، رقم: 4057

²⁻ حاكم، المستدرك، 4: 475، رقم: 8319

³⁻ ديلمي، الفردوس بمأثور الخطاب، 1: 125، رقم: 343

^{&#}x27;'حضرت ابو قنادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ مَنَّالَّةُ عَلَمَ فَایا: (آمد اِمام مہدی سمیت قیامت کی تمام بڑی) نشانیاں (کسی خاص ہز اری کی) دُوسری صدی ختم ہونے کے بعد ظاہر ہوں گی۔''

^{(99) &#}x27;'كرةَ ارض سے إنسانی ہجرت اور ياجوج ماجوج كى حقيقت ''تصنيف: پروفيسر ڈاكٹر حسين محي الدين قادري

ضابطہ ُ حیات سے اَخذ کر دہ آ داب کے مطابق گزاریں تا کہ جسم ورُوح دونوں پاکیزہ ہوں اور موت کے راستے جنت تک ہماراسفر آسان ہو سکے۔

دین اِسلام میں زندگی کے ہر گوشے سے متعلق آداب موجود ہیں۔ یہاں ہم چنداہم آداب کاذکر کریں گے:

نعمتوں کے آداب
 نعمتوں کے آداب

• جسم کے آداب

• کھانے کے آداب • بہن بھائیوں کے آداب

• لباس کے آواب

سونے کے آداب
 سونے کے آداب

I) نعمتول کے آداب

الله تعالی نے ہر اِنسان کو اُس کے حسبِ حال مختلف قسم کی بہت سی نعمتوں سے نوازاہے اور وہ قیامت کے روز اپنی تمام نعمتوں کے بارے میں پوچھے گا کہ ہم نے اُنہیں کیسے اِستعال کیا۔ (100) نعمتوں کی بہت سی اقسام ہیں، جیسا کہ دولت، صحت، طاقت، ذہانت، حُسن، جوانی، یہ سب الله ربّ العزت کی نعمتیں ہیں۔ ہر نعمت کے اِستعال کے حوالے سے اُس کے آداب ہیں۔

• نعمتوں کاسب سے پہلا ادب ہے ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عطا کر دہ تمام نعمتوں پر اُس کا شکر بجالا یا جائے اور جو نہی کسی نعمت کی طرف دھیان جائے، ہمارا دل فوراً اُس کے حوالے سے اِحساسِ تشکر سے لبریز

⁽¹⁰⁰⁾ ثُمَّ لَتُسْتَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ (القرآن، التكاثر، 102: 8)

^{&#}x27;'پھر اُس دن تم سے (اللہ کی) نعمتوں کے بارے میں ضرور پوچھا جائے گا (کہ تم نے اُنہیں کہاں کہاں اور کیسے کیسے اِستعال کیا تھا!)''

ہو جائے۔

- الله تعالیٰ کی نعمتوں کا ایک ادب بیہ ہے کہ اُنہیں ضائع نہ کیا جائے، بلکہ اگر کسی جگہ نعمت کو ضائع ہوتے دیکھیں تو فوری طور پر اُسے ضائع ہونے سے روکا جائے۔
- نعمتوں کے اِستعال میں کنجوسی اور بخل سے کام نہیں لینا چاہئے۔ پیارے نبی مَثَاثِیَّا آغِ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو بید بات پیند ہے کہ بندہ اُس کی نعمتوں کو اِستعال کرکے اُن سے فائدہ اُٹھائے۔ (101)
- إسلام ہميں ہميشہ إعتدال و توازُن كا حكم ديتا ہے۔ نعمتوں كے استعال كے حوالے سے بھى جہاں بخل اور كنجوسى سے منع فرمايا گيا ہے وہيں اُن نعمتوں كے استعال ميں نمود و نمائش سے بھى منع كيا گيا ہے تاكہ اِس دِ كھاوے سے معاشرے ميں بسنے والے غريب لوگوں كى غربت كا مذاق نہ بنے۔
- نعتوں کا ایک ادب بیہ بھی ہے کہ نعتیں بانٹی جائیں۔ جس قدر ممکن ہو دُوسروں کو بھی اپنے پاس میسر نعتوں سے فائدہ اُٹھانے کا موقع دیا جائے۔ عام اِستعال کی اشیاء کی کسی کو ضرورت ہو تو اُنہیں عارضی طور پر اِستعال کرنے کیلئے دی جائیں۔
- الله تعالیٰ کی عطا کر دہ نعتوں کا ایک ادب ہیے بھی ہے کہ ہم دُوسروں کے پاس نعت دیکھ کر حسد نہ
 کریں بلکہ اللہ ربّ العزت کی تقسیم پیراضی رہنے کی عادت ڈالیں۔

2)جسم کے آداب

• اپنے جسم کی دیکھ بھال کرنااور الیمی عادات واَطوار اپنانا بہت ضروری ہے، جس سے ہمارا جسم تندرست

(١٥١) إِنَّ اللهَ يُحِبُّ أَنْ يَرَى أَثَرَ نِعْمَتِهِ عَلَى عَبْدِهِ

(ترمذي، السنن، رقم الحديث: 2819)

[&]quot; بیشک اللہ تعالیٰ کو اپنے بندے پر اپنی نعمت کا اثر دیکھنا پیندہ (کہ بندہ اللہ کے دیئے ہوئے رزق سے اچھا کھائے، اچھالیاس پینے یادیگر نعمتوں کا اظہار کرے)۔"

وتوانارہے۔حضور نبی اکرم مُثَالِّا يُمُّمِ نے فرمايا كه تم پر تمہارے جسم كا بھی حق ہے۔(102)

- ہمارے جسم کا بیہ حق ہے کہ ہم اُسے صاف ستھر ارکھیں۔ اِسلام نے ہمیں پانچ وقت نماز کیلئے وضو
 کرنے کا حکم دیاہے، جس سے جسم کی پاکیزگی حاصل ہوتی ہے۔
 - ہمیں چاہیئے کہ ہم ورزش کو اپنامعمول بنائیں اور بیاری کی صورت میں فوراً اپناعلاج کر وائیں۔
 - جسم پر نقش و نگار گھدوانااور ٹیٹو بنوانا جائز نہیں۔ایسی حرکتوں سے اِجتناب کرناچاہئے۔
 - داڑھی سنتِ رسول ہے، چنانچہ ایسی بے ہنگم اسٹائل والی داڑھی نہیں رکھنی چاہئے جو مذاق لگے۔

3) کھانے پینے کے آداب

- ہمیشہ پاک اور طیب کھانا کھائیں۔ متوازن غذااچھی صحت کا سبب بنتی ہے۔ خود کو صرف گوشت خوری
 یا صرف سبزی خوری تک محدود نہ کریں، بلکہ اِعتدال کی راہ اپنائیں اور حسبِ توفیق دونوں قسم کی
 غذائیں تناوُل کریں۔
- اگر آپ صحتمند ہیں اور ڈاکٹر نے آپ کو پر ہیز کامشورہ نہیں دے رکھاتو دستر خوان پر موجود کوئی چیز بھی کھانے سے اِنکار نہ کریں۔گھر میں جو پکا ہوا ہو ؤہی کھالیں، اُس سے برکت ملے گی اور آپ کی صحت بہتر رہے گی۔
- اِس بات کویقینی بنائیں کہ ہم جو کھانا کھائیں وہ مناسب حد تک پکا ہوا ہو۔ اگر کھانا کچارہ جائے یا جلدی میں پکانے کی وجہ سے گل جائے یا زیادہ پکانے کی وجہ سے جل جائے تو وہ معدے میں جاکر گرانی کا باعث بنے گا اور بیاریوں کو دعوت دے گا۔

⁽¹⁰²⁾فَإِنَّ لِجَسَدِكَ عَلَيْكَ حَقَّا، وَإِنَّ لِعَيْنِكَ عَلَيْكَ حَقَّا (102)فَإِنَّ لِعَيْنِكَ عَلَيْكَ حَقَّا (صحيح البخاری، رقم: 1975) "تمہارے جسم کا بھی تم پر حق ہے تمہاری آئکھوں کا بھی تم پر حق ہے۔"

- فاسٹ فوڈز اور کولڈ ڈرنکس صحت کیلئے نقصان دِہ ہوتے ہیں، اُن کے کھانے پینے سے حتی الامکان پر ہیز کریں، صحتند ہوں تو بھی بھار کھائی لینے میں حرج نہیں۔ فاسٹ فوڈز اور کولڈ ڈرنکس کا کثرت کے ساتھ اِستعال ایسی لاعلاج بیاریوں کا باعث بنتا ہے جن سے ساری زندگی چھٹکارا ممکن نہیں ہوتا۔
- الله تعالى نے پچھ جانوروں کو کھانا ہمارے لئے حرام قرار دیاہے، یعنی ہم اُن کا گوشت نہیں کھاسکتے۔
 حرام جانوروں کی حرمت کابڑاسبب خونخواری اور نجاست ہے۔ ایسے حرام جانوروں کا گوشت کھانانہ
 صرف گناہ کا باعث ہے بلکہ ہماری صحت کیلئے بھی نقصان دِہ ہے۔
- عام اِنسانوں کے مقابلے میں اُن افراد میں ہارٹ اٹیک کا خطرہ زیادہ ہو تا ہے، جو صبح ناشتہ نہیں کرتے یا
 رات کھانا کھانے کے فوری بعد سوجاتے ہیں۔ چنانچہ ہمیں ایسانہیں کرناچاہیۓ۔

کھانے سے پہلے

- کھانا شروع کرنے سے کم از کم پندرہ ہیں منٹ پہلے مناسب مقدار میں پانی پینے کو اپنامعمول بنالیں تاکہ کھانے کے دوران یانی کی طلب نہ ہو یا کم سے کم ہو۔ کھانے کے بعدیانی بالکل نہیں پیناچا ہیئے۔
 - کھانے سے پہلے اپنے ہاتھوں کو دھونااور کلی کرنااپنامعمول بنالیں۔
- کھانا کھانے سے پہلے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھیں، اُس سے برکت ملے گی۔ شروع میں بھول جائیں تو
 جب یاد آئے تب پڑھ لیں۔

کھانے کے دوران

- زیادہ گرم کھانانہ کھائیں، پہلے اُس کے مناسب حد تک ٹھنڈ اہونے کا اِنتظار کرلیں۔ زیادہ گرم کھانا کئ طرح کے طبی مسائل کو جنم دیتا ہے۔
- کھانا ٹھونس ٹھونس کرنہ کھائیں۔ بسیار خوری بیاریوں کو جنم دیتی ہے۔ معدے کا پچھ حصہ ہمیشہ خالی حصور دیا کریں۔

- کھانا ٹیک لگائے بغیر بیٹھ کر آرام آرام سے خوب اچھی طرح چبا کر کھائیں۔ جلدی میں کم چبا کر نگلے
 گئے نوالے بعد میں پیٹ درد کا سبب بنتے ہیں اور ہاضمہ ٹھیک نہیں رہتا۔
- کھانے کے دوران اگر سالن وغیر ہ اُنگلیوں کولگ جائے تو اُسے مہذب انداز میں چاٹ کریاٹشو پیپر کے ساتھ صاف کرلیں اور کیڑوں کونہ لگنے دیں۔
- کھانے کے دوران ہلکی پھلکی گفتگو ضرور کریں، البتہ لطیفے نہ سنائیں کہ یکدم ہنسی نگلنے کی صورت میں
 کھانا کھانے والوں کو تکلیف دِہ صور تحال کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔

کھانے کے بعد

- کھانا کھانے کے بعد دستر خوان سے فوری نہ اُٹھ جائیں بلکہ دُوسروں کا اِنتظار کریں کہ وہ بھی کھا چکیں۔
 اُ تنی دیر ہلکی پھلکی گفتگو کرتے رہیں۔
 - کھانے کے بعداینے اپنے برتن کچن میں مقررہ جگہ پر چھوڑ کر آئئیں۔
 - کھانے کے بعد بھی اپنے ہاتھوں کو دھونااور کلی کرنااپنامعمول بنالیں۔
 - کھانے کے بعد چہل قد می لاز می کریں،خواہ صرف 40 قدم تک ہی ہو۔
 - بالخصوص رات کے کھانے کے فوری بعد بستر میں قطعی نہ جائیں۔

پینے کے آداب

- بسم الله الرحمٰن الرحيم پڑھ کر پئيں۔
- بیٹھ کر پئیں۔ (کبھی کبھار کھڑے ہو کر بھی پی سکتے ہیں، مگر اِسے معمول نہیں بنانا چاہئے۔)
 - تین سانسوں میں پئیں۔سانس لیتے وقت گلاس کو منہ سے دُور ہٹالیا جائے۔
 - گلاس کے اندریوں دیکھتے ہوئے پئیں کہ منہ میں جاتا ہوایانی نظر آئے۔

- گلاس کو دائیں ہاتھ میں پکڑ کریانی پئیں۔
- بڑے بڑے گونٹ نہ لیں، ہمیشہ جھوٹے گونٹ لے کر پئیں۔

4)لباس کے آداب

- ہمیشہ صاف ستھر الباس پہنیں اور اُسے گندا ہونے سے حتی المقدور بحا کر رکھیں۔
- دُنیا کے مختلف خطوں میں مختلف ڈیزائن کے لباس پہننے کارواج ہو تاہے۔ لباس کوئی سابھی ہو بس اِتنا دھیان رہے کہ وہ ساتر (بدن کو ڈھانپنے والا) ہو اور موسمی مطابقت سے پہنا جائے تا کہ زمینی ماحول میں رہنے سے ہونے والی بیاریوں سے بھی بچا جاسکے۔
- مَر د کاستر ناف کے بنچے سے گھٹٹوں کے بنچے تک ہے، لینی اِسٹے بدن کاڈھانپنا فرض ہے۔ عورت کاستر چہرے، ہاتھوں اور پاؤں کے سوالورا جسم ہے۔ مَر دول کیلئے عور توں جیسا اور عور تیں کیلئے مَر دول جیسا لباس پہننا منع ہے۔
- فیشن کے نام پر جسم کی نمائش کر کے گناہ میں نہ پڑیں۔ لڑکیاں کھلے گلے والے، ہاف بازووالے، جسم سے چیکنے والے یاشفاف لباس پہننے سے گریز کریں۔ اپنے سینے پر دوپیٹہ ڈالیں تا کہ جسم کے اُبھار نمایاں نہ ہونے پائیں۔
- خاص مواقع پر زینت کیلئے تحدیثِ نعمت کے طور پر عمدہ لباس پہننا مستحب ہے۔ اِسی طرح عید اور جمعہ
 کے دن عمدہ کیڑے پہننا جائز ہے۔ البتہ روزانہ فیتی کیڑے پہننا مناسب نہیں کیونکہ مسلسل اِس عمل
 سے نفیاتی روِّ عمل کے طور پر پہننے والے کے مغرور بن جانے کا خدشہ ہوتا ہے۔
- سفید لباس سب سے بہتر ہے۔ حضور نبی اکرم منگافیڈ اکثر سفید لباس زیبِ تن فرماتے تھے۔ ایک تحقیق کے مطابق سفید لباس ہر قسم کے سخت موسمی تغیر ات، کینسر، جلدی گلینڈ ز کے ورم، پیننے کے مسامات کی بندش اور پھیھوند کے امر اض جیسی خطرناک اور تکایف دِه بیاریوں سے بھیا تاہے۔

خوشبولگاناسنت نبوی ہے، بالخصوص اجتماعات کے دَوران دُوسروں کو اپنے لیپنے کی بد بوسے بچانے کی نیت سے لگائی گئی خوشبو کا دُہر الوّاب ہو تاہے۔

5) سونے کے آداب

- دن کا وقت کام کاج کیلئے اور رات کا وقت نیند پوری کرنے کیلئے ہونا چاہئے۔ رات کو جلدی سو جائیں
 تا کہ صبح جلدی اُٹھنا ممکن ہو سکے۔ رات کے وقت چھ گھنٹے کی نیند دن کے دس گھنٹے کی نیند سے بہتر
 ہے۔
- سات سے دس سال کی عمر کے دوران الگ بستر پہ سونے کی عادت ڈالیں اور دس سال کے بعد لاز ما الگ
 بستر پہ سوناشر وغ کر دیں۔
 - الیی حیت پر نہیں سوناچاہئے جس کے اِرد گردمنڈیر (دیوار) موجود نہ ہو۔
 - ممکن ہو تو دو پہر کے کھانے اور نمازِ ظہر کے بعد کچھ وقت کیلئے قیلولہ ضرور کرنا چاہیئے۔

سونے سے پہلے

- سونے سے دو گھنٹے پہلے کھانا پینا جھوڑ دیں تا کہ معدے پر بوجھ نہ پڑے۔
- سونے سے پہلے اپنے دانتوں کوخوب اچھی طرح برش کرنے کی عادت ڈالیں اور اِس بات کویقینی بنائیں کہ خوراک کا کوئی ذرّہ دانتوں میں پھنسانہ رہ جائے۔
 - سونے سے پہلے واش روم سے ہو آئیں تا کہ رات میں نیند خراب نہ ہو۔
 - سونے سے پہلے بستر کو اچھی طرح جھاڑ لیں کہ اُس پر کوئی نقصان دہ چیز نہ پڑی ہو۔
 - سونے سے پہلے غیر ضروری روشنیاں بند کر دیں۔ آگ جلا کریا ہیٹر چلا کر مت سوئیں۔
 - سونے سے قبل اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگ لیں۔ کیا پتہ یہ زندگی کی آخری رات ہو۔

سونے سے پہلے یہ دعایر هیں:

اَللَّهُمَّ بِاسْمِکَ أَمُوتُ وَأَحْیَا "الله! میں تیرے ہی نام سے جیتا ہوں۔"

سونے کے دوران

- ہمیشہ دائیں کروٹ سونے کی عادت ڈالیں۔اگر تھک جائیں تو کروٹ بدل لیں۔
- کمر کے بل سیدھااور پیٹ کے بل اُلٹا سونا ناپیندیدہ عمل ہے، جو بہت سی جسمانی و رُوحانی بیاریوں کا باعث بنتا ہے۔

بیداری کے بعد

نیندسے بیدار ہونے کے بعد یہ دُعایر طین:

اَلْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النَّشُورُ الْحَمْدُ لِلَّهِ النَّشُورُ "تمام تعریفیں اُس اللہ کیلئے ہیں جس نے ہمیں موت کے بعد زندگی بخشی اور ہمیں اُسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔"

- اچھاخواب دیکھیں تواللہ تعالی کاشکرادا کریں۔
- بُراخواب دیکھیں تواللہ تعالی سے اُس کی پناہ مانگیں اور وہ خواب دُوسروں کو نہ بتائیں۔

6) واش روم کے آداب

• واش روم کی صفائی جسمانی بیار یوں سے بچاؤ کیلئے نہایت ضروری ہے۔ جس گھر میں واش روم کی صفائی کا خیال نہیں رکھا جاتا وہاں بیاریاں جنم لینے لگتی ہیں۔ اپنے گھر کے واش روم کو خود صاف کرنے کی عادت ڈالیں اور اِسے کمتر کام خیال نہ کریں۔

واش روم میں کسی قسم کی کھانے پینے کی چیز لے کر جانا یا لقمہ منہ میں ہو اور اُسے کھاتے ہوئے واش
 روم میں چلے جانا بھی مکر وہ عمل ہے۔

واش روم سے پہلے

- واش روم میں داخل ہوتے وقت بایاں پیریہلے اندر رکھیں۔
 - واشروم میں داخل ہونے سے پہلے بید دعا پڑھیں:

اَللَّهُمَّ إِنِّى أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ
"اك الله ميں تمام مذكر ومؤنث (ہر جنس كے) خبيثوں سے تيرى پناه ما نگتا ہوں۔"

- ممکن ہو سکے تو واش روم میں داخل ہونے سے پہلے واش روم کا ایگز اسٹ چلالیا کریں تا کہ بد بو فوری
 باہر نکل جائے۔
- واش روم میں داخل ہوتے ہی سب سے پہلے نل کھول کر پانی کی موجو دگی کو یقینی بنائیں، بصورتِ دیگر آپ کویریثانی کاسامنا کرنایڑ سکتاہے۔

واش روم کے دوران

- واش روم میں جاکر باتیں کرنا ایک مکروہ عمل ہے۔ کسی ایمر جنسی کے بغیر واش روم میں بولنا نہیں چاہیے۔ حتی کہ واش روم میں چھینک آنے پر الحمد لللہ کہنا اور کسی کے سلام کاجواب دینا بھی منع ہے۔
 - قضاءِ حاجت کے دوران شر مگاہ و نجاست کی طرف نہ دیکھیں۔
 - پیشاب کے بعد اِ تنی دیر تک اِ نظار کرناچاہئے کہ پیشاب کے قطرے نگلنابالکل بند ہو جائیں۔
 - خیال رکھیں کہ کیڑوں پر یابدن پر نجاست کے چھینٹے نہ پڑیں۔
 - نگے نہاتے ہوئے گنگنانے اور اپناچیرہ قبلہ رخ کرنے سے اِجتناب کریں۔

- نہانے سے پہلے ہمیشہ پیشاب کر لیا کریں تا کہ نہانے کے دوران نہ کرنا پڑے۔
- اگر باتھ روم میں ہی فلش سیٹ یا کموڈ لگا ہو تو اُسے اِستعال کرکے پانی بہا کر صاف ضرور کیا کریں تا کہ
 بعد میں نہانے والے پہ نجس چھینٹیں نہ پڑ سکیں۔ شاؤر کی چھینٹیں نجاست سے ٹکر اکر ہمارے بدن یا
 کپڑوں کو نجس کر سکتی ہیں۔
- نہانے کیلئے اُتارے گئے کپڑے باتھ روم میں لٹکتے مت رہنے دیا کریں۔ نہانے کے فوری بعد دھونے والے کپڑوں کوواشنگ مشین میں رکھ دیا کریں۔
- خبیث جنات کی نسل نجاستوں کو پبند کرتی ہے، چنانچہ واش روم کی صفائی کا خاص خیال رکھیں ورنہ جراثیموں کے علاوہ وہ اُن خبیثوں کا بھی ٹھکانا بن جائے گا اور بعد میں ہمارے لئے اذبیّت کا باعث بنے گا۔

واش روم کے بعد

- قضاء حاجت کے بعد شر مگاہ کے دونوں راستوں میں سے جو بھی نجاست خارج ہو اُسے صاف کرنے کسلئے استنجاء کرنا چاہئے۔ یعنی نجاست کے نکلنے کی جگہ کو بائیں ہاتھ سے ملتے ہوئے پانی سے اچھی طرح دھویا جائے کہ اُس میں نجاست کا اثر مکمل طور پر ختم ہوجائے۔
- پانی کے استعال سے پہلے ٹوائلٹ پیپر کے ساتھ نجاست کو دُور کر لیاجائے توزیادہ بہتر ہے، اِس طرح
 بعد میں پانی کے ساتھ دھوتے وقت ہاتھ کو نجاست لگنے کا اِمکان کم سے کم ہو جائے گا۔
 - واش روم سے فراغت کے بعد پانی بہاکر اُسے اچھی طرح صاف کر دیں۔
- واش روم سے نکلنے سے پہلے لوٹا پانی سے بھر کر چھوڑنے کا معمول اپنالیا جائے تو بعد میں آنے والے کو کسی دُشواری سامنا نہیں کرنا پڑے گا۔
 - واش روم سے نکلتے وقت دایاں پیر پہلے باہر رکھیں۔

واش روم سے نکلنے کے بعد یہ دُعا پڑھیں:

غُفْرَ انكَ ٱلْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِى أَذْهَبَ عَنِّى الْأَذَى وَعَافَانِى "اك الله ميں تيرى مغفرت چاہتا ہوں،سب تعریفیں اللہ ہی کیلئے ہیں جس نے مجھے سے آلائش کو دُور کیا اور مجھے عافیت بخش۔"

• قضائے حاجت کے بعد ہاتھوں کو صابن کے ساتھ اچھی طرح دھوناچاہیے تا کہ جراثیم ختم ہو جائیں۔

7) والدين كي آداب

- الله تعالیٰ کے بعد إنسان پر سب سے زیادہ حق اُس کے والدین کا ہے۔ اِس لئے اللہ تعالیٰ کے بعد ہمیشہ
 اپنے والدین کے شکر گزار رہیں اور اُن کا حکم بجالائیں۔
- اینے والدین کی بات ہمیشہ غورسے سنیں۔ ہاتھ میں موبائل یا کتاب ہو تو نظریں اُس کی طرف رکھنے کی بجائے والدین کی طرف متوجہ ہو کر اُن کی بات سنیں۔
 - مال باپ کے ساتھ ہمیشہ اچھاسلوک کریں اور اُن کے ساتھ نرمی سے پیش آئیں۔
- ماں باپ کو ہمیشہ خوش رکھنے کی کوشش کریں اور اُن کی مرضی اور مزاج کے خلاف بھی کوئی الیم بات نہ کہیں جو اُنہیں نا گوار ہو۔
- اگر کسی وجہ سے والدین سے اِختلافِ رائے بھی کرنا پڑے توابیا طریقہ اِختیار نہ کریں جس سے اُنہیں ۔ تکلیف پہنچنے کا اندیشہ ہو۔
- جبوالدین کھڑے ہوں تواد با کھڑے ہو جائیں۔ جبراستے میں چلیں تووالدین سے آگے نہ چلیں،
 تاہم اگر راستے میں اند ھیر اہو یا پانی کھڑا ہو تو اُنہیں راستہ د کھانے کیلئے اُن سے آگے چلناضر وری ہے،
 تاکہ اُنہیں کو کی نقصان نہ پہنچے۔

- بات کرتے ہوئے اپنی آواز کو والدین کی آواز سے اُونچانہ کریں۔ جب وہ بلائیں تو جلدی سے حاضر ہو جائیں۔ ہر معاملے میں اُن کی رضامندی پہراضی رہیں۔ اُن کے ساتھ ہمیشہ نرمی سے پیش آئیں۔ اُن کے ساتھ نیکی کرنے پر کبھی اِحسان نہ جنائیں۔ اُنہیں تِر چھی نظر وں سے یا گھور کرنہ دیکھیں، بلکہ اُن کے سامنے ہمیشہ عاجز انہ اند از اِختیار کریں۔ سفریہ جانے سے پہلے اُن سے اِجازت لازمی لیں۔
- والدین کے ساتھ عاجزی سے بچھے رہنے کا مطلب ہیہ ہے کہ ہر وقت اُن کے مرتبہ کا لحاظ رکھیں اور کبھی اُن کے سامنے اپنی بڑائی نہ جہائیں اور نہ اُن کی شان میں کسی قشم کی گتاخی کریں۔(103)
- اللہ تعالیٰ کے ہاں نماز کے بعد سب سے بیندیدہ عمل ماں باپ کے ساتھ حُسنِ سلوک ہے۔ قر آنِ مجید میں اللہ تعالی نے فرمایا: "اللہ کے سِواکسی کی عبادت مت کرواور والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کیا کرو۔" والدین کو بڑھا ہے میں خصوصی توجہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ تب بھی کھار وہ ایسے تقاضے کرنے لگتے ہیں جو توقع کے خلاف ہوتے ہیں۔ اُس وقت بھی اُن کی ہر بات کو ہنی خوشی ہر داشت کریں اور اُن کی کسی بات سے اکتا کر جواب میں کوئی ایسی بات ہر گزنہ کہیں جو اُنہیں نا گوار ہو، اور اُن کے جذبات کو مٹیس پنچے۔(۱۵۵)

(103) وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ (القرآن، الاسراء، 17: 24)

(104) وَقَضٰى رَبُّكَ أَلاَّ تَعْبُدُواْ إِلاَّ إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا إِمَّا يَبْلُغَنَّ عِندَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلاَهُمَا فَلاَ تَقُل لَّهُمَآ أُفِّ وَّلاَ تَنْهَرْهُمَا وَقُل لَّهُمَا قَوْلاً كَرِيمًا

[&]quot;اوران دونوں کے لئے نرم دلی سے عجز وانکساری کے بازوجھ کائے رکھو"

⁽القرآن، الإسراء، 17: 23)

[&]quot;اور آپ کے رب نے تعلم فرمادیا ہے کہ تم اللہ کے سواکسی کی عبادت مت کر واور والدین کے ساتھ حسن سلوک کیا کر و،اگر تمہارے سامنے دونوں میں سے کوئی ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو انہیں "اُف" بھی نہ کہنا اور انہیں حجمڑ کنا بھی نہیں اور ان دونوں کے ساتھ بڑے ادب سے بات کیا کر و"

- بڑھاپے میں جسمانی کمزوری کے علاوہ بات کی بر داشت بھی کم ہو جاتی ہے اور کمزوری کے باعث اپنی
 اہمیت کا اِحساس بڑھ جاتا ہے، اِس لئے ذرا ذرا سی بات بھی محسوس ہونے لگتی ہے۔ اِس نزاکت کا لحاظ
 کرتے ہوئے اپنے کسی قول وعمل سے ماں باپ کو ناراض ہونے کا موقع نہ دیں۔
- ایک شخص نے نبی اکرم مُنگافیائی سے پوچھا" یار سول اللہ! ماں باپ کا اولاد پر کیا حق ہے؟" اِر شاد فرمایا:
 "مال باپ ہی تمہاری جنت ہیں اور مال باپ ہی دوزخ ہیں۔" یعنی یہ تمہارا اِختیار ہے کہ تم اُن کی خدمت کرکے جنت حاصل کر لویا اُنہیں ناراض کرکے جہنم میں چلے جاؤ۔
- حضور نبی اکرم مَثَلَّاتَیْمِ نے اِرشاد فرمایا: "الله تعالیٰ کی خوشنو دی والد کی خوشنو دی میں ہے اور الله کی ناراضگی میں ہے۔" یعنی اگر کوئی اپنے والد کو خوش رکھے گا تو الله تعالیٰ بھی اُس سے خوش ہو جائے گا اور اگر کوئی اپنے والد کو ناراض کرے گا تو الله تعالیٰ بھی اُس سے ناراض ہو جائے گا۔
- ہمیں چاہیئے کہ ہم دل و جان سے اپنے ماں باپ کی خدمت کریں۔ ماں باپ کی خدمت سے ہی دونوں جہانوں کی جملائی، سعادت اور عظمت حاصل ہوتی ہے اور آدمی دونوں جہانوں کی آفتوں سے محفوظ رہتا ہے۔ ہمارے پیارے نبی مَثَّا اَلَّٰہِ ﷺ نے اِرشاد فرمایا: "جو آدمی یہ چاہتا ہو کہ اُس کی عمر دراز کی جائے اور اُس کی روزی میں کشادگی ہو، اُسے چاہیئے کہ وہ اپنے ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرے۔ "(105)
- نبی اکرم مَلَّالِیْنِیَّمُ کاار شادہے: ''وہ آدمی ذلیل ہو، پھر ذلیل ہو، پھر ذلیل ہو۔''لو گوںنے پوچھا: ''اے خداکے رسول !کون آدمی ؟'' آپ مَلَّالِیَّامِّ نے فرمایا: ''وہ آدمی جس نے اپنے مال باپ کو بڑھا ہے کی

⁽١٥٥) مَنْ بَرَّ وَالِدَيْهِ طُوبَى لَهُ زَادَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ فِيْ عُمْرِهِ

⁽الأدب المفرد، 1/ 22، رقم الحديث/ 22)

[&]quot;جس شخص نے والدین کے ساتھ بھلائی کی اُس کیلئے بشارت ہے کہ اللہ ربّ العزت اُس کی عمر میں اِضافہ فرما دیتا ہے۔"

حالت میں پایااور پھر (اُن کی خدمت کر کے)جنت میں داخل نہ ہوا۔ "(106)

والدین کے کمرے میں جانے سے پہلے اُن سے اندر آنے کی اِجازت لینی چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ نے قر آن
 مجید میں والدین کے کمرے میں جانے سے پہلے اُن سے اِجازت لینے کا حکم فرمایا ہے۔(107)

(106) رَغِمَ أَنْفٌ، ثُمَّ رَغِمَ أَنْفٌ، ثُمَّ رَغِمَ أَنْفٌ»، قِيلَ: مَنْ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: «مَنْ أَدْرَكَ أَبَوَيْهِ عِنْدَ الْكِبَرِ، أَحَدَهُمَا أَوْ كِلَيْهِمَا، فَلَمْ يَدْخُل الْجَنَّةَ

(صحیح مسلم، 4/ 1978، رقم الحدیث / 2551، الترمذي، 5/50، رقم الحدیث / 3545) "ناک خاک آلود ہو، ناک خاک آلود ہو، ناک خاک آلود ہو، عرض کی گئی یار سول اللہ! کس کی؟ فرمایا: اس شخص کی جس نے اپنے والدین میں سے کسی ایک کو یا دونوں کو بڑھا بے کی حالت میں پایا اور (ان کی خدمت کر کے) جنت میں داخل نہ ہوا۔"

(107) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِيَسْتَأْذِنكُمُ الَّذِينَ مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ وَالَّذِينَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنكُمْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ مِن قَبْلِ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَحِينَ تَضَعُونَ ثِيَابَكُم مِّنَ الظَّهِيرَةِ وَمِن بَعْدِ صَلَاةِ الْعِشَاءِ ثَلَاثُ عَوْرَاتٍ لَكُمْ لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَلَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌ بَعْدَهُنَّ طَوَّافُونَ عَلَيْكُم بَعْضُكُمْ الْعِشَاءِ ثَلَاثُ عَوْرَاتٍ لَكُمْ لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَلَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌ بَعْدَهُنَّ طَوَّافُونَ عَلَيْكُم بَعْضُكُمْ عَلَى بَعْضٍ كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللهُ لَكُمُ الْآيَاتِ وَاللهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ 0 وَإِذَا بَلَغَ الْأَطْفَالُ مِنكُمُ الْحُلُمَ فَلْيَسْتَأْذِنُوا كَمَا اسْتَأْذَنَ اللَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللهُ لَكُمْ آيَاتِهِ وَاللهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ (القرآن، النور، 24: 58، 59)

"اے ایمان والو! چاہئے کہ تمہارے زیر دست (غلام اور باندیاں) اور تمہارے ہی وہ ہے جو (ابھی) جوان نہیں ہوئے (تمہارے پاس آنے کیلئے) تین مواقع پر تم سے اِجازت لیاکریں: (ایک) نمازِ فجر سے پہلے اور (دُوسرے) ہوئے (تمہارے پاس آنے کیلئے) گیڑے اُتارتے ہو اور (تیسرے) نمازِ عثاء کے بعد (جب تم خوابگاہوں میں چلے جاتے ہو)، (یہ) تین (وقت) تمہارے پر دے کے ہیں، اِن (اوقات) کے علاوہ نہ تم پر کوئی گناہ ہے اور نہ اُن پر، (کیونکہ بقیہ او قات میں وہ) تمہارے ہاں کثرت کے ساتھ ایک دُوسرے کے پاس آتے جاتے رہے ہیں، اِس طرح اللہ تمہارے لئے آتیں واضح فرما تا ہے، اور اللہ خوب جانے والا حکمت والا ہے۔ اور جب تم میں سے بچ صدِ بلوغ کو پہنچ جائیں تو وہ (تمہارے پاس آنے کیلئے) اِجازت لیاکریں جیسا کہ اُن سے پہلے (دیگر بالغ افر اد) اِجازت لیتے بلوغ کو پہنچ جائیں تو وہ (تمہارے پاس آنے کیلئے) اِجازت لیاکریں جیسا کہ اُن سے پہلے (دیگر بالغ افر اد) اِجازت لیتے بلوغ کو پہنچ جائیں تو وہ (تمہارے پاس آنے کیلئے) اِجازت لیاکریں جیسا کہ اُن سے پہلے (دیگر بالغ افر اد) اِجازت لیت

- ماں باپ کی خدمت اللہ کی راہ میں جہاد سے زیادہ افضل کام ہے۔ ایک شخص نبی اکرم مُلَّا لِیُّنِمِ کے پاس جہاد میں شریک ہونے کی غرض سے حاضر ہوا۔ آپ مُلَّا لِیُّنِمِ نے اُس سے پوچھا: "کیا تمہارے ماں باپ زندہ ہیں۔" آپ نے ارشاد فرمایا: "جاؤ اور اُن کی خدمت کرتے رہو۔ یہی تمہارا جہاد ہے۔"(108)
- والدین سے محبت کریں اور اُن کی محبت کو اپنے لئے باعثِ سعادت و اجرِ آخرت سمجھیں۔ حضرت عبد اللہ ابن عباس کہتے ہیں کہ حضور نبی اکرم مُنگالیًّا ہِمِّ نے فرمایا: "جو نیک اُولاد مال باپ پر محبت بھری ایک نظر ڈالتی ہے، اُس کے بدلے خدااُسے ایک جج کا ثواب بخشاہے۔ لوگوں نے پوچھا: اُے خداکے رسول ! اگر کوئی ایک دن میں سو بار اِسی طرح رحمت و محبت کی نظر ڈالے۔ آپ مُنگالیًّا ہِمِّ اِن فرمایا: "ہاں، اگر کوئی سوبار ایساکرے تب بھی۔ "(109)

رہتے ہیں، اِس طرح الله تمہارے لئے اپنے أحكام خُوب واضح فرما تاہے، اور الله خوب علم والا اور حكمت والاہے۔"

(108) جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَاسْتَأْذْنَهُ فِي الْجِهَادِ، فَقَالَ: «أَحَيُّ وَالِدَاكَ؟»، قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: «فَفِيهِمَا فَجَاهِدْ»

(صحيح البخاري، 3/ 1094، رقم الحديث/ 2842)

"ایک شخص حضور نبی اکرم مَثَّاثِیْنِ کی بارگاہ میں حاضر ہوا، اور اُس نے جہاد میں شرکت کی اِجازت طلب کی۔ حضور نبی اکرم مَثَّاثِیْنِ کی اِحد مِن اللہ عِن زندہ ہیں؟ اُس شخص نے جواب دیا: بی ہاں۔ آپ مَثَّاثِیْنِ نے اِرشاد فرمایا: پس اُن دونوں (کی خدمت) میں ہی تیر اجہاد ہے۔" فرمایا: پس اُن دونوں (کی خدمت) میں ہی تیر اجہاد ہے۔"

(109)ما من ولد بار ينظر إلى والديه نظرة رحمة إلا كتب الله بكل نظرة حجة مبرورة، قالوا: وإن نظر كل يوم مائة مرة؟ قال: نعم، الله أكبر وأطيب

(الجامع لشعب الإيمان للبيهقي: 10 / 245)

''جو صالح اولاد محبت کی نظر سے اپنے والدین کو دیکھے تو اُسے ہر نگاہ پر اللہ تعالیٰ ایک مقبول حج کا ثواب بخشاہے، لو گوں نے یوچھا:اگر دن میں سومر تبہ دیکھے تو؟ فرمایا: تب بھی،اللہ بہت بڑاہے اور بڑایا کیزہ ہے۔''

کامیاب زندگی . . . دورِ نوبلوعنت کے سوالات

• ماں باپ کی دل وجان سے اِطاعت کریں۔ اگر وہ کچھ زیادتی بھی کر رہے ہوں تب بھی خوش دِلی سے
اُن کی اِطاعت کریں اور اُن کے عظیم اِحسانات کو پیشِ نظر رکھ کر اُن کے وہ مطالبے بھی خوشی خوشی

یورے کریں جو آپ کے ذوق اور مزاج پر گراں ہوں بشر طیکہ وہ دین کے خلاف نہ ہوں۔

8) بہن بھائیوں کے آداب

- اینے بہن بھائیوں کیلئے بھی وہی پیند کریں جو آپ اپنے لئے پیند کرتے ہیں۔ جس شے کو اپنے لئے اچھی نہیں سمجھتے وہ اُن کیلئے بھی اچھی مت سمجھیں۔(110)
 - اپنے قول و فعل کے ساتھ اُنہیں کسی بھی قشم کی اذیت نہ پہنچائیں۔
 - دیگر لوگوں کی طرح اپنے بہن بھائیوں کے ساتھ بھی غیبت، چغلی، بد گمانی اور حسد سے باز رہیں۔
 - جب بھی اپنے بہن بھائیوں سے ملیں تو اُنہیں سلام کہیں۔
 - - جبوه بیار ہوں تواُن کی تیار داری ضرور کریں۔
 - جبوہ فوت ہو جائیں توان کے جنازے میں لاز می شرکت کریں۔
 - جبوه آپ سے مشورہ طلب کریں تواُنہیں صحیح مشورہ دیں۔
 - اُن کی عدم موجو دگی میں اُن کے حقوق کی حفاظت کریں۔

(١١٥) لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى يُحِبَّ لِأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ

⁽صحيح البخاري، 1/ 14، الرقم/ 13. سنن الترمذي، 4/ 667، الرقم/ 2515)

[&]quot;تم میں سے کوئی بھی شخص اس وقت تک (کامل) ایمان والا نہیں ہو تاجب تک اپنے بھائی کیلئے وہی کچھ پیندنہ کرے جوایئے لئے پیند کر تاہیں۔" جوایئے لئے پیند کر تاہیں۔"

چھوٹے بہن بھائیوں کے آداب

- چھوٹے بہن بھائیوں کے ساتھ سخی کرنے کی بجائے ہمیشہ شفقت اور محبت کے ساتھ پیش آئیں۔
- کسی قشم کی مشکل کی صورت میں اُنہیں کبھی تنہانہ چھوڑیں اور اُن کی ایسے حفاظت کریں جیسے اپنی حفاظت کریں جیسے اپنی حفاظت کرتے ہیں۔
- اُن کی غلطیوں پر اُن سے اُلجھنے اور مار پیٹ کرنے کی بجائے اُنہیں معاف کر دیں اور ہمیشہ نر می کابر تاؤ کریں۔
- والدین کی وفات کے بعد چھوٹے بہن بھائیوں کی پرورش کریں اور اُن کی اچھی تربیت کریں۔ اور یوری کوشش کریں کہ اُنہیں والدین کی کمی کا اِحساس نہ ہونے پائے۔

بڑے بہن بھائیوں کے آداب

- بڑے بہن بھائیوں کی عزت کریں اور اُن کے ساتھ اِحترام سے پیش آئیں۔ ہمارے پیارے نبی مَثَلَّا اَلْیَا اِللَّهِ اِللَّهِ اِللَّهِ اِللَّهِ اِللَّهِ اِللَّهِ اِللَّهِ اِللَّهِ اِللَّهِ اللَّهِ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهِ اللَّهُ الْ اللَّهُ الللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ الللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ
 - والدین کی عدم موجو دگی میں اُنہیں والدین کی طرح عزیز جانیں اور اپناسرپرست ور ہنما سمجھیں۔
 - جس قدر ممکن ہواُن کے جائز اَحکامات پر عمل کرنے کی کوشش کریں۔
 - اگر کوئی غلطی سرز دہو جائے توخو د آگے بڑھ کراُن سے معافی مانگ لیں۔
 - ہر لحاظ سے اُن کی دل آزاری سے بیخے کی کوشش کریں۔

⁽¹¹¹⁾ حَقُّ كَبِيْرِ الْإِخْوَةِ عَلَى صَغِيْرِهِمْ حَقُّ الْوَالِدِ عَلَى وَلَدِهِ (شعب الایمان، 6/ 210، رقم الحدیث 7929) "بڑے بھائی کا حق اینے چھوٹے بہن بھائیوں پر ایسا ہے جیساباپ کا حق اپنے بیٹے پر ہو تا ہے۔"

کامیاب زندگی . . . دورِ نوبلوعنت کے سوالات

کزنوں کے آداب

• کزنز بھی ایک لحاظ سے بہن بھائیوں کی طرح ہیں، مگر چونکہ وہ محرم نہیں ہوتے اِس لئے دین اِسلام کی تعلیمات کے مطابق جنس مخالف سے تعلق رکھنے والے کزنز کے ساتھ آزادانہ فری ہو جانا، تنہائی میں ملاقات وغیرہ سختی سے ممنوع ہے۔

9)رائے کے آداب

راستے مفاد عامہ کی جگہیں ہوتی ہیں، یعنی علاقے کے تمام لو گوں کا مفاد اُن کے ساتھ وابستہ ہو تاہے۔ چنانچہ راستے میں ایسی کوئی ر کاوٹ پید اکر ناجس سے دُوسرے لو گوں کو گزرنے میں مشکلات کاسامنا کرنا پڑے سختی سے منع ہے۔

کچھ صحابہ کرامؓ ایک بار راستے میں آپس میں باتیں کر رہے تھے کہ حضور نبی اکرم مَنَّ اللّٰیُّ اِتْر یف لائے اور فرمایا: "تم لوگ راستے پر کیوں بیٹھ جاتے ہو؟ اِس کام سے بچو۔ "اُنہوں نے عرض کیا: "ہم ضروری معاملات میں آپس میں باتیں کرنے کیلئے بیٹھ ہیں۔ "اُس پر آپ مَنَّ اللّٰیٰ یُّم نے فرمایا: "اگر راستے میں بیٹھنا ضروری ہے تو میں آپس میں باتیں کرنے کیلئے بیٹھ ہیں۔ "اُس پر آپ مَنَّ اللّٰہُ یُکُم نے فرمایا: "اگر راستے میں بیٹھنا ضروری ہے تو راستے کا حق اداکرو، وہ بیہ ہے کہ (1) نظر نیچی رکھو، (2) تکلیف دُور کرو، (3) سلام کا جواب دو، (4) اچھی بات کا حکم دواور (5) بری بات سے روکو۔ "(112)

اکٹر کرچلنے کی ممانعت

• رائے کے آداب میں سے ایک بیہ بھی ہے کہ ہم غرور کے ساتھ اکٹر کر چلنے کی بجائے متانت اور

⁽¹¹²⁾ وَمَا حَقُّ الطَّرِيْقِ، يَا رَسُوْلَ اللهِ؟ قَالَ: غَضُّ الْبَصَرِ، وَكَفُّ الْأَذَى، وَرَدُّ السَّلَامِ، وَالنَّهُيُ عَنِ الْمُنْكَرِ

⁽صحيح البخاري، 5/ 2300، الرقم/ 875 ق. صحيح مسلم، 3/ 1675، الرقم/ 2121)

[&]quot; یار سول الله! اراستے کاحق کیاہے؟ فرمایا: نظر نیچی رکھنا، نکلیف دہ چیز کو ہٹا دینا، سلام کاجواب دینا، اچھی باتوں کا تھکم کرنااور بری باتوں سے منع کرنا۔"

عاجزی والا انداز اپنائیں، کیونکہ اللہ تعالی اِترانے والوں اور اکٹر کرچلنے والوں کونالپند کرتاہے۔(113) قرآنِ مجید میں ایک مقام پر اللہ تعالی نے فرمایا کہ جولوگ اکٹر کرچلتے ہیں کیااُن میں اِتی طاقت ہے کہ وہ اپنی رعُونت کے زور سے زمین کو چیر پھاڑ دیں یا اِتراتے ہوئے پہاڑوں کی بلندی تک جا پنچیں!!(114)

الله تعالیٰ نے اپنے نیک بندوں کے چلنے کی عادت یوں بیان فرمائی ہے کہ وہ زمین پر آ ہتگی سے چلتے ہیں
 اور جب اُن سے کوئی ناپیندیدہ بات کرے تو اُس سے اُلجھنے کی بجائے سلامتی کی بات کرتے ہوئے الگ
 ہو جاتے ہیں۔(115)

(113) وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا إِنَّ اللهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُور

(القرآنُ، لقمان، 13:81)

"اورلوگوں سے (غرور کے ساتھ) اپنار خ نہ پھیر ،اور زمین پر اکڑ کر مت چل ، بیشک اللہ ہر متکبّر ، اِتر اکر چلنے والے کونالپند فرما تاہے۔"

(114) وَلاَ تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا إِنَّكَ لَن تَخْرِقَ الْأَرْضَ وَلَن تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُولاً كُلُّ ذَلِكَ كَانَ سَيِّئُهُ عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرُوهًا

(القرآن، الإسراء، 17: 37، 38)

"اور زمین میں اکڑ کر مت چل، بیشک تو زمین کو (اپنی رعونت کے زور سے) ہر گزچیر نہیں سکتا اور نہ ہی ہر گز تو بلندی میں پہاڑوں کو پہنچ سکتا ہے (تو جو کچھ ہے وہی رہے گا) ان سب (مذکورہ) باتوں کی برائی تیرے رب کو بڑی ناپسند ہے۔"

(١١٦) وَعِبَادُ الرَّحْمَنِ الَّذِينَ يَمْشُونَ عَلَى الْأَرْضِ هَوْنًا وَإِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُونَ قَالُوا سَلَامًا

(القرآن، الفرقان، 25: 63)

"اور (خدائے)رحمان کے (مقبول) بندے وہ ہیں جو زمین پر آہستگی سے چلتے ہیں اور جب اُن سے جاہل (اکھڑ)

راستے میں بدأخلاقی نه کرنا

- ہمیں چاہیئے کہ ہم بلاوجہ راستوں میں کھڑے نہ ہوں۔ اگر کسی وجہ سے راستے میں کھڑا ہونا پڑے تو
 ایک کنارے ہو کر کھڑے ہوں تا کہ گزرنے والوں کو تکلیف نہ ہو۔
- ایسے راستوں میں بیٹھنے یا کھڑے ہونے میں اِحتیاط کی جائے جہاں سے بالخصوص خواتین گزرتی ہوں۔
- مَر دول کیلئے بلاوجہ خواتین کے بازار میں جانا یا ایسے بازار کے راستے میں کھڑے ہوناسخت معیوب
 ہے۔
 - راستے میں اپنی نظر کی حفاظت کرنی چاہئے اور آنے جانے والوں پر تبصر وں سے گریز کرناچاہئے۔
- راستے میں گفتگو کے دوران میں اَخلاق کا دامن نہ چیوڑا جائے، گالم گلوچ نہ کی جائے۔ خاص طور پر
 خوا تین اور بچوں کی موجو دگی میں غیر اَخلاقی گفتگو کرنااُن کیلئے سخت اذبیّت کا باعث بنتا ہے۔

راستے میں بیہو دگی سے بچنا

• راستے کے آداب میں سے ایک بیہ بھی ہے کہ اگر راستے میں کوئی بیہودگی ہورہی ہو تو ہم اُس بیہودگی اور اُن خرافات اور لغویات میں ملوث ہونے کی بجائے اُس سے پی کر و قار اور متانت کے ساتھ چلیں اور اُن خرافات کا حصہ بن کر گناہ نہ کمائیں۔(116)

لوگ (ناپندیده) بات کرتے ہیں تووہ سلام کہتے (ہوئے الگ ہو جاتے)ہیں۔"

(116) وَالَّذِينَ لَا يَشْهَدُونَ الزُّورَ وَإِذَا مَرُّوا بِاللَّغْوِ مَرُّوا كِرَامًا (اللَّوَرَ وَالِّذَا مَرُّوا بِاللَّغْوِ مَرُّوا كِرَامًا (القرآن، الْفُرْ قَان، 25: 72)

"اور (بیہ) وہ لوگ ہیں جو کذب اور باطل کاموں میں (قولاً اور عملاً دونوں صور توں میں) حاضر نہیں ہوتے اور جب بے ہو دہ کاموں کے پاس سے گزرتے ہیں تو (دامن بچاتے ہوئے) نہایت و قار اور متانت کے ساتھ گزر جاتے ہیں۔"

راستے سے رکاوٹیں ہٹانا

- ہمارے پیارے نبی مَثَاثِیْاً نے فرمایا: ''ایمان کی بہت سی شاخیں ہیں، اُن میں پہلی کلمہ طبیہ یعنی لَا اِلٰہ اِلّا اللهُ مُحمُّنُ رسولُ الله اور آخری راستے سے تکلیف دہ چیز کو ہٹانا ہے۔''(TI7) مزید فرمایا:''اِنسان کے ہر جوڑ پر صدقہ ہے اور راستے سے تکلیف دِه چیزوں کا ہٹانا بھی صدقہ ہے۔ "(118)
- راتے سے تکلیف دِہ چیزوں کا ہٹانا کو ئی عام صدقہ نہیں، بلکہ بیر اتنابڑا عملِ خیر ہے جو اِنسان کی مغفرت کیلئے بھی کافی ہے۔ متفق علیہ حدیث مبار کہ کے مطابق راستہ چلتے ہوئے ایک شخص کو کا نٹول بھری طہیٰ نظر آئی تو اُس نے اُسے راستہ سے ہٹا دیا، جس کے نتیج میں اللہ نے اُس کی مغفرت فرما ری ⁽¹¹⁹⁾

(117) اَلْإِيْمَانُ بِضْعٌ وَسَبْعُوْنَ شُعْبَةً، فَأَفْضَلُهَا: قَوْلُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، وَأَدْنَاهَا: إِمَاطَةُ الْأَذَى عَن الطَّريْقِ

(25) الرقم (35)، الرقم (9. صحيح مسلم، 1/ 63، الرقم (35)

"إيمان كى ستر سے كچھ زيادہ شاخيں ہيں جن ميں سب سے افضل لَا إِلْهَ إِلَّا اللهُ (يعنى وحدانيت ِ البَّى) كا إقرار كرنا

ہے اور اُن میں سب سے نچلا درجہ کسی تکلیف دہ چیز کاراستے سے دُور کر دیناہے۔"

(118) وَيُمِيْطُ الْأَذَى عَنِ الطَّرِيْقِ صَدَقَةٌ (صحيح البخاري، 3/1090، الرقم/ 2827. مسند أحمد بن حنبل، 16/2، الرقم/ 8168)

"اور جوتكليف ده چيز كورات سے ہٹاتا ہے (توأس كايہ عمل بھى)صدقہ ہے۔"

(119) بَيْنَمَا رَجُلٌ يَمْشِي بِطَرِيْقٍ وَجَدَ غُصْنَ شَوْكٍ عَلَى الطَّرِيقِ، فَأَخَّرَهُ، فَشَكَرَ اللهُ لَهُ فَغَفَر

(صحيح البخاري، 1/ 233، الرقم/ 624. صحيح مسلم، 4/ 2021، الرقم/ 1914)

"ا یک آ دمی راستے میں جارہاتھا کہ اُس نے راستے میں ایک کانٹے دار ٹہنی دیکھی تواُسے ہٹادیا۔اللہ تعالیٰ نے اُس فعل کو قبول فرما ما اور اُسے بخش دیا۔"

کامیاب زندگی . . . دورِ نوبلوعنت کے سوالات

- ایک حدیثِ مبارکه میں حضور نبی اکرم مَلَّا اللَّهُ الله فی ایک شخص نے زندگی میں کوئی اچھاکام نہیں کیا، سوائے یہ کہ کانٹول بھری ٹہنی یا کسی تکلیف دِہ چیز کوراستے سے ہٹادیا توانس کے اِس عمل پر اللہ تعالی نے اُسے جنت میں داخل کر دیا۔ (۱۲۵۰) بظاہر یہ معمولی عمل اللہ کے نزدیک اِتنا پہندیدہ ہے کہ ایسے شخص کیلئے جنت کی ضانت بن گیا۔
- ہمیں چاہیئے کہ اِسلام کی اِن تعلیمات سے سبق اَخذ کرتے ہوئے راستوں میں مشکلات پیدا کرنے کی
 بجائے گزرنے والوں کیلئے آسانیاں پیدا کرکے اپنے لئے جنت میں مقام بنائیں۔
- جابجا خطرناک اسپیڈ بریکر بناکر حادثات میں اِضافہ نہ کیا جائے، بلکہ جہاں حادثات کی روک تھام کیلئے
 اسپیڈ بریکر بنانا ناگزیر ہو صرف وہیں ضابطے کے مطابق ایسے اسپیڈ بریکر بنائے جائیں جن سے
 را بگیروں کا نقصان نہ ہو۔

راستوں کی کشاد گی

• راستے کے آداب میں سے ایک اُس کا کشادہ رکھنا بھی ہے۔ ہمارے ہاں عموماً گھروں کے آگے تجاوزات بڑھا کر گلی کاراستہ اِتنا تنگ کر دیاجاتا ہے کہ ہنگامی طبی صور تحال میں ایمبولنس کے پہنچنے سے پہلے ہی مریض دم توڑ دیتا ہے۔ اِسی طرح آگ لگنے کی صورت میں فائر بریگیڈ کی گاڑی مطلوبہ جگہ تک

⁽¹²⁰⁾ نَزَعَ رَجُلٌ لَمْ يَعْمَلْ خَيْرًا قَطُّ غُصْنَ شَوْكٍ عَنِ الطَّرِيقِ، إِمَّا كَانَ فِي شَجَرَةٍ، فَقَطَعَهُ وَأَلْقَاهُ، وَإِمَّا كَانَ مَوْضُوعًا، فَأَمَاطَهُ، فَشَكَرَ اللهُ لَهُ بِهَا فَأَدْخَلَهُ الْجَنَّةَ

⁽سنن أبي داًؤد، 4/ 362، الرقم/ 5245)

[&]quot;ایک آدمی کہ جس نے قطعاً کوئی نیکی نہیں کرر کھی تھی،اُس نے رہتے سے ایک کانٹے دار ٹہنی ہٹادی۔(وہ ٹہنی) یاتو (راہ چلتے موجود) کسی در خت پر تھی (اور لمبی ہونے کے سبب لوگوں کی اذبیت کا باعث تھی)،اُس نے اُسے کا ٹا اور (ایک طرف) ڈال دیا۔ یا پھروہ (ٹہنی) رہتے ہی پر پڑی تھی اور اُس نے اُسے رہتے سے ہٹادیا۔ اللہ تعالی اِس (معمولی سی نیکی) کی بدولت اُس سے راضی ہو گیا اور اُسے جنت میں داخل فرمادیا۔"

جلد نہیں پہنچ پاتی ہے، جس کی وجہ سے ایک جھوٹاساحاد نہ بڑے حادثے میں تبدیل ہو جاتا ہے۔

• مکان / دکان کو اپنی حدود سے آگے بڑھاکر بنانا اور گلی کا حصہ اُس میں شامل کر لینا، دکان کے آگے کھیلا لگواکر اُس سے کر ایہ وصول کر ناراستے کی حق تلفی ہے۔ راستہ کی زمین میں سے بچھ حصہ مکان کی تعمیر میں شامل کر ناغصب کے ضمن میں آتا ہے، جس کے بارے میں حضور نبی اکرم مُلگانیا آپانے فرمایا: "جس نے بارے میں حضور نبی اکرم مُلگانیا آپانے فرمایا: "جس نے دن سات گناز مین اُس کے گلے "جس نے کسی کی ایک بالشت زمین بھی ہڑ پ کر لی تو اللہ قیامت کے دن سات گناز مین اُس کے گلے میں لاکائے گا۔ "(121) اِسی طرح آپ مُلگانیا آپانے فرمایا: "جس نے ناحق کسی کی زمین ہڑ پ کر لی تو قیامت کے دن اُسے اس کے ساتھ زمین کی سات تہہ تک د صنبادیا جائے گا۔ "(122)

راستے کی حق تلفی نہ کرنا

- راستے کا حق ہے کہ لوگوں کے گزرنے میں آسانی پیدا کی جائے اور راستے کو ایسا دُشوار نہ بنادیا جائے کہ وہاں سے گزرنا محال ہو جائے۔راستے کا حق ہے کہ اُسے صاف ستھر ارکھا جائے اور وہاں کھانے کی چیزیں، پھلوں کے حھلکے، دیگر گندگی اور کوڑا کر کٹ نہیں پھینکنا چاہیئے۔
- راستے کا حق ہے کہ پانی کی ٹینکی بھرنے سے نکلنے والا اِضافی پانی راستے میں نہ گرے۔ گھر / دکان کے سامنے یانی کھڑ اکرنے سے گزرنے والوں کے کپڑے خراب ہوتے ہیں، پھسلن سے کوئی گر سکتا ہے،

⁽¹²¹⁾ مَنِ اقْتَطَعَ شِبْرًا مِنَ الْأَرْضِ ظُلْمًا، طَوَّقَهُ اللهُ إِيَّاهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ سَبْع أَرْضِيْنَ (صحیح البخاري، 3/ 1168، الرقم/ 3026. صحیح مسلم، 3/1230، الرقم/1610) ''جس شخص نے ایک بالشت زمین بھی خلافِ عدل چھنی، الله تعالیٰ قیامت کے دن اُس کے برابر سات زمینوں کو طوق بناکر (اُس کے گلے میں) ڈال دے گا۔''

⁽¹²²⁾ مَنْ أَخَذَ مِنَ الْأَرْضِ شَيْئًا بِغَيْرِ حَقِّهِ، خُسِفَ بِهِ يَوْمَ القِيَامَةِ إِلَى سَبْعِ أَرَضِينَ (122) مَنْ أَخَذَ مِنَ الْأَرْضِ شَيْئًا بِغَيْرِ حَقِّهِ، خُسِفَ بِهِ يَوْمَ القِيَامَةِ إِلَى سَبْعِ أَرَضِينَ (صحيح البخاري، 866/2، الرقم/ 2322) «جس نے زمین کاکوئی حصہ بغیر حق کے دہایاتو قیامت کے روزاُسے ساتویں زمین تک دهنسادیا جائے گا۔"

حادثہ ہو سکتا ہے، سڑک پہ پانی کھڑا ہونے سے وہ ٹوٹ پھوٹ سکتی ہے، چنانچہ ایسے کام سے اِجتناب کرناچاہئے۔

- اِسی طرح راستے کی کھدائی کرنا، شادی بیاہ و محافل وغیر ہ کیلئے راستے بند کر دینا اور نمازِ جمعہ کے دوران مساجد کے باہر کی گئی ایسی پار کنگ جس سے راستہ بند ہو جائے وہ بھی اِسی زمرے میں آتا۔ کسی بہت بڑی ایم جنسی کے سواراستے کو بند نہ کیا جائے، کیونکہ اِس سے لوگوں کو تکلیف ہوتی ہے۔
- حدیثِ مبار کہ ہے کہ ایک غزوہ میں پڑاؤ کے دوران لو گوں نے خیمے لگا کر راستے کی جگہ ننگ کر دی،
 جس کی وجہ سے لو گوں کا گزر نامشکل ہو گیا۔ جب اِس کی خبر حضور نبی اکرم سُلَّ عَلَیْمِ اِس کی تو آپ سُلِّ عَلَیْمِ اَسْ کَیْمِ اِسْ کَیْمِ اَسْ کَیْمِ لَا اِسْ کَیْمِ اِسْ کَیْمِ لَا اِسْ کَیْمِ اِسْ کِیْمِ لَا اِسْ کِیْمِ اِسْ اِسْ لِی خیم لَا اِسْ کی راستے میں خیمہ لگانے والوں کا جہاد قبول نہیں ہو گا۔ (123)
- ہمارے ہاں پچھ لوگ نمازوں کے اَو قات میں خاص طور پر جمعہ کے دن اپنی گاڑیاں مساجد کے اِرد گر دراستوں میں اِس طرح پارک کر دیتے ہیں کہ وہاں سے گزرنے والوں کو اُن کی وجہ سے کافی وُشواری ہوتی ہے۔ ایسے لوگوں کو سوچنا چاہیئے کہ جب حضور نبی اکرم مَنگا ﷺ منظیم نے راستے کے حق کا خیال نہ رکھنے والوں کی جہاد جیسی عظیم عبادت کو رائیگاں قرار دیا ہے، توالی حرکت کیا اُن کی نمازوں پر سوالیہ نشان نہیں لگا دیتی؟ لہذا مساجد کے پاس یوں گاڑی پارک نہیں کی جانی چاہئے جس سے راستہ بیک ہو جائے اور لوگوں کے گزرنے میں وقت ہو۔
- رائے میں قضائے حاجت کرنے سے بھی سخت منع فرمایا گیا ہے۔ حدیثِ مبارکہ ہے کہ رائے میں یا

⁽¹²³⁾ مَنْ ضِيْقَ مَنزلًا أَو قَطَعَ طَرِيقًا فَلَا جِهَادَ لَه (123) (سنن أبو داؤد، رقم الحديث: 3920)

^{&#}x27;'جو شخص خیمہ لگانے میں تنگی کرے یاراستہ میں خیمہ لگائے تواُس کا جہاد (قبول) نہیں ہے۔''

سائے کی جگہ پر قضائے حاجت کرنے والے لعنتی لو گوں سے بچو۔(124)

مسافروں کی مدد کرنا

- راستے کے حقوق میں سے ایک بیہ بھی ہے کہ راستے سے گزرنے والوں کو پوچھنے پر درست راستہ بتایا جائے۔ کسی نابینا کو سڑک یار کرنے میں مد د کرنا بھی صدقہ ہے۔ (125)
- اسی طرح کسی را ہگیر کو کوئی مشکل پیش آ جائے تو اُس کی مد د کرنی چاہیے، جیسا کہ کسی کی بائیک پنگچر
 ہوجائے تو اُسے پنگچر لگانے والے تک پہنچنے میں مد د کی جائے۔
 - راستے میں بزر گوں اور خواتین کاوزنی سامان اُٹھانے میں اُن کی مد د کرنی چاہیئے۔

مسافروں کی مجبوری سے فائدہ نہ اُٹھانا

• راستے کا ایک اُدب میہ بھی ہے کہ مسافروں کی مجبوری سے ناجائز فائدہ نہ اُٹھایا جائے۔ شہروں سے دُور

(124) إِتَّقُوا اللَّعَّانَيْنِ. قَالُوْا: وَمَا اللَّعَّانَانِ، يَا رَسُوْلَ اللهِ؟ قَالَ: الَّذِي يَتَخَلَّى فِي طَرِيْقِ النَّاس أَوْ فِي ظِلِّهِمْ

(صحيح مسلم، ١٤/ 226، الرقم/ 269. مسند أحمد بن حنبل، 2/ 372)

"بہت زیادہ لعنت والے دو کاموں سے بچو۔ صحابہ کر ام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یار سول اللہ! بہت زیادہ لعنت والے دو کام کون سے ہیں؟ آپ مَنَّا اللَّهِ عَنْهِ أَنْ فَرَمایا: لو گول کے راستوں میں اور ان کے سائے (کے مقامات جہال وہ آرام کرتے ہوں) میں قضاء حاجت کرنا۔"

(125) وَإِرْشَادُكَ الرَّجُلَ فِي أَرْضِ الضَّلَالِ لَكَ صَدَقَةٌ، وَبَصَرُكَ لِلرَّجُلِ الرَّدِيءِ البَصَرِ لَكَ صَدَقَةٌ

(سنن الترمذي، 4/ 339، الرقم/ 1956.)

" بھٹک جانے والی جگہ (راستے) میں کسی آدمی کو تمہاراراستہ د کھانا تمہارے لیے صدقہ ہے۔ تمہاراکسی نابینا اور کم دیکھنے والے آدمی کوراستہ د کھانا تمہارے لیے صدقہ ہے۔" شاہر اہوں اور موٹر ویزیپہ آشیائے خورونوش عام قیمتوں پر دستیاب ہوں۔ اِسلام تو مسافر کو اِتناحق دیتا ہے کہ مالدار ہونے کے باوجو دسفر میں اپنے مال تک رسائی نہ ہونے کی صورت میں مسافر ز کو ہ بھی لے سکتا ہے، جبکہ ہمارے ہاں مسافروں کے ساتھ تعاون کرنے کی بجائے اُن کا جائز حق بھی مارا جاتا ہے اور بسوں کے اڈوں میں اور شاہر اہوں میں کھانے پینے کی اشیاء مہنگے داموں فروخت کی جاتی ہیں۔ اللہ ربّ العزت ہمیں ہدایت سے نوازے۔

ٹریفک قوانین په عملدرآ مد

رائے کے حقوق میں اُس کا محفوظ وما مون ہونا بھی شامل ہے، تاکہ لوگ وہاں سے بے خوف و خطر گرر سکیں۔ اِس لئے رائے میں ایسا کوئی عمل کرنا ممنوع ہے جس کی وجہ سے را بگیروں کے جان ومال خطرے میں پڑنے کا اِمکان ہو۔ چنانچہ اِس تناظر میں ٹریفک قوانین کی پاسداری رائے کے بنیادی حقوق میں شامل ہے۔ ٹریفک قوانین کی خلاف ورزی یا راستوں پر کوئی الیم حرکت جو را بگیروں کی حقوق میں شامل ہے۔ ٹریفک قوانین کی خلاف ورزی یا راستوں پر کوئی الیم حرکت جو را بگیروں کی جان یا مال کیلئے خطرے یا پریشانی کا باعث بنے، جیسے ون ویلنگ کرنا، سڑک پر ریس لگانا، خطرناک طریقے سے اوور ٹیک کرنا، بلاضر ورت تیز ہارن بجانا، ریڈ سگنل کراس کرنا، سگنل پر رُکتے وقت زیبرا کراسنگ کے اُوپر گاڑی روکنا اور فٹ پاتھ پہ ریڑھیاں لگانا نہ صرف قانوناً، بلکہ شرعی اِعتبار سے بھی قابلِ مؤاخذہ جرم ہیں۔

10) عمومی معاشر تی آداب

- اپنے بہن بھائیوں اور دوستوں کی اچھی عاد تیں خود بھی اپنانے کی کوشش کریں اور اُن کی بری عاد توں
 کو چھوڑنے میں اُن کی مدد کریں۔ دُوسروں کی بری عاد توں پہ ایسارویہ نہ اپنائیں جس سے اُن کی وہ
 عادت ختم ہونے کی بجائے ضد میں آگر اور پختہ ہو جائے۔
 - مجھی کسی کو اُس کی کسی کمزوری کا طعنہ مت دیں۔

- والدین اور اساتذہ کے ساتھ کسی معاملے میں مقابلہ بازی نہ کریں۔
- بڑے کسی مجلس میں بات کررہے ہوں تو انہیں نے میں بار بارٹوک کراپنی بات نہ کریں۔
- کسی کی دوستی اور محبت میں اِتنا آگے نہ بڑھ جائیں کہ اللہ کے بنائے ہوئے رشتوں کے آداب کو بھول ہی جائیں۔
 - کوئی معافی مانگے نہ مانگے ہر کسی کو معاف کرنے کی عادت اپنائیں تا کہ اللہ بھی ہمیں معاف کر دے۔
- دُوسروں سے ملاقات کے وقت اپنے چېرے په بشاشت لائمیں، کیونکه دُوسروں کو مسکرا کر ملنا بھی صدقہ ہے۔ (126)
- بندہ اپنی صحبت سے پہچانا جاتا ہے۔ نیک سیرت لوگوں سے دوستی لگانے والا بندہ خود بھی نیک سیرت بن جاتا ہے، جبکہ بد کر دار لوگوں کے ساتھ دوستی کرنے سے بندے کا اپنا کر دار بھی برا ہوجاتا ہے۔ سادہ سی مثال ہے کہ سموکر کی دوستی سموکر بنائے نہ بنائے اُس کے منہ سے نکلنے والا سگریٹ کا دھواں اُس کے ماحول میں سانس لینے والوں کو نقصان ضرور پہنچاتا ہے۔
- دُوسروں میں خوبیاں ڈھونڈ ناتھی ایک خوبی ہے اور دُوسروں کے عیب ڈھونڈ ناتھی ایک عیب ہے۔ اچھے کردار کے حامل لوگ دُوسروں کے ساتھ ہمیشہ بھلائی کے ساتھ پیش آتے ہیں اور بدلے میں اچھاصلہ نہ ملنے کے باوجو دگلہ شکوہ نہیں کرتے اور صبر کادامن ہاتھ سے نہیں چھوڑتے۔
- اپنے دوستوں اور رشتہ داروں کو اُن کی خوبیوں اور خامیوں کے ساتھ تسلیم کریں۔ دُوسروں کی غلطیوں پر اُن کے ساتھ لڑنے کی بجائے اُن کی چھوٹی موٹی کمزوریاں برداشت کرنے کی عادت ڈالیں،

⁽¹²⁶⁾ تَبَسُّمُكَ فِي وَجْهِ أَخِيكَ لَكَ صَدَقَةٌ (سنن الترمذي، 4/ 339، الرقم/ 1956) "اييز بِهائي كے سامنے تمهار اسكر انا تمهارے لئے صدقہ ہے۔"

- ورنہ آپ د نیامیں اکیلے رہ جائیں گے۔
- دوستوں اور رشتہ داروں کے طرز عمل سے تنگ آکر (سوشل میڈیاپر) گلے شکوے کرنے کی بجائے اللہ سے لَو لگائیں، اُسی کی رضامیں راضی رہنے کی کوشش کریں اور اپنا ہر معاملہ اُسی کے ساتھ شیئر کریں۔ صبح و شام اللہ تعالیٰ کے ساتھ باتیں کریں، ہر معاملے میں خود کلامی کی حد تک اُسی کے ساتھ سر گوشیاں کریں۔ آپ کو ایساسکون ملے گا کہ آپ دُوسروں کا طرزِ عمل بھول جائیں گے اور آپ کو گلہ شکوہ کرنے کا موقع ہی نہیں ملے گا۔ دُعا اللہ رب العزت کے ساتھ ہمکلام ہونے کا بہترین ذریعہ گلہ شکوہ کرنے کا موقع ہی نہیں ملے گا۔ دُعا اللہ رب العزت کے ساتھ ہمکلام ہونے کا بہترین ذریعہ
- الله ربّ العزت پر توکل کرنا، اُس کے فیصلے پر راضی رہنا، اُس کے اَمر کو تسلیم کرنا اور اپنے معاملات کو اُس کے سیر د کرنا ہی اِیمان ہے۔
- دُوسروں کوخوش کرنااور اُن کیلئے آسانیاں پیدا کرنا باعثِ تُواب ہے، جبکہ دُوسروں کو دُ کھی پہنچانااور اُن کیلئے پریشانیاں پیدا کرناباعثِ گناہ ہے۔
- الیی شرار تول سے اجتناب کریں جو دُوسروں کیلئے تکلیف کا باعث ہوں۔ صرف الیی شرار تیں کی جاسکتی ہیں جن سے سب جیران
 جاسکتی ہیں جن سے کسی کا نقصان نہ ہو، بلکہ الیی شرار تیں بھی تو کی جاسکتی ہیں کہ جن سے سب جیران
 رہ جائیں اور آپ کو داد دیئے بغیر نہ رہ سکیں۔

3. أخلاق حسنه

رُوحانی پاکیزگی کوحاصل کرنے کیلئے اِیمان اور آداب کے ساتھ اچھے اَخلاق کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ اَخلاقِ حسنہ اُن اچھے اَخلاق وصفات کو کہا جاتا ہے، جو اللہ تعالی کے ہاں پسندیدہ ہیں؛ اور جن کے اپنانے کا اِہتمام کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ جبکہ اَخلاقِ رزیلہ یا اَخلاقِ سیئہ اُن برے اَخلاق وصفات کو کہا جاتا ہے، جو اللہ تعالی کے ہاں ناپیندیدہ ہیں؛ اور جنہیں ترک کرنے کی ضرورت ہے۔

جس طرح اَخلاقِ حسنہ کی ایک طویل فہرست ہے، جنہیں اپنا کر بندے کی رُوح پاکیزگی کے اُس مرتبے پر فائز ہو جاتی ہو جاتی ہے کہ اِس زمینی دُنیا کی قید سے آزادی (یعنی موت) کے بعد جنت کی طرف واپی کے قابل ہو جاتی ہے، اِسی طرح شیطان کے بہکاوے میں آنے والے اِنسانوں میں کچھ ایسے اَخلاقِ رذیلہ پیدا ہو جاتے ہیں، جنہیں اپنا کر بندے کی رُوح پاکیزگی کے مرتبے سے گر جاتی ہے اور وہ اِس زمینی دُنیا کی قید سے آزادی کے بعد بھی جنہیں اپنا کر بندے کی رُوح پاکیزگی کے مرتبے سے گر جاتی ہونے کے باؤجو دحیوانی درجے میں جاگر تاہے ہیں جاگر تاہے اور آخرت میں اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محروم ہو جاتا ہے۔

مسلمانوں کو یہ تعلیم دی گئی ہے کہ وہ اَخلاقِ حسنہ و فاضلہ سے آراستہ ہوں اور اَخلاقِ رذِیلہ و سیئہ سے ساری زندگی نی کررہیں تا کہ اُن کی رُوح آلا کشوں سے پاک رہتے ہوئے لطافت میں اُس کمال کو جا پہنچے کہ موت کا فرشتہ اُسے جنت میں پہنچا کر چھوڑے۔ جو اِنسان اپنی رُوح کی بالیدگی اور پاکیزگی سے لا پر واہو کر اَخلاقِ رزیلہ وسیئہ کو اپنا لیتے ہیں اُن کی شخصیت اِ تی داغد ار ہو جاتی ہے کہ وہ ہر قسم کی نیکی اور جھلائی سے محروم کر دیئے جاتے ہیں۔ اُن کی رُوح آلا کشوں اور کثافتوں کے بوجھ تلے دب جاتی ہے اور وہ جنت کی طرف واپسی کے سفر کے قابل نہیں رہتی۔

اَخلاقِ حسنہ بندے کی رُوح میں الیم لطافت اور پاکیز گی پیدا کر دیتے ہیں جن کی بدولت رُوح وُنیاوی کثافتوں اور آلا کشوں سے مکمل طور پریاک ہو جاتی ہے۔(127)

قر آنِ مجید میں ایسی بہت سی آیات موجود ہیں جو ہمیں اچھے اَخلاق اپنانے کی ترغیب دیتی ہیں۔ قر آنِ مجید

161

⁽¹²⁷⁾ إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْلِي وَيَنْلِي عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنكَرِ وَالْبَغْي يَعِظْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ

⁽القرآن، النحل، 16: 90)

[&]quot; بیٹک اللہ (ہر ایک کے ساتھ) عدل اور اِحسان کا حکم فرما تا ہے اور قرابت داروں کو دیتے رہنے کا اور بے حیائی اور برے کاموں اور سرکشی ونا فرمانی سے منع فرما تاہے، وہ تہہیں نصیحت فرما تاہے تا کہ تم خوب یادر کھو۔"

میں موجود تمام اَخلاق پیارے نبی اکرم مُنگانیا کی میں بدرجہ اتم موجود تھے۔ آپ مُنگانیا کی فیرمایا کہ قیامت والے دن کسی مؤمن بندے کے نامہ اُعمال میں سبسے بھاری شے اُس کا حسن اَخلاق ہو گا۔(128)

تقویٰ اور اچھے اَخلاق کی وجہ سے سب سے زیادہ تعداد میں لوگ جنت میں جائیں گے ، جبکہ زبان اور نثر مگاہ کی آفتوں کے باعث سب سے زیادہ لوگ جہنم میں جائیں گے۔(129)

حضور نبی اکرم مُنگاناً پُرِمِّ نے فرمایا کہ سب سے کامل اِیمان اُس کا ہے جس کا اَخلاق سب سے اچھاہے۔ مزید فرمایا کہ اِیمان والوں میں سب سے بہترین وہ ہے جو اپنی خواتین کے ساتھ بہترین سلوک کرتا ہو۔(130)

ہمارے پیارے نبی مَثَلَّ اللَّهِ اللہ عَلَیْ اور گناہ سے متعلق سوال کیا تو آپ مَثَلِ اللَّهِ اِن جواب میں اِرشاد فرمایا کہ انجھے اَخلاق نیکی ہیں اور ہر وہ شے جو بندے کے دل میں کھٹکا پیدا کرے اور وہ سوچے کہ کہیں لوگوں کو اُس کا

(128) مَا مِنْ شَيءٍ أَثْقَلُ فِي مِيْزَانِ الْمُؤْمِنِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ حُسْنِ الْخُلُقِ (سنن الترمذي، 4/ 362، الرقم/ 2002)

"روزِ قیامت مؤمن بندے کے میز ان میں حسن اَخلاق سے زیادہ بھاری چیز کوئی نہیں ہو گی۔"

(129) سُئِلَ رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم عَنْ أَكْثَرِ مَا يُدْخِلُ النَّاسَ الْجَنَّةَ. قَالَ: الْفَمُ وَالْفَرْجُ تَقُوىَ اللهِ، وَحُسْنُ الْخُلُقِ. وَسُئِلَ عَنْ أَكْثَرِ مَا يُدْخِلُ النَّاسَ النَّارَ، فَقَالَ: الْفَمُ وَالْفَرْجُ (سنن الترمذي، 4/ 363، الرقم/ 2004، سنن ابن ماجه، 2/ 1418، الرقم/ 4244)

"سب سے بڑھ کرلوگوں کو جنت میں داخل کرنے والی چیز سے متعلق رسول الله مَنَّالِیْکِمْ سے دریافت کیا گیا تو آپ مَنَّالِیْکِمْ نَے فرمایا:"الله کا تقوی (خوف) اور حسن خلق"، پھر آپ مَنَّالِیْکِمْ سے لوگوں کوسب سے زیادہ جہم میں داخل کرنے والی چیز کے بارے میں یو چھا گیاتو آپ مَنَّا اللهُ عَنْ اللهُ عَالَمَ اللهُ مَنَّالِهُ مَنْ وَاللهُ مَنْ اللهُ مَنْ اللهُ عَلَى اللهُ اللهُ عَلَى اللهُ عَلَى اللهُ اللهُ عَلَى اللهُ ال

(130) أَكْمَلُ الْمُؤْمِنِينَ إِيْمَانًا أَحْسَنُهُمْ خُلُقًا، وخِيَارُكُم خِيَارُكُمْ لِنِسَائِهِمْ (130) (سن الترمذي، 466/3) الرقم/4176) سحيح ابن حبان، 9/ 483، الرقم/4176) "الميان والول ميں سے جس كے اخلاق سب سے بہتر ہيں اس كاايمان سب سے زيادہ كامل ہے اور تم ميں سے بہترين لوگ وہ ہيں جو اپنی خواتین كے ساتھ (معاملہ میں) بہترین ہوں۔"

پیتہ نہ چل جائے وہی گناہ ہے۔ (13¹⁾

نماز جیسی عبادت جہاں بندے کو قُربِ الٰبی کی نعمت سے نواز تی ہیں وہیں اَخلاقِ حسنہ کو اپنانے میں بھی معاوِن ومد دگار ثابت ہوتی ہے۔ (132⁾

حضور نبی اکرم مَثَلِّ اللَّهِ کَمَ الله الله ربّ العزت ہماری شکلوں کی بجائے ہمارے اَعمال اور اَخلاق کو خوبصورت دیکھناچا ہتا ہے۔(133)

کسی نے اُم المؤمنین سیدہ عاکشہ سے تاجدارِ کا نئات مَثَلَّقَیْمِ کے اَخلاق کے حوالے سے دریافت کیا تو اُنہوں نے فرمایا کہ حضور نبی اکرم مَثَلَّقَیْمُ کا اَخلاق تو سرایا قرآن تھا۔ (134)

(131) اَلْبِرُّ حُسْنُ الْخُلُقِ، وَالْإِثْمُ مَا حَاكَ فِي نَفْسِكَ وَكَرِهْتَ أَنْ يَطَّلِعَ عَلَيْهِ النَّاسُ (صحيح مسلم، 1980/4، الرقم/ 2553. سنن الترمذي، 4/ 597، الرقم/ 2389) "نيكي التصح اخلاق ہيں اور گناہ وہ ہے جو تیرے دل میں کھئك پیدا كرے اور تجھے بيرنا گوار ہو كہ لوگ اس سے باخبر

2001

(132) إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنكَرِ (القرآن، العنكبوت، 29: 45)

"بیثک نماز بے حیائی اور برائی سے رو کتی ہے۔"

(133) إِنَّ اللهُ لَا يَنْظُرُ إِلَى صُوَرِكُمْ وَأَمْوَالِكُمْ وَلَكِنْ يَنْظُرُ إِلَى قُلُوْبِكُمْ وَأَعْمَالِكُمْ وَلَكِنْ يَنْظُرُ إِلَى قُلُوْبِكُمْ وَأَعْمَالِكُمْ (133) (صحيح مسلم، 4/193) (صحيح مسلم، 4/193) "ب شك الله تعالى تمهارى شكلول اور تمهارے أموال كو نهيں بلكه وہ تمهارے دلول اور تمهارے أعمال كو ديكھتا هي۔"

(134) كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآنَ (أحمد بن حنبل في المسند، 6/ 91، الرقم/ 24645) "سارا قرآن حضور صلى الله عليه وآله وسلم كاأخلاق ہے۔"

کامیاب زندگی . . . دور نوبلوءنت کے سوالات

قر آن مجید میں اللہ رب العزت نے فرمایا ہے کہ حضور نبی اکرم مَثَلَیْتُیَمُ عظیم الثان اَخلاق کے حامل بر₍₁₃₅)

اَخلاقِ حسنه کی اہمیت کو اُجا گر کرنے کیلئے حضور نبی اکرم مَثَاثِیْاً بِنے فرمایا کہ مجھے تو نبی اِسی لئے بنایا گیاہے کہ میں اُخلاق حسنه کو مکمل کروں۔ ⁽¹³⁶⁾

حضور نبی اکرم مَثَلَ اللّٰہُ ﷺ نے ایک موقع پر فرمایا کہ اللّٰہ ربِّ العزت کے ہاں اَخلاقِ حسنہ کی اِس قدر زیادہ اہمیت ہے کہ اُس کی بدولت ہندہ نفل نمازیں پڑھنے والوں اور نفلی روزے رکھنے والوں کارُتبہ پالیتا ہے۔(137)

ہمارے پیارے رسول صَلَّالِيْرِيَّا نِے فرمایا: "قیامت کے دن اعمال کو تولنے والے میز ان میں اچھے اَخلاق سے زیادہ بھاری کوئی چیز نہ ہوگی۔"(138) اِسی طرح مزید فرمایا: ''لوگوں سے مسکرا کر ملنا، بھلائی کرنا اور

(135) وَإِنَّكَ لَعَلَى خُلُقٍ عَظِيمٍ (القرآن، القلم، 68: 4)

"اوربے شک آپ عظیم الشان خلق پر قائم ہیں (یعنی آدابِ قر آنی سے مزّین اور اَخلاقِ اِلٰہیہ سے متّصف ہیں)"

(136) إِنمَّا بُعِثْتُ لِأَتْمَّمَ مَكَارِمَ الْأَخْلَاقِ

(البيهقي في السنن الكبري، ١٥/ ١٩١)، الرقم/ 2057١)

"میری بعثت اعلی اَخلاقی اقد ارکی تکمیل کیلیے ہی ہوئی ہے۔"

(137) إِنَّ الرَّجُلَ لَيُدْرِكُ بِحُسْنِ خُلُقِهِ دَرَجَةَ الصَّائِمِ الْقَائِمِ (أحمد بن حنبل في المسند، 6/187، الرقم/ 2525. سنن أبي داود، 4/252، الرقم/ 4798)

''مؤمن حسنِ اَخلاق کے ذریعے دن کوروزہ رکھنے اور راتوں کو قیام کرنے والے کا درجہ حاصل کر لیتا ہے۔''

(138) مَا مِنْ شَيْءٍ أَثْقَلُ فِي الْمِيزَانِ مِنْ حُسْنِ الْخُلُقِ

(مسند أحمد بن حنبل، 6/ 448، رقم الحديث/ 572 22، وسنّن أبي داود، 4/ 53 3، رقم الحديث/ 4799) "(روز قیامت) کوئی ایسی چیز نہیں ہو گی جومیز ان میں حسن اَخلاق سے زیادہ بھاری ہو۔" دُوسروں کو تکلیف نه دینااَخلاق حسنه میں سے ہے۔ "(139)

اِسلامی تعلیمات میں اَخلاقِ حسنه کی تعداد سیکڑوں میں ہے۔ یہاں ہم اُن میں سے چندایک کاذ کر کریں گے:

- 1) احسان کرنا: دُوسروں کے ساتھ بھلائی سے پیش آنا اور اُن پر اِحسان کرنا اَخلاقِ حسنہ میں سے بے۔ ہے۔(140ء)ہمیں اپنے بہن بھائیوں اور دوستوں کے ساتھ اِحسان کارویڈر کھناچاہئے۔
- 2) احسان نہ جتلانا: کسی پر اِحسان کرنے کے بعد اُسے جتلانا نہیں چاہیئے۔ اگر کوئی بندہ کسی پر اِحسان کرکے پھر اُسے جتلا تا ہے توہ اپنی نیکی کوضائع کر دیتا ہے۔ (۱۹۱⁾
- 3) اِحسان مند ہونا: اِحسان مندی ایک بہترین وصف ہے۔ بندے کو چاہیئے کہ اگر کوئی اُس پر اِحسان کرے اور مصیبت میں کام آئے تووہ بھی جو اباجب بھی موقع ملے تواُس کے کام آئے اور اِحسان کابدلہ

(139) هُوَ بَسْطُ الْوَجْهِ، وَبَذْلُ الْمَعْرُوفِ، وَكَفُّ الْأَذَى

(سنن الترمذي، 4/ 363، رقم الحديث/ 2005)

" (حسن اخلاق سے مراد دُوسروں کیلئے) اپنے چیرے کی کشادگی، نیکی میں تگ و دَواور (اُن کی) تکلیف کو دُور کرنا ہے۔"

(140) وَإِن تُحْسِنُواْ وَتَتَّقُواْ فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا

(القرآن، النَسآء، 4: 128)

"اور اگرتم إحسان كرواور پر ميز گارى إختيار كرو تو بيشك الله اُن كامول سے جو تم كر رہے ہو (اچھى طرح) خبر دار ہے۔"

(141) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ لاَ تُبْطِلُواْ صَدَقَاتِكُم بِالْمَنِّ وَالْأَذَى كَالَّذِي يُنفِقُ مَالَهُ رِتَاءَ النَّاسِ (القرآن، البقرة، 2: 264)

"اے ایمان والو!اپنے صد قات (بعد ازاں) إحسان جنا كر اور دُكھ دے كر اُس شخص كى طرح بربادنه كرليا كروجو مال لو گوں كے دِكھانے كيلئے خرچ كرتاہے۔" اِحسان کی صورت میں ادا کرنے کی کوشش کرے_(142⁾

- 4) إخلاص فى العمل: مؤمن البيخ ہر عمل كيك خالصتاً الله ربّ العزت كى رضاكا طالب ہوتا ہے۔ ہمارے ييارے نبى مَلَا لَيْهِ بَا كَ فَر ما ياكه اگر ہم البيخ عمل ميں إخلاص پيداكريں تو ہمارا تھوڑا عمل بھى بہت زيادہ أجر كاباعث بن جائے گا۔ (143)
- 5) <u>اُخوّت: بھائی چارہ اِسلامی معاشرہ کی بنیادی رُوح ہے۔ رُوسرے مسلمانوں کو اپنا بھائی سمجھنا اور اُن کے ساتھ بھائیوں کی طرح پیش آنا اَخلاقِ حسنہ میں سے ہے۔ اِسی طرح اگر دومسلمان بھائیوں کے درمیان سلح کروادینی چاہیئے۔(144)</u>
- 6) استقامت: نیکی اور بھلائی کے کاموں میں مستقل مز اجی اور مداومت اختیار کرنا اِستقامت کہلا تا ہے۔ جب بندہ مستقل مز اجی کے ساتھ بھلائی کے کام جاری رکھتا ہے تو اُس کا شار نیک بندوں میں ہونے لگتا ہے۔ اور اللّٰہ تعالیٰ اُسے ہر قسم کے خوف اور غم سے بچالیتا ہے۔ (145)

(142) هَلْ جَزَاءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَانُ (القرآن، الرحمٰن، 55: 60) «نَمَا بِينَ مَرَ مَهُ وَمَنَا عَلَمَ مِنْهُ وَمَنَا لَهُ عَلَمُ مِنْهُ وَمَنَا لَهُ

'' نیکی کابدلہ نیکی کے سوا کچھ نہیں ہے۔''

(143)أَخْلِصْ دِيْنَكَ، يَكْفِكَ الْعَمَلُ الْقَلِيْلُ (الحاكم في المستدرك، 4/ 341، الرقم: 7844) "وين مين اخلاص پيداكر، تجھے تھوڑا عمل بھي كافي ہو گا۔"

(144) إِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ إِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ وَ اتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ (الْحُدُّات، 49:00)

"بات یہی ہے کہ (سب) اہل ایمان (آپس میں) بھائی ہیں۔ سوتم اپنے دو بھائیوں کے در میان صلح کر ایا کرو، اور اللہ سے سے ڈرتے رہو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔"

(145) إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ

- 7) اعتدال / میانہ روی: اِسلام اپنے ماننے والوں کو ہر معاملے میں اِنتہا پیندی سے رو کتا اور میانہ روی کا درس دیتا ہے۔ فضول خرج ہونا یا کنجوس ہونا دونوں ایسی اِنتہائیں ہیں، جن سے اللہ ربّ العزت نے ہمیں منع فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک میانہ روی کسی مؤمن کے بہترین اَخلاق میں سے ہے۔ (146)
- 8) <u>اُلٹنے نام نہ رکھنا</u>: دُوسروں کے نام بگاڑ نااور اُنہیں اُلٹے ناموں سے پکار نایااُن کی عدم موجودگی میں اُن کا ذکر کرتے وقت اُن کے نام کو بگاڑ نا اَخلاقِ رزیلہ میں سے ہے۔ اچھامؤمن مجھی کسی کو برے نام سے نہیں بکار تا۔ (147⁾
- 9) الزام تراثی نه کرنا: شیطان کی راه پر چلتے ہوئے خود کو دُوسروں سے برتر ثابت کرنے کی کوشش میں دُوسروں پر الزام تراثی کرنا اَخلاقِ سیئه میں سے ہے، جس سے اللہ ربّ العزت نے منع فرمایا ہے۔ (148)

(القرآن، الأحقاف، 46: 13)

" بینک جن لو گوں نے کہا کہ ہمارارب اللہ ہے پھر اُنہوں نے اِستقامت اِختیار کی تو اُن پر نہ کو کی خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔"

(146) وَالَّذِينَ إِذَا أَنفَقُوا لَمْ يُسْرِفُوا وَلَمْ يَقْتُرُوا وَكَانَ بَيْنَ ذَلِكَ قَوَامًا (146) وَالَّذِينَ إِذَا أَنفَقُوا لَمْ يُسْرِفُوا وَلَمْ يَقْتُرُوا وَكَانَ بَيْنَ ذَلِكَ قَوَامًا (القرآن، الفرقان، 25: 67)

"اور (یہ)وہ لوگ ہیں کہ جب خرچ کرتے ہیں تو نہ ہے جا اُڑاتے ہیں اور نہ تنگی کرتے ہیں اور اُن کا خرچ کرنا (زیادتی اور کمی کی) ان دوحدوں کے در میان اِعتدال پر (بنی) ہوتا ہے۔"

(147) وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ بِئْسَ الاِسْمُ الْفُسُوقُ بَعْدَ الْإِيْمَانِ

(القرآن، الحجرات، 49: 11) َ

"اورایک دُوسرے کے برے نام نہ رکھاکرو، کسی کے اِیمان (لانے) کے بعد اُسے فاسق وبد کر دار کہنا بہت ہی بر انام ہے۔ "

> (148) وَلَا تَلْمِزُوا أَنفُسَكُمْ (القرآن، الحجرات، 49: 11)

- 10) اَمانت داری: اَمانت کی حفاظت کرنااور اُس میں خیانت نہ کرنا اَخلاق حسنہ میں سے ہے۔ جولوگ اللہ اور روزِ آخرت یہ اِیمان رکھتے ہیں وہ اپنی یوری زندگی امانت داری کے ساتھ گزارتے ہیں۔(149⁾
- 11) إنفاق في سبيل الله: الله ربّ العزت كي رضاكيليّ أس كي راه مين خرچ كرنا إنفاق في سبيل الله كهلا تا ہے۔ قر آنِ مجید میں اللہ تعالیٰ نے متعدد مقامات پر اپنی راہ میں خرچ کرنے کا حکم دیاہے اور اُس کا کثیر اَجر بتاتے ہوئے ہمیں خوب تر غیب دی ہے۔(150)
- 12) اِیثار: دُوسروں کوخود بیرتر جیح دینااور اپنی ضرورت کے باؤجود الله کی عطا کر دہ نعمتیں دُوسروں میں بانٹنا اِیْار کہلا تاہے۔(15¹⁾اچھامسلمان ہمیشہ اللّٰہ ربِّ العزت کی عطا کر دہ نعمتیں دُوسروں کے ساتھ بانٹتا

(149) وَالَّذِينَ هُمْ لِأَمَانَاتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاعُونَ (القرآن، المؤمنون، 23: 8)

"اور جولوگ اپنی امانتوں اور اپنے وعدوں کی پاسداری کرنے والے ہیں۔"

(150) مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيْلِ اللَّهِ كَمَثَل حَبَّةٍ اَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِي كُلِّ سُنْبُلَةٍ مَّائَةُ حَبَّةٍ وَ اللَّهُ يُضعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَ اللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ

(القرآن، البقرة، 2: 261)

"جولوگ الله کی راہ میں اینے مال خرچ کرتے ہیں اُن کی مثال (اُس) دانے کی سی ہے جس سے سات بالیاں اُگیں (اور پھر) ہر بالی میں سو دانے ہول (یعنی سات سو گنا آجر پاتے ہیں)، اور اللہ جس کے لئے چاہتا ہے (اُس سے بھی مزيد) إضافه فرماديتاہے، اور الله بڑی وُسعت والاخوب جاننے والاہے۔"

(151) وَيُؤْثِرُونَ عَلَى أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَمَن يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُوْلَئِكَ هُمُ

(القرآن، الحشر، 59: 9)

"اور (وہ) اپنی جانوں پر اُنہیں ترجیح دیتے ہیں اگر چہ خو د اُنہیں شدید حاجت ہی ہو، اور جو شخص اینے نفس کے بُخل ہے بچالیا گیاپس وہی لوگ ہی بامر اد و کامیاب ہیں۔"

[&]quot;اور آپس میں طعنہ زنی اور الزام تراشی نہ کیا کرو۔ "

ہے اور اُنہیں اپنی خوشیوں میں شریک کرکے خوش ہو تاہے۔

- 13) <u>ایفائے عہد</u>: اپنے وعدوں کا پاس ر کھنا اور اُنہیں پورا کر ناایفائے عہد کہلا تاہے۔ اچھامؤمن ہمیشہ اپنے وعدے کی پاسداری کرتاہے اور کبھی وعدہ خلافی نہیں کرتا۔ (15²⁾
- 14) <u>بُحُل سے بچنا:</u> اللہ ربّ العزت کی عطا کر دہ نعمتوں کو دُوسروں کے ساتھ بانٹنے کی بجائے بخل سے کام لینا اور یہ سمجھنا کہ وہ مال و دولت اُن کے کام آئے گایہ محض شیطانی وسوسہ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ بخل سے کام لے کر بچایا ہوا مال کسی کے کام نہیں آتا، بلکہ ایسے بخیل لوگ غریبوں اور ضرورت مندوں کی ضرور تیں پوری نہ کرنے کے گناہ میں پکڑے جاتے ہیں۔(153)
- 15) <u>بُخض سے اِجتناب</u>: کسی مسلمان کویہ زیب نہیں دیتا کہ وہ دُوسرے مسلمانوں کے ساتھ بغض رکھے اور اُن کی کامیابیوں پر نالاں ہو۔ چنانچہ بُغض جیسی بری عادت سے اِجتناب کرنا اَخلاقِ حسنہ میں سے ہے۔(154⁾

(152) وَأَوْفُواْ بِالْعَهْدِ إِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْؤُولاً (القرآن، الإسراء، 17: 34)

"اور وعده پوراکیا کرو، بیشک وعده کی ضرور پوچھ پچھ ہو گی۔"

(153) وَلاَ يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَبْخَلُونَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ بَلْ هُوَ شَرُّ لَّهُمْ سَيُطَوَّقُونَ مَا بَخِلُواْ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (القرآن، آل عِمْرَان، 3:180)

"اور جولوگ اس (مال و دولت) میں سے دینے میں بخل کرتے ہیں جو اللہ نے اُنہیں اپنے فضل سے عطا کیا ہے وہ ہر گز اُس بخل کو اپنے حق میں بہتر خیال نہ کریں، بلکہ یہ اُن کے حق میں بُراہے، عنقریب روزِ قیامت اُنہیں (گلے میں)اُس مال کا طوق پہنایا جائے گا جس میں وہ بخل کرتے رہے ہوں گے۔"

> (154) لَا تَحَاسَدُوا، وَلَا تَنَاجَشُوا، وَلَا تَبَاغَضُوا، وَلَا تَبَاغَضُوا، وَلَا تَدَابَرُوا (صحيح مسلم، 4/1986، الرقم/ 2564. أحمد بن حنبل في المسند، 2/ 277، الرقم/ 7713)

کامیاب زندگی . . . دور نوبلوعت کے سوالات

16) بے تکلّفی: مصنوعی تکلّفات کی بجائے دوست اَحباب کے ساتھ بے تکلفی سے پیش آنا اَخلاق حسنہ میں سے ہے۔ قرآن مجید میں بے تکلّفی کو ہمارے پیارے نبی مَنْ اللّٰیُمْ کے اَخلاقِ حسنہ میں شار کیا گیا

17) بِ لَو تَى: ہر قسم كى لا لچ اور حرص وہوس سے اپنے دل كوياك ركھنا اور اپنے مفادات كو پس پشت ڈال کر قومی مفادات کو مدِ نظر رکھنااور کسی لا کچے کے بغیر دُوسروں کے کام آنا بے لَو ٹی کہلا تاہے۔(156)

18) تخل مزاجی: اینے نفس کو پیند نہ آنے والی ہاتوں پر فوری منفی ردِ عمل دینے کی بجائے تخل اور بر داشت کے ساتھ پیش آنامؤمنین کاشیوہ ہے۔اللہ تعالیٰ نے اپنے پسندیدہ بندوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ خو د بھی صبر و مخمل کا پیکر ہوتے ہیں اور دُوسروں کو بھی اُس کی تلقین کرنے والے ہوتے ہیں۔(157⁾

19) تعاوُنِ باہمی: جب کوئی مدد کیلئے یکارے تواُس کی مدد کرنااور اُس کے کام آناا چھے اَخلاق میں سے ہے۔

"ایک دوسرے سے حسد نہ کرو، خرید و فروخت میں دھو کہ نہ دو،ایک دوسرے سے بغض نہ رکھواور ایک دوسرے سے منہ مت پھیرو۔"

(155) قُلْ مَا أَسْأَلْكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرِ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِينَ

(القرآن، ص، 38: 86)

"فرما دیجئے: میں تم سے اِس (حق کی تبلیغ) پر کوئی معاوضہ طلب نہیں کرتا اور نہ میں تکلّف کرنے والوں میں سے

(156) فَيَطْمَعَ الَّذِي فِي قَلْبِهِ مَرَضٌ (القرآن، الاحزاب، 33: 32)

"جس کے دل میں (نِفاق کی) بیاری ہے وہ لالچ میں مبتلا ہو تاہے۔"

(157) وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ وَتَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ

(القرآن، البلد، 90: 17)

"اورایک دُوسرے کو صبر و تحل کی نصیحت کرتے ہیں اور باہم رحمت وشفقت کی تاکید کرتے ہیں۔"

دین اِسلام کی تعلیمات میں جہاں اچھے کاموں میں دُوسروں کی مدد کرنے کا حکم ہے وہیں برے کاموں میں دُوسروں کی مدد کرنے سے منع بھی فرمایا گیاہے۔(158⁾

20) تقوی و پر ہیز گاری: روز مرہ معمولات میں خداخو فی، تقوی اور پر ہیز گاری کارویہ اپنانا بھی خوش خلقی کا ایک بہترین انداز ہے۔ روز مرہ معمولات کے دوران میں بندہ خداکاخوف یادر کھے تووہ بے شار گناہوں سے بچار ہتا ہے۔ اِسی لئے اللہ تعالی نے آخرت کے سفر میں تقوی (یعنی خداخو فی) کو ہمارے لئے بہترین زادِ راہ قرار دیا ہے۔ جولوگ اللہ رہ العزت اور روزِ قیامت پر اِیمان رکھتے ہیں وہ اپنی ساری زندگی تقوی اور پر ہیز گاری کے ساتھ گزارتے ہیں۔ (159)

21) تواضعے: اللہ ربّ العزت کی رضا کیلئے دُوسروں کے ساتھ تواضع سے پیش آنا اور اُنہیں اہمیت دینا بھی اُول کے ساتھ آفاق حسنہ میں سے ہے۔ (160) ہمیں چاہیئے کہ ہم اپنے بہن بھائیوں اور دوستوں کو نظر انداز کرنے کی بجائے اپنی زندگی میں اُن کی اہمیت کو تسلیم کریں۔

(158) وَتَعَاوَنُواْ عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى وَلَا تَعَاوَنُواْ عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدُوانِ

(القرآن، المآئدة، 5: 2)

"اور نیکی اور پر ہیز گاری (کے کاموں) پر ایک دوسرے کی مد د کیا کر واور گناہ اور ظلم (کے کاموں) پر ایک دوسرے کی مد د نہ کرو۔"

(159) وَتَزَوَّ دُواْ فَإِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقُوكِي وَاتَّقُونِ يَا أُوْلِي الْأَلْبَابِ

(القرآن، البقرة، 2: 97)

"اور (آخرت کے) سفر کا سامان کر لو، بیشک سب سے بہتر زادِ راہ تقویٰ ہے، اور اے عقل والو! میر ا تقویٰ اختیار کرو۔"

(160) مَنْ تَوَاضَعَ للهِ رَفَعَهُ اللهُ.

(صحيح مسلم، رقم: 174)

"جو شخص خدا کی خاطر تواضع اختیار کر تاہے اللہ تعالیٰ اُس کامقام بلند کر دیتاہے۔"

- 22) توبہ: مؤمن کا اللہ کی طرف رُجوع کرنا اور کسی قسم کی خطاء اور گناہ کی صورت میں اللہ تعالیٰ سے معافی مانگ لینا اللہ کو بہت پیند ہے۔ جولوگ گناہ کرنے کے بعد اللہ سے توبہ نہیں کرتے اللہ اُنہیں ناپیند کرتا ہے۔ بھر اللہ سے اپنی مغفرت کا طلبگار رہنا چاہیے۔
- 23) <u>توگُل</u>: وُنیوی اور اُخروی معاملات میں اَساب پہ توکُل کرنے کی بجائے اللہ ربّ العزت پہ توکُل کرنا اور اینی زندگی کے تمام معاملات کو اُسی کے سپر دکر دینا اَخلاقِ حسنہ میں سے ہے۔ اِسلام ہر معاملے میں پُختہ اِرادہ کی صورت میں اَساب کو اپنانے کا حکم تو دیتا ہے مگر اُنہی پہ توکُل کر لینے اور خدا کو بھول جانے سے منع فرما تا ہے۔ (162)
- 24) جلد بازی سے اِجتناب: شیطان اِنسان کو بہکانے کیلئے جلد بازی پر اُکساتا ہے تاکہ اِنسان اپنا نقصان کر بیٹے، اِسی کئے اللہ تعالیٰ کو بُر دباری پہند ہے اور جلد بازی ناپبند ہے۔ (163) ہمیں چاہیئے کہ ہم اپنی خواہشات کو پورا کرنے اور زندگی کے اہم مقاصد کو حاصل کرنے میں جلد بازی سے کام نہ لیں، بلکہ ہمیشہ اپنی محنت کا نتیجہ اللہ ربّ العزت کی رضا پر چھوڑ دیں۔
- 25) چیخنے چلّا نے سے اِجتناب: چیخنا چلّانا اور شوروغوغا کرنا ایک بُری عادت ہے۔ اللّٰہ ربّ العزت ماسِوائے

(161) وَمَن لَّمْ يَتُبْ فَأُوْلَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ

(القرآن، الحُجُرات، 49: 11)

"اور جس نے توبہ نہیں کی سووہی لوگ ظالم ہیں۔"

(162) فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِينَ

(القرآن، آلُ عمران، 3: 159)

'' پھر جب آپ پختہ اِرادہ کر لیں تواللہ پر بھر وسا کیا کریں، بیشک اللہ تو گل والوں سے محبت کر تاہے۔''

(163) اَلتَّأَنِّي مِنَ اللهِ وَالْعَجَلَةُ مِنَ الشَّيْطَانِ.

(مسند أبي يعلي، 7/ 247، الرقم/ 4256. البيهقي في السنن الكبرى، 10/ 104، الرقم/ 2005) "ثُرُ د بارى الله كي طرف سے ہے اور جلد بازى شيطان كي طرف سے ہے۔" مظلوم کے اُونچی آواز کے ساتھ بُرے اَلفاظ میں کی گئی کسی بھی شخص کی چیخ و پکار کو بالکل پیند نہیں فرماتا۔ (164) الله ربّ العزت نے قر آنِ مجید میں ہمیں اپنی آوازوں کو پیت رکھنے کا حکم دینے کے بعد اُونچی آوازوں کو گلہ ھے کی آواز کے ساتھ تشبیہ دے کربُر اقر ار دیاہے۔ (165)

26) <u>حسد نہ کرنا:</u> دُوسروں کی ترقی پیہ حسد کرنا اور اُن کی ناکا می پیہ خوش ہونانہایت بُرے اَخلاق میں سے ہے ، اِس لئے اللّٰہ ربّ العزت کو سخت نالپند ہے۔ حسد نیکیوں کو برباد کرکے رکھ دیتا ہے۔ (166)

27) مُسنِ ظن: وُوسروں کے حوالے سے حسنِ ظن رکھنا اور اُن کی خطاوَں کی ٹوہ میں گے رہنے سے اِجتناب کرنا اَخلاقِ حسنہ میں سے ہے۔ اللہ رہ العزت نے ہمیں دُوسروں کے بارے میں سُوئے ظن رکھنے سے منع فرمایا ہے۔ (167) ہمیں چاہیئے کہ اگر کسی کی کوئی خامی یا کمزوری پتہ چل جائے تو دوستوں میں

(164) لَا يُحِبُّ اللَّهُ الْجَهْرَ بِالسُّوءِ مِنَ الْقَوْلِ إِلاَّ مَن ظُلِمَ

(القرآن، النِّسَآءُ، 4: 148)

"الله كسى (كى) برى بات كا بآواز بلند (ظاہر أوعلانية) كہنا پسند نہيں فرما تا سوائے اِس كے جس پر ظلم ہوا ہو (اُسے ظالم كاظلم آشكار كرنے كى اِجازت ہے)۔"

(165)وَ اقْصِدْ فِيْ مَشْيِكَ وَ اغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ إِنَّ اَنْكَرَ الْأَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ (165)وَ القرآن، لقمان، 31: 19)

"اور اپنے چلنے میں میانہ روی اختیار کر، اور اپنی آواز کو کچھ پست رکھا کر، بیشک سب سے بری آواز گدھے کی آواز ہے۔"

> (166) إِيَّاكُمْ وَالْحَسَدَ، فَإِنَّ الْحَسَدَ يَأْكُلُ الْحَسَنَاتِ كَمَا تَأْكُلُ النَّارُ الْحَطَبَ (سنن أبي داؤد، 4/ 276، الرقم/ 4903)

"حسدسے بچتے رہو، بے شک حسد نیکیوں کو یوں کھاجا تاہے جیسے آگ لکڑی کو کھاجاتی ہے۔"

(167)يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ (القرآن، الحُجُرات، 49: 12)

"اے ایمان والو! زیادہ تر گمانوں سے بچا کر و بیشک بعض گمان (ایسے) گناہ ہوتے ہیں (جن پر اُخروی سز اواجب ہوتی

اُس کاڈ ھنڈورا پیٹنے کی بجائے حسن طن سے کام لیں اور اُس کاذ کر کسی سے نہ کریں۔

28) مُنِ عَلَ: اللّه رَبّ العزت نے ہمیں ہماراحسن عمل جانچنے کیلئے ہی پیدا فرمایا ہے۔ (168) چنانچہ ہمیں علی کے معاملات کو درست طریقے سے سرانجام دیں۔ اِسی چاہیئے کہ ہم ہمیشہ اپنے دینی و دُنیوی ہر قسم کے معاملات کو درست طریقے سے سرانجام دیں۔ اِسی طرح ہمارے پیارے نبی مُنگافِیَّا نِے فرمایا کہ اپنے اَعمال کو اچھے طریقے سے مکمل کرو، بیٹک اَعمال کا دارومدار اُن کی جمیل پر منحصر ہے۔ (169) چنانچہ ہمیں چاہیئے کہ ہم اللّه کی رضا و خوشنودی کی خاطر شروع کئے گئے اَعمال کو بہتر انداز میں مکمل کریں اور اُنہیں بھی ادھورانہ چھوڑیں۔

29) <u>حُسنِ نیت:</u> کسی کام کی بیکیل کے دوران اُسے اچھی نیت کے ساتھ سر انجام دینا بھی اَخلاقِ حسنہ میں سے ہے۔ اگر ہم کسی نیک کام کرنے کی نیّت تو کریں مگر کسی وجہ سے وہ کام نہ کر سکیں تو اللّٰہ ربّ العزت ہمیں اُس پر بھی اجر و ثواب سے نواز تاہے۔ (170)

"<u>-</u>(<u></u>-

(168) اَلَّذِي خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيَاةَ لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا وَهُوَ الْعَزِيزُ الْغَفُورُ (القرآن، المُلک، 67: 2)

"جس نے موت اور زندگی کو (اِس لئے) پیدا فرمایا کہ وہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے کون عمل کے لحاظ سے بہتر ہے،اور وہ غالب ہے بڑا بخشنے والاہے۔"

> (169)وَإِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِخُوَاتِيْمِهَا (صحيح بخارى، رقم : 6493)

"اوراَعمال كااِعتبار توخاتمه پرمو قوف ہے۔"

(170) إِذَا هَمَّ عَبْدِي بِحَسَنَةٍ وَلَمْ يَعْمَلْهَا كَتَبْتُهَا لَهُ حَسَنَةً

(صحيح مسلم، 1/117، الرقم/ 128. صحيح ابن حبان ، 2/ 106، الرقم/ 383)

' (صحیح مسلم، ۱۱//۱۱ الرقدم 128. صحیح ابن حبان ۱۷۵۰)الرقدم (303) '' جب میر ابنده کسی نیک کام کااراده کر لے اور (کسی مجبوری کے باعث)اُس پر عمل نہ کر سکے تو میں محض (اُس کے اِرادہ خیر کی جزاء میں)اُس کیلئے ایک نیکی لکھ دیتا ہوں۔''

- 30) <u>حیاء:</u> حیا داری اِختیار کرنا اور بے حیائی کی باتوں سے بچنا بھی اچھے اُخلاق میں سے ہے۔ شیطان ہمارے لئے بے حیائی والے اَممال کو خوشنما بنا کر پیش کر تا ہے اور اُنہیں اِختیار کرنے کی تر غیب دیتا ہے، جبکہ اللّٰدربّ العزت ہمیں ظاہر اور پوشیدہ ہر قسم کی بے حیائی سے بچنے کا حکم دیتا ہے۔(171)
- 31) خامو ثی: بے جاشور شرابے کی بجائے خامو ثی اِختیار کرنا اور غیر ضروری گفتگوسے اِجتناب کرناکسی شخص کے بااَخلاق ہونے کی علامت ہے۔(172)
- 32) خندہ پی<u>شانی</u>: اچھے اَخلاق والا بندہ ہمیشہ دُوسر وں سے خندہ پیشانی کے ساتھ مسکراتے ہوئے ملتا ہے اور سمجھی ناگواری کا اِظہار نہیں کر تا۔ حضور نبی اکرم مَثَالِیُّا ِ اِنْ اُسْروں کے ساتھ مسکراتے ہوئے ملنے کو نیکی قرار دیا ہے۔(173⁾
- 33) نور پیندی سے اِجتناب: خود کو دُوسروں سے بہتر سمجھنااور اُنہیں خود سے کمتر قرار دیناایک ایسامر ض ہے جس میں مبتلا شخص غرور کی اِنتہاؤں کی طرف چلا جاتا ہے اور اُسے اپنی غلطی کا اِحساس بھی نہیں ہوتا۔ ایک اچھامؤمن کبھی ایسے برے اَخلاق میں مبتلا نہیں ہوتا۔ ایک اچھامؤمن کبھی ایسے برے اَخلاق میں مبتلا نہیں ہوتا۔

(171) وَلاَ تَقْرَبُواْ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ

(القرآن، الأنعام، 6: 151)

"اوربے حیائی کے کاموں کے قریب نہ جاؤ (خواہ) وہ ظاہر ہوں اور (خواہ) وہ پوشیدہ ہوں۔"

(172) مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ (صحيح البخاري، 2/42/5، الرقم/ 5672. صحيح مسلم، 1/ 68، الرقم/ 47) "جوالله اور قيامت كے دن ير إيمان ركھتاہے أسے جاہئے كه اچھى بات مندسے فكالے ياخاموش رہے۔"

(173) لَا تَحْقِرَنَّ مِنَ الْمَعْرُوفِ شَيْئًا، وَلَوْ أَنْ تَلْقَى أَخَاكَ بِوَجْهِ طَلْقِ (173) لَا تَحْقِرَنَّ مِنَ الْمَعْرُوفِ شَيْئًا، وَلَوْ أَنْ تَلْقَى أَخَاكَ بِوَجْهِ طَلْقِ (523) (صحيح مسلم، 4/ 2026، الرقم/ 523) وصحيح ابن حبان، 2/ 282، الرقم/ 523) «كسى نَكَى كومعمولي مت سمجھو، خواہ وہ اپنے بھائی كے ساتھ خندہ پیشانی سے ملنا ہی ہو۔"

(174) لاَ تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَفْرَحُونَ بِمَا أَتُواْ وَّيُحِبُّونَ أَن يُحْمَدُواْ بِمَا لَمْ يَفْعَلُواْ

34) <u>خودداری</u>: خودداری بہترین اِنسانی اَخلاق میں سے ہے، جس کے ذریعے اِنسان اپنے وُجود کی اہمیت کو پہچانتا ہے اور دُوسروں کے ساتھ اپنے رشتوں کو اچھے سلیقے کے ساتھ ترتیب دیتا ہے۔ خوددار انسان دُوسروں پہ اِنحصار کرنے اور ہمیشہ اُن کی مدد کا طلبگار رہنے کی بجائے خوداِنحصاری کو اپنا تا ہے، یوں وہ دُنیاو آخرت کی رُسوائی سے بچار ہتا ہے۔ (175)

35) خود غرضی سے اِجتناب: خود غرضی ایک ایسی رُوحانی و نفسیاتی بیماری ہے جو بندے کو دُوسروں کی بجائے صرف اپنا فائدہ سوچنے پر مجبور کر دیتی ہے، جس کے نتیجے میں وہ ناپسندیدہ اَخلاق میں ڈھل جاتا ہے۔ اچھامؤ من مجھی خود غرض نہیں ہوتا۔

36) خود نمائی سے اِجتناب: اگر بندہ اپنے اچھے اَعمال الله ربّ العزت کی رضا کی بجائے لوگوں کو دکھانے کے لئے تو اُس کے اَعمال کا اَجر ضائع ہو جاتا ہے اور مسلسل اِس عمل سے بندہ منافق بن جاتا ہے۔ اللہ ربّ العزت نے قرآن مجید میں ہمیں ایسی منافقت سے بچنے کا تھم فرمایا ہے۔ (176)

(القرآن، آل عمران، 3: 188)

" آپ ایسے لو گوں کو ہر گز (نجات پانے والا) خیال نہ کریں جو اپنی کارستانیوں پر خوش ہورہے ہیں اور ناکر دہ اَعمال پر بھی اپنی تعریف کے خواہش مند ہیں۔"

> (175) لَا يَنْبَغِي لِلْمُؤْمِنِ أَنْ يُذِكَّ نَفْسَهُ (سنن الترمذي، 4/522، الرقم/ 2254. سنن ابن ماجه، 2/1332، الرقم/ 4016) ''مؤمن كيلتے مناسب نہيں كہ وہ اپنے نفس كوذلت ميں ڈالے۔''

(176) إِنَّ الْمُنْفِقِيْنَ يُخْدِعُوْنَ اللَّهَ وَ هُوَ خَادِعُهُمْ وَ اِذَا قَامُوْا اِلَى الصَّلُوةِ قَامُوْا كُسَالَى يُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَ لَا يَذْكُرُوْنَ اللَّهَ اِلَّا قَلِيْلًا (القرآن، النسآء، 4: 142)

38) خوش مز ابی: ماحول کوخوشگوار رکھنے اور دُوسروں کو اپنائیت کا إحساس دلانے کیلئے کبھی کبھار مز اح کرنا ہمارے بیارے نبی منگاللہ بیٹر کی سنت ہے۔ آپ منگاللہ بیٹر صحابہ کراٹم سے مزاح بھی فرمایا کرتے تھے۔ ایک موقع پر صحابہ کراٹم نے تعجب کے ساتھ عرض کی کہ آپ ہمارے ساتھ مزاح فرماتے ہیں! اس پر آپ منگاللہ بیٹر نے فرمایا کہ میر امزاح بھی حق ہوتا ہے، یعنی میں مزاح میں بھی جھوٹ کی آمیزش نہیں کرتا۔ (178) اِس میں ہمارے لئے بہترین سبق ہے کہ ہم مزاح کے دوران بھی کبھی حجوٹ اور غلط بیانی سے کام نہ لیں۔ نیز ایسامزاح قطعاً جائز نہیں جس سے کسی کو تکایف پہنچے۔

39) خوشامد سے اِجتناب: خوشامد بظاہر میٹھا مگر در حقیقت ایک اِنتہائی زہر یلا طرزِ عمل ہے۔خوشامد کرنے والا دُوسروں کی جھوٹی تعریفیں کرکے اُنہیں ہیو قوف بناتا اور دھو کہ دیتا ہے۔ اچھامؤمن ہمیشہ حق

"بیشک منافق (بزعم خویش) الله کود هو کادیناچاہتے ہیں حالا نکہ وہ انہیں (اپنے ہی) د هوکے کی سزادینے والاہے، اور جب وہ نماز کے لئے کھڑے ہوتے ہیں توسستی کے ساتھ (محض) لوگوں کو د کھانے کیلئے کھڑے ہوتے ہیں اور الله کویاد (بھی) نہیں کرتے مگر تھوڑا۔"

> (177) إِنَّ مِنْ خِيَارِكُمْ أَحْسَنَكُمْ أَخْلَاقًا (صحيح البخاري، 3/ 1305، الرقم/ 3366)

"مم میں سب سے بہترین وہ لوگ ہیں جن کے اَخلاق تم میں سب سے اچھے ہیں۔"

(178) قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّكَ تُدَاعِبُنَا، قَالَ: إِنِّي لَا أَقُولُ إِلَّا حَقَّا (178) قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّكَ تُدَاعِبُنَا، قَالَ: إِنِّي لَا أَقُولُ إِلَّا حَقَّا (178) (20962) (سنن الترمذي، 248/10، الرقم/ 20962) "صحابه كرامٌ نے (متعجب ہوكر) عرض كيا: يارسول الله! آپ بھى ہمارے ساتھ مزاح فرماتے ہيں! رسول الله مَنَّ اللهُ مَنْ اللهُ عَلَى اللهُ مَنْ اللهُ اللهُ مَنْ اللهُ اللهُ مَنْ اللهُ مَنْ اللهُ مَنْ اللهُ مَنْ اللهُ اللهُ اللهُ مَنْ اللهُ اللهُ

بات کہتاہے اور کبھی دُوسروں کی جھوٹی تعریفیں کرکے اُنہیں بیو قوف نہیں بناتا۔ اِسی طرح جو شخص اِس بات پہ خوش ہو کہ لوگ اُس کی الیی خوبی کی تعریف کریں جو اُس میں موجود ہی نہیں، وہ بھی قطعی فلاح نہیں یاسکتا۔ (179)

40) خوشیاں بانٹینا: دُوسروں کے ساتھ خوشیاں بانٹینا اور اُنہیں اپنی خوشیوں میں شریک کرنا اچھے اَخلاق میں سے ہے۔ ہمارے پیارے نبی اکرم صَلَّا اَلْیَٰکِمْ نے ہمیں دُوسروں کیلئے آسانیاں پیدا کرنے اور اُن کے ساتھ خوشیاں بانٹنے کا حکم فرمایا اور تنگی اور نفرت دلانے والے کاموں سے منع فرمایا ہے۔ (180)

41) خیر خواہی: دُوسروں کیلئے خیر چاہنا، اُن کے ساتھ بھلائی سے پیش آنا اور اُن کیلئے نیک جذبات رکھنا خیر خواہی کہلا تا ہے۔ خیر خواہی اچھے اَخلاق میں سے ہے۔ (۱8۱ ایک اچھامؤمن ہمیشہ دُوسروں کا خیر خواہ ہو تاہے۔

42) دُشمنی نہ پالنا: اچھے اَخلاق کے حامل مؤمنین ہمیشہ عدل وانصاف سے کام لیتے ہیں اور دُشمنوں کے ساتھ

⁽¹⁷⁹⁾ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَفْرَحُوْنَ بِمَا اَتَوْا وَّ يُحِبُّوْنَ اَنْ يُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا (القرآن، آل عمران، 3: 188)

[&]quot;آپ ایسے لوگوں کو ہر گز (نجات پانے والا) خیال نہ کریں جو اپنی کارستانیوں پر خوش ہورہے ہیں اور ناکر دہ اَعمال پر تھی اپنی تعریف کے خواہشمند ہیں۔"

⁽¹⁸⁰⁾ يَسِّرُوا وَلَا تُعَسِّرُوا، وَبَشِّرُوا وَلَا تُنَفِّرُوا

⁽صحيح البخاري، 1/88، رقم الحديث/ 69، وأيضاً، 5/ 2269، رقم الحديث/ 5744)

[&]quot;آسانیاں پیدا کرواور تنگیاں پیدانہ کرو،لو گوں کوخوشنجری دواور نفرت کرنے والا بیز ارنہ بناؤ۔"

⁽¹⁸¹⁾ الَدِّينُ النَّصِيْحَةُ

⁽صحيح مسلم، 1/ 74، الرقم/ 55. سنن أبي داؤد ، 4/ 286، الرقم/ 4944)

[&]quot;دین سراسر خیر خواہی کانام ہے۔"

بر تاؤ کرتے وقت بھی عدل کا دا من ہاتھ سے نہیں چھوڑتے۔ ⁽¹⁸²⁾

43) <u>دُنیاسے بے رغبتی:</u> دُنیامیں رہنے کے باوجود دنیا کو اپنے دل میں جگہ نہ دینا بندے کو دُنیاسے بے رغبت کر دیتاہے اور بندہ اللہ رب العزت کے سِواکسی کی رغبت نہیں رکھتا۔ ایسے اچھے اَخلاق کا حامل شخص اللہ تعالی کا پیندیدہ بن جاتا ہے۔ (183⁾

44) دُنیا کا خوف نه رکھنا: الله ربّ العزت کے پیندیدہ بندوں کا یہ مزاج بن جاتا ہے کہ وہ اپنی زندگی کی ترجیحات کا تعین کرتے وقت ملامت کرنے والوں کی پروا کئے بغیر فقط الله کی رضا کو اپنے مرِ نظر رکھتے ہیں اور دُنیا کاذرّہ برابر خوف اپنے دل میں نہیں آنے دیتے۔(184)

45) <u>دیانتداری</u>: روز مرہ معاملات میں خُلوص اور دیانتداری کے ساتھ پیش آناایک اچھے مسلمان کی نشانی ہے۔ اللّٰہ ربّ العزت دُوسروں کے ساتھ بددیا نتی سے پیش آنے والوں کو پیند نہیں کر تا۔ ⁽¹⁸⁵⁾

(182) وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ عَلَى أَلاَّ تَعْدِلُواْ اِعْدِلُواْ هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَى (182) (القرآن، المآئدة، 5: 8)

"اور کسی قوم کی سخت د شمنی (بھی) تمہیں اس بات پر براہ گیختہ نہ کرے کہ تم (اس سے)عدل نہ کرو۔ عدل کیا کرو (کہ)وہ پر ہیز گاری سے نزدیک ترہے۔"

(183) إِزْهَدْ فِي الدُّنْيَا يُحِبُّكَ اللَّهُ

(سنن ابن ماجه، 2/ 1373، الرقم/ 402. الحاكم في المستدرك، 4/ 348، الرقم/ 7873) "ونياسے برغبتی إختيار كر، تجھے الله پيند فرمائے گا۔"

> (184) وَلَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لاَئِمٍ (القرآن، المآئدة، 5: 54)

"اوروه کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے خوفز دہ نہیں ہوں گے۔"

(185) إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ مَن كَانَ خَوَّانًا أَثِيمًا

(القرآن، اُلنسآء، 4: 107)

"بیشک الله کسی (ایسے شخص) کو پیند نہیں فرما تاجو بڑابد دیانت اور بد کارہے۔"

حضور نبی اکرم مَلَّالِیُّنِیَّمِ نے فرمایا کہ جو شخص اَما نتدار نہیں ہے گویاوہ ایمان سے خالی ہے۔ (186)

46) رحمت اور مہربانی: دُوسروں کے ساتھ رحمہ لی اور مہربانی کے ساتھ پیش آنا اعلیٰ اَخلاق میں سے ہے۔ ہمارے پیارے نبی مُنَّالِثَیْمُ نے ہمیں ہمیشہ ایک دُوسرے کے ساتھ رحمت ومہربانی کے ساتھ پیش آنے کا حکم دیا۔(187)

47)رضا: اپنے تمام معاملات کو اللہ کے سپر دکرنا، اللہ ربّ العزت سے اُس کی رضاکا طلبگار رہنا اور اُس کی رضا ہونے اور رضا پہر ان اہتر بین اَخلاق میں سے ہے۔ اپنی کسی خواہش کے پورے نہ ہونے پر نالاں ہونے اور اُس کے اُسے اللہ تعالیٰ کی رضا سمجھ کر تسلیم کر لینا چاہئے، اُسے اللہ تعالیٰ کی رضا سمجھ کر تسلیم کر لینا چاہئے، کے بیائے اُسے اللہ تعالیٰ کی رضا سمجھ کر تسلیم کر لینا چاہئے، کیونکہ یہی سب سے بڑی کامیابی ہے۔ (188)

48) زُہدو قناعت: حرص اور لا کچے ہے دل کو پاک رکھتے ہوئے اللہ کی عطا کر دہ نعمتوں پہ اُس کا شکر بجالا نا اور دُوسروں کو ملنے والی نعمتوں کی طرف خیال کرکے لا لچی بننے کی بجائے زُہد اور قناعت اِختیار کرنا عظیم

(186) لَا إِيْمَانَ لِمَنْ لَّا أَمَانَةَ لَهُ

(مسند أحمد بن حنبل، 3 / 35، الرقم/ 12383)

"اس شخص کا کو ئی ایمان نہیں جس میں کو ئی اَمانت نہیں۔"

(187) اَلرَّاحِمُونَ يَرْحَمُّهُمُ الرَّحْمَنُ، إِرْحَمُوا أَهْلَ الْأَرْضِ يَرْحَمْكُمْ مَنْ فِي السَّمَاءِ (سنن أبي داؤد، 4/ 285، الرقم/ 4941. سنن الترمذي، 4/ 323، الرقم/ 1924) "رحم كرنے والوں يررحمان رحم كرتاہے۔ تم اہل زمين يررحم كرو، آسان والاتم يررحم كرے گا۔"

(18ٍ8) وَ رِضْوَانٌ مِّنَ اللَّهِ أَكْبَرُ ذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ

(التَّوْبَة، 9:72)

"اور (پھر)اللہ کی رضااور خوشنو دی (اُن سب نعمتوں سے) بڑھ کر ہے (جو بڑے اَجر کے طور پر نصیب ہو گی)، یہی زبر دست کامیابی ہے۔"

آخلاقِ حسنہ میں سے ہے۔ (189)

- 49) <u>سخاوت: اپنے زائد مال میں سے ضرورت مندوں اور مختاجوں پ</u>ہ خرچ کرنااور اپنے دل میں تنگی محسوس نہ کرناسخاوت کہلا تا ہے۔ سخاوت اُن اَخلاقِ حسنہ میں سے ہے جو بندہُ مؤمن کو جنت میں لے جانے والے بیں۔(190)
- 50) <u>مُستی و کاہلی سے اِجتناب</u>: مُستی و کاہلی اَخلاقِ سیئہ میں سے ہے، چنانچہ مؤمن کو چاہیئے کہ وہ اُس سے بخ کرر ہے۔ حضور نبی اکرم مَثَلَ طُیُّتُمِ مُستی و کاہلی سے بچنے کیلئے خو د بھی اکثر دُعافر ماتے اور صحابہ کرام کو بھی اُس دعا کی تعلیم فرماتے۔ (191)
- 51) <u>سنجید گی:</u> بامقصد زندگی کیلئے سنجیدگی کی بہت اہمیت ہے۔ اگر کوئی فردیا قوم اپنے اہم معاملات کو بھی بنسی مذاق میں لے تو اُس کی زندگی اپنی مقصدیت کھو دیتی ہے اور وقت گزرنے کے بعد محض پچھتاوا باتی رہ جاتا ہے۔

(189) لَيْسَ الْغِنَى عَنْ كَثْرَةِ الْعَرَضِ، وَلَكِنَّ الْغِنَى غِنَى النَّفْسِ (صحيح البخاري، 5/ 2368، الرقم/ 6081. صحيح مسلم، 2/726، الرقم/ 1051) "اميري كثرت ال سے نہيں ہوتی بلكه اصل اميري دل كاغنى ہونا ہے۔"

> (190) اَلْجَنَّةُ دَارُ الْأَسْخِيَاءِ (مسند الشهاب، 1/ 101، الرقم/ 117) "جنت سخاوت كرنے والوں كاگھرہے۔"

(191) اَللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحَزَنِ، وَالْعَجْزِ وَالْكَسَلِ، وَالْبُخْلِ وَالْجُبْنِ، وَضَلَعِ الدَّيْنِ، وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ

(صحیَح البخاری، 3/ 1059، الرقم/ 2736. سنن أبی داؤد، 2/ 93، الرقم/ 1555) "اے اللہ! میں پریشانی اور غم سے، عجز و کا ہلی سے، بخل و ہز دلی سے، قرض چڑھ جانے اور لوگوں کے غلبے سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔"

- کامیاب زندگی . . . دورِ نوبلوعنت کے سوالات
- 52) شجاعت: مؤمن کے اُوصاف میں سے ہے کہ وہ آزمائش کے وقت ثابت قدمی کے ساتھ حالات کا مقابلہ کرے اور پہت ہمت نہ ہو۔ اللہ ربّ العزت طاقتور اور شجاع مؤمن کو کمزور مؤمن کی نسبت زیادہ پہند فرما تاہے۔(192)
- 53) <u>شفقت:</u> جھوٹے بہن بھائیوں کے ساتھ شفقت کے ساتھ پیش آنامؤمن کے اَخلاقِ حسنہ میں سے ہے۔ ہمارے پیارے نبی اکرم مُنگالِیْمِ ہمیشہ بچوں کے ساتھ شفقت اور محبت کے ساتھ پیش آتے تھے اور دُوسروں کو بھی اِس کی تلقین فرماتے تھے۔(193⁾
- 54) شکر گزاری: معاشر تی زندگی میں لوگ ایک دُوسرے کے کام آتے ہیں۔ جس طرح ایک دُوسرے کے کام آتے ہیں۔ جس طرح ایک دُوسرے کے کام آنا چھے اَخلاق میں سے ہے، اِسی طرح جب کوئی ہمارے کام آئے تو اُس کا شکریہ ادا کرنا بھی حسن اَخلاق میں سے ہے۔ آپ مَثَلُظْنِمُ نے فرمایا کہ اللّٰہ کا شکر گزار بندہ بننے سے پہلے ہمیں اللّٰہ کے بندوں کا شکر گزار ہوناچاہیئے۔ (194)
- 55) شیخی بگھارنے اور اِترانے سے بچا: اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر اُس کا شکر بجالاناچاہیئے اور کسی قسم کی شیخی نہیں بگھارنی چاہیئے۔ اپنی ذاتی خوبیوں اور اللہ تعالیٰ کی عطا کر دہ نعمتوں کی وجہ سے اِترانا اور دوستوں کے

⁽¹⁹²⁾ اَلْمُؤْمِنُ الْقَوِيُّ خَيْرٌ، وَأَحَبُّ إِلَى اللهِ مِنَ الْمُؤْمِنِ الضَّعِيفِ (صحيح مسلم، 2052/4، الرقم/ 2664. سنن ابن ماجه، 2/5 و139، الرقم/ 4168) "طاقتور مؤمن بهتر ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کمزور مؤمن کی نسبت زیادہ پیاراہے۔"

⁽¹⁹³⁾ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم أَرْحَمَ بِالصِّبْيَانِ (أبو يعلى في المسند، 7/ 206، الرقم/ 4197)

[&]quot;رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم لو گو^ل ميں سب سے زيادہ بچوں پر شفقت فرمانے والے تھے۔"

⁽¹⁹⁴⁾ مَنْ لَا يَشْكُرُ النَّاسَ لَا يَشْكُرُ اللهَ (سنن أبي داؤد، 4/ 555، الرقم/ 1881. سنن الترمذي، 4/ 339، الرقم/ 1954) "جولوگوں كاشكرىيە ادانېيى كرتاوه الله كاشكر گزار نېيى بن سكتا_"

سامنے شیخی بگھار نااللہ تعالیٰ کوسخت ناپیندہے۔ ⁽¹⁹⁵⁾

56) شیریں زبانی: با اَخلاق لوگ شیریں زبان ہوتے ہیں۔ وہ ہر بات نرمی اور خوش خُلقی کے ساتھ کرتے ہیں۔اُن کی بیہ خوش اَخلاقی اُنہیں دُنیاو آخرت میں اعلیٰ رُتبے پر فائز کرتی ہے۔(196⁾

57) صبر و مخل: اِنسان کو اِس عار ضی زندگی میں بعض اَو قات بڑے صبر آزمام احل سے سابقہ پڑتا ہے۔ یمی وہ آزمائش کاوفت ہوتا ہے جب اللہ اپنے بندوں کو آزماتا ہے۔ ایسے حالات میں اگر بندہ اِستقامت کے ساتھ ڈٹار ہے اور صبر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑے تووہ اللہ ربّ العزت کی قُربت و مَعیّت کو یالیتا (₁₉₇)

58) صداقت: زندگی بھر جھوٹ سے بچتے ہوئے سچائی اور راست گوئی پر قائم رہنامؤمنین کے ایسے اَخلاق میں سے ہے جواللدرب العزت کو بہت پیندہیں۔ قر آنِ مجید میں الله تعالی نے سیائی اِختیار کرنے والوں کاذ کر صبر والوں اور عبادت گزاروں کے ساتھ کیاہے۔(19⁸⁾

⁽¹⁹⁵⁾ وَلَا تَفْرَحُوا بِمَا آتَاكُمْ وَاللهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالِ فَخُور

⁽القرآن، الحديد، 57: 23)

[&]quot;اور اُس چیز پر نه اِتراؤجو اُس نے تمہیں عطا کی ، اور اللہ کسی تکبّر کرنے والے ، فخر کرنے والے کو پیند نہیں کر تا۔ "

⁽¹⁹⁶⁾ وَقُولُواْ لِلنَّاسِ حُسْناً (القرآن، البقرة، 2: 83)

اور عام لو گوں سے (بھی نر می اور خوش خُلقی کے ساتھ) نیکی کی بات کہنا۔

⁽¹⁹⁷⁾ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ (القرآن، البقرة، 2: 153)

^{&#}x27;'یقبیناً اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ (ہو تا)ہے۔''

⁽¹⁹⁸⁾ الصَّابِرِينَ وَالصَّادِقِينَ وَالْقَانِتِينَ وَالْمُنفِقِينَ وَالْمُسْتَغْفِرِينَ بِالْأَسْحَارِ (القرآن، آل عمرُ أن، 3: 17)

- 59) <u>صفائی</u>: دین اِسلام کی تعلیمات اِنسان کو اپنے ظاہر و باطن کی صفائی کا سبق دیتی ہیں۔ اِسلام اپنے ماننے والوں کو اپنے جسم اور قلب ورُوح کو پاک وصاف رکھنے کا حکم دیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اِسلامی تعلیمات کا آغاز ہمیشہ جسمانی پاکیزگی سے ہوتا ہے اور اِختنام رُوحانی پاکیزگی پہ ہوتا ہے، کیونکہ یہی تعمیل ایمان سے۔(199)
- 60) <u>صُلح جوئی</u>: قر آنِ مجید میں اللہ ربّ العزت کا حکم ہے کہ لو گوں کے در میان صُلح کروائی جائے اور اُن کے در میان نفر توں کو کم کیا جائے۔ صُلح جوئی ایسا حُسنِ خلق ہے جس نے نتیجے میں بندے پر اللہ تعالیٰ کی خصوصی رحمتوں کا نزول ہو تاہے۔ (200)
- 61) مِله رحمی: الله تعالیٰ کے بنائے ہوئے تمام رشتوں سے تعلق بنائے رکھنا اور اُن کے ساتھ مُسنِ خُلق کے میاتھ مُسنِ خُلق کے ساتھ پیش آناصِلہ رحمی کہلا تاہے۔ قر آنِ مجید میں الله ربّ العزت نے صِله رحمی کواِختیار کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ (201) ہمارے بیارے نبی سَالَ اللّٰہ اِنْ اِنْ مِن وَسعت اور عمر میں

"(یہ لوگ) صبر کرنے والے ہیں اور قول وعمل میں سچائی والے ہیں اور ادب واطاعت میں جھکنے والے ہیں اور اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والے ہیں اور رات کے پچھلے پہر (اُٹھ کر)اللہ سے معافی مانگنے والے ہیں۔"

(199) اَلطُّهُورُ شَطْرُ الْإِيمَانِ

(صحيح مسلم، 1/ 203، الرقم/ 223، صحيح ابن حبان، 3/ 124، الرقم/ 844.)

"طہارت و پاکیز گی نصف ایمان ہے۔"

(200) إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ فَأَصْلِحُوا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ (القرآن، الحُجُرات، 49:01)

"بات یہی ہے کہ (سب) اہل ایمان (آپس میں) بھائی ہیں۔ سوتم اپنے دو بھائیوں کے در میان صلح کر ایا کرو، اور اللہ سے ڈرتے رہو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔"

> (201) وَالَّذِينَ يَصِلُونَ مَا أَمَرَ اللَّهُ بِهِ أَن يُوصَلَ وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ (القرآن، الرعد، 13: 21)

برکت حاصل کرناچاہتاہے تواُسے جاہئے کہ وہ صِلہ رحمی اِختیار کرے۔"(202⁾

62) <u>طعنہ زنی سے اِجتناب: بُر</u>ے اَخلاق کا حامل شخص دُوسروں کو خود سے نیچادِ کھانے کیلئے اُن پر طعنہ زنی کرتا ہے۔ ایسے مؤمنین شیطان کی بجائے ربِ رحمٰن کرتا ہے۔ ایسے مؤمنین شیطان کی بجائے ربِ رحمٰن کے بتائے ہوئے راستے پر چلتا ہے۔ ایسے مکمل طور پر اِجتناب کرتے ہیں۔ (203)

63) ظلم سے بچنااور بچانا: ایک مسلمان کی بنیادی صِفات میں سے ہے کہ وہ نہ خود کسی پر ظلم کر تا ہے اور نہ کسی اور کو اُس پر ظلم کرنے دیتا ہے، بلکہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو ظلم سے بچانے کی ہر ممکن کو شش کر تا ہے۔ (204)

64) <u>عاجزی</u>: اللّہ ربّ العزت کو وہ لوگ پیند ہیں جن کا اَخلاق اُس کے حضور میں عاجزی اِختیار کرنے والا ہو۔^{(205)ہم}یں چاہئے کہ ہم ساری زندگی اُس کے عاجز بندے بن کرر ہیں۔

"اور جولوگ ان سب (حقوق الله، حقوق الرسول، حقوق العباد اور اپنے حقوقِ قرابت) کو جوڑے رکھتے ہیں، جن کے جوڑے رکھنے کااللہ نے حکم فرمایا ہے اور اپنے رب کی خشیّت میں رہتے ہیں۔"

> (202) مَنْ أَحَبَّ أَنْ يُّبْسَطَ لَهُ فِيْ رِزْقِهِ وَأَنْ يُّنْسَأَ لَهُ فِيْ أَثَرِهِ فَلْيَصِلْ رَحِمَهُ (الأدب المفرد، 1/34، رقم الحديث/56)

"جو شخص اپنے رِزق میں وُسعت اور اپنی عمر میں اِضافیہ کو پیند کر تاہے اُسے چاہئے کہ وہ صلہ رحمی کرے۔"

(203) وَلَا تَلْمِزُوا أَنفُسَكُمْ

(القرآن، الحُجُرات، 49: 11)

"اور آپس میں طعنہ زنی اور الزام تراشی نہ کیا کرو۔ "

(204) اَلْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِم لَا يَظْلِمُهُ وَلَا يُسْلِمُهُ

(صحيح البخاري، 2/ 862، الرقم/ 310 2. صحيح مسلم، 4/ 1986، الرقم/ 2564) (در المريد المريد أن الرقم الرقم الرقم الرقم المريد المري

"مسلمان مسلمان کابھائی ہے،وہ نہ اس پر ظلم کر تاہے اور نہ کسی کو کرنے دیتا ہے۔"

(205) وَالْخَاشِعِينَ وَالْخَاشِعَاتِ ... أَعَدَّ اللهُ لَهُم مَّغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا

65) <u>عدل وإنصاف:</u> الله تعالی کی بارگاه میں عدل وإنصاف کی بڑی اہمیت ہے۔ قر آنِ مجید میں عدل کو تقویٰ کا معالم و تو بھی عدل کو ترک کرنے کی اِجازت معیار قرار دیا گیاہے۔ (206) حتیٰ کہ اگر کسی وُشمن قوم کا معالمہ ہو تو بھی عدل کو ترک کرنے کی اِجازت نہیں۔

66) عزت و تعظیم: ہمارے بیارے نبی مَنْ اَلَّا اِلَّهِ مِنْ نَے جِھوٹے بڑے کی تمیز سکھاتے ہوئے ہمیں جِھوٹوں سے
شفت کے ساتھ پیش آنے اور بڑوں کے ساتھ عزت واحتر ام کارویۃ اپنانے کا حکم دیا۔ آپ مَنْ اللَّهُ اِلْمَا نَا مُنْ مُنْ اِللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اِللَّهُ اللَّهُ الللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ الل

67) عِفْت وعِصمت: بے حیائی کے دَور میں پاکدامنی اِختیار کرنااَعلیٰ اَخلاق میں سے ہے۔ جب زمانہ بے حیائی اور فحاشی کو معمول کی بات سمجھ کر نظر انداز کر رہاہو، ایسے میں اپنی عِفْت وعِصمت کی حفاظت کیلئے خود کو بے حیائی کے اَثرات سے محفوظ رکھنا اعلیٰ کمال کے اَخلاق میں سے ہے۔ (208)

(القرآن، الأحزاب، 33: 35)

"اور عاجزی والے مرد اور عاجزی والی عورتیں...اللہ نے اِن سب کے لئے بخشِش اور عظیم اجرتیار فرمار کھاہے۔"

(206) إعْدِلُواْ هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَى

(القرآن، المآئدة، 5:8)

"عدل کیا کرو(کہ)وہ پر ہیزگاری سے نزدیک ترہے۔"

(207) لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَرْحَمْ صَغِيرَنَا وَيُوَقِّرْ كَبِيرَنَا.

(سنن الترمذی، 4/ 321، الرقم/ 1919. الطبراني في المَعجم الكبير، 11/ 449، الرقم/ 12276) "جس نے ہمارے جھوٹوں پررحم نہ كيااور ہمارے بڑوں كى عزت نہ كى وہ ہم ميں سے نہيں۔"

(208) قُل لِّلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ ذَلِكَ أَزْكَى لَهُمْ إِنَّ اللهَ خَبِيرٌ بِمَا يَصْنَعُونَ

(القرآن، النور، 24: 30)

"آپ مؤمن مَر دول سے فرمادیں کہ وہ اپنی نگاہیں نیجی رکھا کریں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کیا کریں، یہ اُن

- 68) عفوو دَر گزر: دُوسروں کی خطاؤ ل پر غصہ کرنااور اُن سے اِنتقام لیناا چھے موَمن کے اَخلاق میں سے نہیں ہے۔ اللّٰہ ربّ العزت کے پیندیدہ بندے غصے کو ضبط کرنے والے اور دُوسروں کو معاف کرنے والے ہوتے ہیں۔ '(209) ہمیں چاہئے کہ ہم بھی اپنے بہن بھائیوں اور دوستوں کو اُن کی غلطیوں پر معاف کر دیا کریں اور اپنے اِس اچھے عمل کے ساتھ اللّٰہ تعالیٰ کے پیندیدہ بندوں میں شامل ہو جائیں۔
- 69) عیب پوشی: اچھامسلمان دُوسروں کے گناہوں اور خطاؤں کو نمایاں کرکے بیان کرنے کی بجائے اُن پر پر دہ ڈالتا ہے اور دُوسروں کی عیب پوشی کرکے میہ اُمیدر کھتا ہے کہ اللّٰہ ربّ العزت بھی قیامت والے دن اُس کے عیب چھیائے گااور اُسے معاف فرمادے گا۔(210)
- 70) عیب جوئی نه کرنا: ایک اچھاموَمن دُوسروں کے عیوب په پر دہ ڈالتا اور اُنہیں چھپا تاہے۔ دُوسروں کے عیب تلاش کرنا! تنابر اعمل ہے کہ اللّٰہ ربّ العزت نے قر آنِ مجید میں ایسا کرنے والے شخص کو ہلاکت میں مبتلا ہو جانے والا قرار دیاہے۔ (211)
- 71) غافل نہ ہونا/ ہر حال میں اللہ کو یاد ر کھنا: اللہ رہِّ العزت کے محبوب بندے خوشی اور غم ہر حال میں

كيليح برى ياكيزه بات ہے۔ بيتك الله أن كامول سے خوب آگاه ہے جوبيد انجام دے رہے ہيں۔ "

(209) وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ

(القرآن، آل عمران، 3: 134)

"اور غصه ضبط کرنے والے ہیں اور لو گوں سے (اُن کی غلطیوں پر) در گزر کرنے والے ہیں۔"

(210) وَلَا تَجَسَّسُوا

(القرآن، الْحُجُرات، 49: 12)

"اور (کسی کے عیبوں اور رازوں کی)جشجونہ کیا کرو۔"

(211) وَيْلُ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ

(القرآن، الهمزة، 104: 1)

"مرأس شخص کے لئے ہلاکت ہے جو (رُوبرو) طعنہ زنی کرنے والاہے (اور پس پشت) عیب جو کی کرنے والاہے۔"

الله کویادر کھتے ہیں۔ دُنیا کے کام اُنہیں اپنے رب کی یاد سے غافل نہیں ہونے دیتے۔(212)

72) غرور و تکبر سے بچنا: خود کو دُوسر ول سے برتر ثابت کرنے کی کوشش میں گے رہناا بلیس لعین کاراستہ ہے۔ تکبر اللّٰہ ربّ العزت کے ہاں نہایت ناپندیدہ عمل ہے۔ تکبر ہی کی وجہ سے ابلیس کواللّٰہ تعالیٰ کی قربتوں سے محروم ہو ناپڑاتھا۔ تکبر اِ تن بُری چیز ہے کہ بندے کو کفر تک لے جاتا ہے۔ (213) شیطان این غلطی تسلیم کرنے کی بجائے حسد کی بنا پر اِنسان کو بھی تکبر کے راستے پر چلاتے ہوئے اپنے ساتھ جہنم میں لے کر جانے پر بصند ہے۔ لہذا ہمیں دُوسر ول کوخود سے نیچادِ کھانے یا خود کو اُن سے برتر ثابت کرنا چاہئے۔

73) غصہ ضبط کرنا: بلاشبہ غصہ عقل کا دُشمن ہے۔ غصے کی حالت میں بندہ سوچنے سمجھنے کی صلاحیت کھو بیٹھتا ہے۔ اللّٰہ ربّ العزت کا تقویٰ اِختیار کرنے والے بندے غصہ ضبط کرنے والے ہوتے ہیں۔ (214) ہمیں چاہئے کہ غصہ آنے کی صورت اُس جگہ سے دُور چلے جائیں جہاں غصہ آیا ہو اور پانی پی لیس تا کہ غصے کی آگ ٹھنڈی ہو جائے۔ وضو کرنے سے بھی غصہ ختم ہو جاتا ہے۔

⁽²¹²⁾رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَن ذِكْرِ اللهِ (القرآن، النور، 24: 37)

[&]quot;(اللّٰہ کے نور کے حامل) وہی مر دان (خدا) ہیں جنہیں تجارت اور خرید و فروخت اللّٰہ کی یاد سے غافل نہیں کرتی۔'

⁽²¹³⁾ أَبَى وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكَافِرِينَ (القرآن، البقرة، 2: 34)

[&]quot;ابلیس نے اِنکار اور تکبر کیااور (نتیجةً) کا فروں میں سے ہو گیا۔ "

⁽²¹⁴⁾ وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ

⁽القرآن، آل عمران، 3: 134)

[&]quot;اور غصہ ضبط کرنے والے ہیں اور لو گوں ہے (اُن کی غلطیوں پر) در گزر کرنے والے ہیں۔"

74) غم خواری: دُکھ اور تکلیف کی صور تحال میں ایک دُوسرے کا غمخوار ہونا غم کے اِحساس کو کم کر تاہے اور اُسے قابلِ بر داشت بنادیتاہے۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں کو ایک دُوسرے کا غمخوار بننے کا حکم فرمایا گیا ہے۔ 'ور کا علی بنادیتا ہے۔ کہ ہم غم میں مبتلا دوستوں کی مزاج پُرسی کریں اور غم کی کیفیت سے نجات ہے۔ دولانے میں اُن کی مدد کریں۔

75) نیبت سے اِجتناب: کسی کی عدم موجودگی میں اُس کا ذکر ایسے انداز میں کرنا کہ وہ اُسے بُرا لگے، نیبت اور چُغل خوری کہلا تاہے۔ خواہ وہ اُس کی کسی بُری عادت کا ذکر ہو یا اُسے نازیبا انداز میں یاد کیا جارہا ہو۔ اللہ ربّ العزت نے قرآنِ مجید میں غیبت کو اپنے مُر دہ بھائی کا گوشت کھانے کے مُتر ادف قرار دیا ہے، چنانچہ اللہ کے نیک بندے ایسے بُرے اَخلاق سے باز رہتے ہیں۔ (216) غیبت اور چُغل خوری ایسا کھٹیا عمل ہے جو معاشرے کا اُمن و سکون برباد کر دیتا ہے اور لوگ ایک دُوسرے سے نفرت کرنے گئے ہیں۔ چُغل خوری ایسا عمل ہے جو لوگوں کو جہنم میں لے کر جانے والا ہے۔ حضور نبی اکرم مَثَّلَ اللّٰہُ ہُوں کے نبیت میں داخل نہ ہوگا۔ "(217)

⁽²¹⁵⁾ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ وَتَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ

⁽القرآن، البلد، 90: 17)

[&]quot;اورایک دُوسرے کو صبر و مخمل کی نصیحت کرتے ہیں اور باہم رحمت وشفقت کی تاکید کرتے ہیں۔"

⁽²¹⁶⁾ وَ لَا يَغْتَب بَعْضُكُم بَعْضًا أَيْحِبُّ أَحَدُكُمْ أَن يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ (القرآن، الخُجُرات، 49: 12)

[&]quot;اور پیٹھ بیچھے ایک دُوسرے کی برائی نہ کیا کرو، کیا تم میں سے کوئی شخص پیند کرے گا کہ وہ اپنے مُر دہ بھائی کا گوشت کھائے، سوتم اُس سے نفرت کرتے ہو۔"

⁽²¹⁷⁾ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ نَمَّامٌ.

⁽صحيح مسلم، 1/ 101، الرقم/ 105. أحمد بن حنبل في المسند، 5/ 391، الرقم/ 23373) " د پغل نور جنت يين واخل نه بوگا-"

- 76) کفایت شِعاری: شیطان چونکه جمارا اَزلی دُشمن ہے، اِس لئے وہ جمیں فضول خرچی سے بیخے اور کفایت شِعاری کو اپنانے سے روکتا ہے۔ اور جولوگ کفایت شِعاری کی بجائے فضول خرچی سے کام لیتے ہیں اللہ تعالیٰ نے قر آنِ مجید میں اُنہیں شیطان کے بھائی قرار دیا ہے۔ (218) جمیں چاہئے کہ ہم کفایت شعاری سے کام لیتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے شکر گزار بندے بنیں اور فضول خرچی کے کلیتاً اِجتناب کریں۔
- 77) گواہی نہ چھپانا: اچھامؤمن ہمیشہ حق اور پچ کا ساتھ دیتا ہے اور ظلم و نااِنصافی کے خاتمے کیلئے سچائی کے حق میں گواہی دینے سے انہیں کترا تا۔ جو بندہ جانتے بوجھتے ہوئے گواہی کوچھپاتا ہے اور کسی بے گناہ کو اُس کا جائز حق دِلوانے کیلئے اُس کے حق میں گواہی نہیں دینااُس کا دل گنہگار ہوجاتا ہے۔(219)
- 78) لا لچے نہ کرنا: لا کچا ایک ایسی بیماری ہے جو بندے کے دل میں زُہد اور قناعت کے اَوصاف پیدا نہیں ہونے دیتے۔ جیسے اچھامؤ من دُوسروں کو ملنے والی نعمتوں پر حسد نہیں کر تا، اِسی طرح وہ اللّہ تعالیٰ کی عطا کر دہ نعمتوں پر ہمیشہ شکر بجالا تاہے اور مجھی لا کچ نہیں کر تا۔
- 79) <u>انغویات سے اِجتناب</u>: جب کوئی لغواور بے ہودہ بات اجھے اَخلاق والوں کے کان میں پڑتی ہے تووہ اُس بے ہُودگی میں مبتلا ہونے کی بجائے اُس سے منہ پھیر کیتے ہیں اور اُن بے ہودہ لو گوں کے حق میں بدایت وسلامتی کی دُعاکرتے ہیں۔(²²⁰⁾

(218) إِنَّ الْمُبَذِّرِينَ كَانُواْ إِخْوَانَ الشَّيَاطِينِ وَكَانَ الشَّيْطَانُ لِرَبِّهِ كَفُورًا (القرآن، بني اسرائيل، 17: 27)

"بیٹک فضول خرچی کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں، اور شیطان اپنے رب کابڑاہی ناشکر اہے۔"

(219) وَلَا تَكْتُمُواْ الشَّهَادَةَ وَمَن يَكْتُمُهَا فَإِنَّهُ آثِمٌ قَلْبُهُ

(القرآن، البقرة، 2: 283)

"اورتم گواہی کو پچھپایانہ کرو،اور جو شخص گواہی پچھپاتا ہے توبقیناًاُس کادل گنہگار ہے۔"

(220) وَإِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ أَعْرَضُوا عَنْهُ وَقَالُوا لَنَا أَعْمَالُنَا وَلَكُمْ أَعْمَالُكُمْ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ لَا

80) <u>المیعنی باتوں سے اِجتناب</u>: اجھے اَخلاق کے حامل مؤمنین اپنے کام سے کام رکھتے ہیں، لا یعنی باتوں سے ہمیشہ خود کو بچاتے ہیں اور اپنے کانوں، آئھوں اور دل کو کبھی الیی باتوں میں مشغول نہیں کرتے جن سے آزمائش میں پڑنے کا خدشہ ہو۔ (221) ہمیں چاہیئے کہ ایسے اچھے اَخلاق اپنائیں اور اللّدربّ العزت کے نیک بندوں میں شامل ہو جائیں۔

81) متانت: بداَخلاقی سے بچنے والے موَمنین بے ہُودگی کا تماشا کرنے کی بجائے اپنا دامن بچاتے ہوئے والے موَمنین بہودگی کو ذرّہ برابر بھی اہمیت نہیں دیتے۔ (222) اگر و قار اور متانت کے ساتھ گزر جاتے ہیں اور بے ہُودگی کو ذرّہ برابر بھی اہمیت نہیں دیتے۔ ہم رُک کر بے ہُودگی کو دیکھنے میں مشغول ہوگئے تواُس کے اَثرات ہم پر بھی پڑیں گے اور ہم گناہ کے عمل میں شریک ہوجائیں گے۔

نَبْتَغِي الْجَاهِلِينَ

(القرآن، القصص، 28: 55)

"اور جب وہ کوئی بیہودہ بات سنتے ہیں تو اُس سے منہ پھیر لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارے لئے ہمارے اعمال ہیں اور تمہارے لئے تمہارے اعمال، تم پر سلامتی ہو، ہم جاہلوں (کے فکر وعمل) کو (اپنانا) نہیں چاہتے (گویااُن کی برائی کے عوض ہم اپنی اچھائی کیوں چھوڑیں)۔"

(221) وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْؤُولاً

(القرآن، الإسراء، 17: 36)

"اور (اے انسان!) تواس بات کی پیروی نہ کر جس کا تجھے (صحیح) علم نہیں، بیشک کان اور آنکھ اور دل ان میں سے ہر ایک سے بازپر س ہوگا۔"

> (222) وَإِذَا مَرُّوا بِاللَّغْوِ مَرُّوا كِرَامًا (القرآن، الفرقان، 25: 72)

"اور جب بے ہودہ کاموں کے پاس سے گزرتے ہیں تو(دامن بچاتے ہوئے)نہایت و قار اور متانت کے ساتھ گزر

جاتے ہیں۔"

82) محبت فی اللہ: اچھامؤ من نہ صرف اللہ سے محبت رکھتا ہے بلکہ اللہ ربّ العزت کے ساتھ نسبت رکھنے والے ہر شخص اور ہر شے سے بھی محبت رکھتا ہے۔ مؤمن کے بہترین اَخلاق میں سے ہے کہ اُس کے ہال محبت اور نفرت کامعیار اُس کے نفس کی خواہش پر مبنی نہیں ہوتا، بلکہ جب وہ کسی سے محبت کرتا ہے تواس میں بھی وہ خالصتاً اللہ تعالیٰ کی رضا کو مدِ نظر رکھتا ہے۔ (223)

83) نداق نه اُڑانا: دُوسروں کا مٰداق اُڑاناا چھے مؤمنین کا طریقه نہیں ہے۔اللّہ ربّ العزت نے قر آنِ مجید میں ہمیں ایک دُوسروں کا مٰداق اُڑانے سے منع فرمایا ہے۔(224) چنانچہ ہمیں چاہیئے کہ ہم دُوسروں کا مٰداق نه اُڑائیں۔

84) مرضی مسلط نہ کرنا: دُوسروں پر اپنی مرضی مسلط کرنا اور اُنہیں اپنی مرضی کے مطابق جینے کاحق نہ دینا ایک ایس بداخلاقی ہے جو دُنیا میں بیشتر مسائل کا باعث بنتی ہے۔ دُنیا کاسب سے بڑامسئلہ دُوسروں کو اپنی مرضی سے جینے کاحق دینے کی بجائے اِنسان کا دُوسروں پہ اپنی مرضی مسلط کرنے کی کوشش میں لگ مرضی سے جینے کاحق دینے کی بجائے اِنسان کا دُوسروں پہ اپنی مرضی مسلط کرنے کی کوشش میں لگ رہنا ہے۔ چھوٹے بڑے گھریلو جھگڑوں سے لے کر قومی سطح کی دُشمنیوں اور عالمی جنگوں تک کے پیچھے کہیں سبب کار فرما ہے۔ اِنسان اپنی مرضی مسلط نہ کریانے کی صورت میں غصہ کرتا ہے اور اُس غصے کہیں سبب کار فرما ہے۔ اِنسان اپنی مرضی مسلط نہ کریانے کی صورت میں غصہ کرتا ہے اور اُس غصے

(223) أَفْضَلُ الْأَعْمَالِ الْحُبُّ فِي اللهِ (سنن أبي داؤد، 4/ 198، الرقم/ 4599) "تمام أنمال سے افضل اللّٰد تعالیٰ کیلئے محبت کرناہے۔"

(224) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَسْخَرْ قَومٌ مِّن قَوْمٍ عَسَى أَن يَكُونُوا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَاءٌ مِّن نِّسَاءٌ مِّن نِّسَاءٍ عَسَى أَن يَكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ

⁽القرآن، الحجرات، 49: 11)

[&]quot;اے ایمان والو!کوئی قوم کسی قوم کا نداق نه اُڑائے ممکن ہے وہ لوگ اُن (تمسخر کرنے والوں) سے بہتر ہوں اور نه عورتیں ہی دوسری عور توں کا (نداق اُڑائیں) ممکن ہے وہی عورتیں اُن (نداق اُڑانے والی عور توں) سے بہتر ہوں۔"

میں اپنے ساتھ ساتھ دُوسروں کی زندگی کو بھی اَجیر ن بنا کرر کھ دیتا ہے۔ اچھامؤمن کبھی دُوسروں پیہ زبر دستی اپنی مرضی مسلط نہیں کرتا۔

- 85) <u>معاف کر دینا:</u> خطاء کاروں اور گنام گاروں سے نفرت کرنا اور اُنہیں دُھتاکارنا اچھے مؤمنین کا وتیرہ نہیں 85) معاف کر دیے تو ہمیں چاہیئے کہ ہم بھی ہے۔ اگر ہم چاہئے ہیں کہ قیامت کے دِن اللّٰہ تعالیٰ ہمیں معاف کر دے تو ہمیں چاہیئے کہ ہم بھی دُوسروں کومعاف کرنے کی عادت اپنائیں۔ (225)
- 86) مقابلہ بازی نہ کرنا: اِسلام ہمیں ہر قسم کے غرور و تکبر سے بچتے ہوئے باہم عاجزی واِنکساری کو اپنانے کی ترغیب دیتا ہے۔ بلاشبہ کثرتِ مال کی ہوس اور مقابلہ بازی اِنسان کو ہلاک و برباد کر دیتی ہے۔ اِسی لئے اللہ تعالیٰ نے قر آنِ مجید میں "الٹکاٹر" کے نام سے ایک سورت نازل فرمائی، جس کا عنوان ہی الیہ مقابلہ بازی کرنے والوں کی ہلاکت ہے۔
- 87) مُنافقت سے اِجتناب: مُنافقت ایک ایسامر ض ہے جو کسی شخص کو جہنم کا اِیند ھن بنانے کیلئے کا فی ہے۔
 حضور نبی اکرم مُنَّا ﷺ نے خیانت، جھوٹ، وعدہ خلافی اور جھگڑ الو ہونے کو مُنافقت کی علامات قرار دیا
 ہے۔ اچھامؤمن ہمیشہ مُنافقت سے دُور رہتا ہے۔ اگر ہم جنت کی طرف واپسی کیلئے سنجیدہ ہیں تو ہمیں
 اِس سے بچناچاہئے۔ (226)

(225) وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا أَلَا تُحِبُّونَ أَن يَغْفِرَ اللهُ لَكُمْ وَاللهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ

''اور اُنہیں چاہئے کہ (اُن کا قصور) معاف کر دیں اور (اُن کی غلطی سے) در گزر کریں، کیاتم اِس بات کو پہند نہیں کرتے کہ اللہ تنہیں بخش دے، اور اللہ بڑا بخشنے والا مہر بان ہے۔''

> (226) إِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ، وَإِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا عَاهَدَ غَدَرَ، وَإِذَا خَاصَمَ فَجَرَ (صحيح البخاري، 1/ 21، الرقم/ 34)

"(منافق کی یہ علامت ہے کہ) جب اُسے امانت سپرد کی جائے تو (اُس میں) خیانت کرے، جب بات کرے تو

88) نافرمانی نہ کرنا: نافرمانی نہایت بُرے اَخلاق میں سے ہے۔ اللہ اور اُس کے رسول کے حکم کا اِنکار کرکے اُن کا نافرمان ہونے کے علاوہ اپنے والدین کا نافرمان ہونا بھی سخت ناپسندیدہ اَعمال میں سے ہے۔ اچھا مؤمن کبھی نافرمان نہیں ہوتا۔ ہمیں اللہ اور اُس کے رسول مَثَلِّ اَلْیُوْمِ کے ساتھ ساتھ اپنے والدین کا بھی فرمانبر دار ہونا چاہیئے۔

89) ککتہ چینی سے اِجتناب: دُوسروں کے معاملات میں دخل اندازی کرنااوراُن پہ کلتہ چینی کرناایک بیہودہ عمل ککتہ چینی سے اِجتناب: دُوسروں کے معاملات میں دُوسروں پر کلتہ چینی اور اُن کی کمزوریوں کو اُجاگر عمل ہے، جس سے ناراضگیاں جنم لیتی ہیں۔ ہمیں دُوسروں پر کلتہ چینی اور اُن کی کمزوریوں کو اُجاگر کرنے کی بجائے اپنی کمزوریوں پہ قابو پانا چاہئے۔ جب تک کوئی خود مشورہ نہ مانگے اُس کے طرزِ عمل پر ہر گزرائے نہیں دینی چاہئے، ورنہ اس سے جھگڑ افساد پیدا ہو سکتا ہے۔

90) والدین سے مُسنِ سلوک: اللہ تعالیٰ کے نزدیک والدین کے ساتھ مُسنِ سلوک کی اِتنی زیادہ اہمیت ہے کہ قر آنِ مجید میں بثر ک سے بچنے کا حکم دینے کے ساتھ ہی فرمایا کہ اپنے والدین کے ساتھ مُسنِ سلوک کے ساتھ پیش آیا کرواور جب والدین بوڑھے ہو جائیں تو بھی اُن کے ساتھ اَدب واحتر ام میں بالکل کمی نہ آنے یائے۔(227)

91) ہلاکت سے اِجتناب: نوجوانی میں بعض اَو قات بچے الیمی خطرناک شر ارتیں بھی کرتے رہتے ہیں جن

حجھوٹ بولے، جب وعدہ کرے تو خلاف ورزی کرے اور جب جھگڑے تو بیہو دہ کیے۔"

(227) وَقَضَى رَبُّكَ أَلاَّ تَعْبُدُواْ إِلاَّ إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا إِمَّا يَبْلُغَنَّ عِندَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلاَهُمَا فَلاَ تَقُل لَّهُمَا أُفِّ وَلاَ تَنْهَرْهُمَا وَقُل لَّهُمَا قَوْلاً كَرِيمًا

⁽القرآن، بني اسرائيل، 17: 23)

[&]quot;اور آپ کے رب نے حکم فرمادیا ہے کہ تم اللہ کے سواکسی کی عبادت مت کر واور والدین کے ساتھ حسن سلوک کیا کر و، اگر تمہارے سامنے دونوں میں سے کوئی ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو اُنہیں "اُف" بھی نہ کہنا اور اُنہیں حجمڑ کنا بھی نہیں اور اُن دونوں کے ساتھ بڑے ادب سے بات کیا کر و۔"

میں ذراسی لا پر واہی اور بے اِحتیاطی اُنہیں ہلا کت میں ڈال سکتی ہے۔ ہمیں چاہیئے کہ ہم ایسی ہلا کت خیز حر کتوں سے خود بھی اِجتناب کریں اور دُوسروں کو بھی اُن سے رو کیں۔ اللّٰہ ربّ العزت نے ہمیں قر آن مجید میں ہمیں ایسی تمام حر کتوں سے باز رہنے کا حکم فرمایا ہے، جو خود کو ہلاکت میں ڈالنے والی بول_⁽²²⁸⁾

92) ہمدر دی: غریبوں، محتاجوں اور کم نعتیں رکھنے والوں کے ساتھ ہمدر دی رکھنا اور بوقت ضرورت اُن کی حاجت روائی کرناصالح آخلاق کی نشانی ہے۔ ہمیں جائیے کہ ہم اپنے معاشرے میں موجود کمزور طبقات کے ساتھ ہمدردی سے پیش آئیں۔ حتیٰ کہ جانوروں کے ساتھ بھی ہمدردی کے ساتھ پیش آئیں اور سنگدلی سے اِجتناب کریں۔ ہدردی ایسا بہترین اَخلاق ہے کہ بُرے سے بُرا شخص بھی ہدردی کے ذریعے جنت کا حقد اربن جاتا ہے۔ حدیثِ مبار کہ میں ہے کہ ایک فاحشہ عورت کو اللہ تعالیٰ نے صرف اِس کئے بخش دیا کہ اُس نے ایک پیاسے کتے کے ساتھ جمدر دی کرتے ہوئے اُسے یانی بلا کر اُس کی جان بحائی تھی۔⁽²²⁹⁾

> (228) وَلاَ تُلقُواْ بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ (القرآن، البقرة، 2: 5 و 19)

^{&#}x27;'اور اینے ہی ہاتھوں خو د کو ہلا کت میں نہ ڈالو۔''

⁽²²⁹⁾ بَيْنَمَا كَلْبٌ يُطِيْفُ بِرَكِيَةٍ كَادَ يَقْتُلُهُ الْعَطَشُ إِذْ رَأَتْه بَغِيٌّ مِنْ بَغَايَا بَنِي إِسْرَائِيْلَ فَنزَعَتْ مُوْقَهَا فَسَقَتْهُ فَغُفِرَ لَهَا بِه (صحيح البخاري، 3 / 1279، الرقم: 3280)

^{&#}x27;'ایک کتاکسی کنوئیں کے گر د گھوم رہا تھا۔ وہ بیاس کی وجہ سے مرنے والا ہو گیا تھا۔ اتفا قاً اُسے بنی اسرائیل کی ایک بد کار عورت نے دیکھ لیا۔ اُس نے اپناموزہ اُتارااور اُس سے یانی نکال کرکتے کو پلا دیا۔ اُس کے اِس عمل کی وجہ سے اُس کی مغفرت فرمادی گئی۔"

سوالات (باب نمبر 3)

- 1. الله تعالى نے بن نوع إنسان كى ہدايت كيلئے كتنے رسول بھيے؟
- ایک لا که چو بین ہزار / ایک لا که چونیتس ہزار / دولا کھ چو بین ہزار
 - 2. رُوحانی پاکیزگی کی اِبتداء کہاں سے ہوتی ہے؟
 - نفی شرک/نفی ذات/نفی مفاد
 - دُ رُوحانی پاکیزگی کی اِنتہاء کہاں پر ہوتی ہے؟
 - نفی شرک/نفی ذات/نفی مفاد
 - 4. شیطان کسی گناه کودِ لکش بناکر پیش کرے تو کیا کرناچاہیے؟
- خیال کو جھٹک دیں / اللہ سے معافی مانگیں / أعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھیں
 - 5. زمینی زندگی کی آزمائشوں اور گناہوں سے بچنے کیلئے ہمیشہ کسے یادر کھنا چاہیے؟
 - جنت/الله/موت
 - 6. بدترین دُشمن کے ساتھ کیاسلوک کرناچاہئے؟
 - معاف كردينا/أس كى ہدايت كيلئے دُعاكرنا/غصه يي جانا

- 7. بدترین دُشمن کومعاف کرنے سے زیادہ اَجر کس شے میں ہے؟
- اُس کی ہدایت کیلئے دُعاکرنا/ دُوسروں کواُس کے شرسے بچانا/ معاف کردینا
 - 8. رُوحانی پاکیزگی کی سب سے پہلی بنیادی شرط کون سی ہے؟
 - ایمان / آداب / آخلاق
 - 9. انبیاء کی طرف وحی لانے کی ڈیوٹی کس فرشتے کے پاس ہے؟
 - جبرائيل/ميكائيل/إسرافيل/عزرائيل
- 10. او گوں کی رُوح قبض کر کے اُنہیں موت کی نیندسُلانے کی ڈیوٹی کس فرشتے کے پاس ہے؟
 - جبرائيل/ميكائيل/إسرافيل/عزرائيل
 - 11. كرة أرض كى آب وہوااور موسموں كاإنتظام وإنصرام كس فرشتے كى ڈيوٹى ہے؟
 - جبرائيل/ميكائيل/إسرافيل/عزرائيل
- 12. روزِ قیامت صُور بجاکر تمام بن نوع إنسان کواجها عی موت سے ہمکنار کرناکس فرشتے کی ڈیوٹی ہے؟
 - جبرائيل/ميكائيل/إسرافيل/عزرائيل
 - 13. ہر إنسان كے ساتھ ہر وقت كون سے دو فرشتے اُس كے اعمال لكھنے كيلئے ہوتے ہيں؟
 - منكرونكير / كراماً كاتبين / ياجوج ماجوج
 - 14. قبر میں سوال وجواب کرنے والے فرشتوں کے کیانام ہیں؟
 - منكرونكير/كراماً كاتبين/ياجوج ماجوج
 - 15. قيامت سے پہلے كون سى خلائى مخلوق كرة ارض پر حمله آور ہو گى؟
 - منكرونكير / كراماً كاتبين / ياجوج ماجوج
 - 16. كرةُ ارض پر ہر ايك منك ميں كتنے بچے پيدا ہوتے ہيں؟
 - 370/270/170 •

17. تقدير كي كهتے ہيں؟

• الله کے قوانین / الله کی کتاب / الله کی مرضی

18. الله تعالى كى تقدير إنسان كوكسابناتى ہے؟

• مكمل مجبور / مكمل خو د مختار / مجبور بھی مختار بھی

19. حدیث مبار کہ کے مطابق نبیوں کے وارث کون ہیں؟

• علماء/فقراء/امراء

20. الله تعالى كتن عرصه كے بعد كسى مجد دكو بھيجاہے؟

• سوسال/ ہزار سال/سوصدیاں

21. سب سے بڑے عالمگیر زوال کے وقت اللہ تعالیٰ کون سے مجد د کو بھیج گا؟

• اِمام عسكرى / اِمام مهدى / اِمام ضامن

22. اِمام مهدئ کی آمد میں کم از کم کتناعر صه باقی ہے؟

• ساڑھے سات سوسال /ساڑھے سات ہزار سال /ساڑھے سات لا کھ سال

23. اِمام مهدئ کی آمدمین زیاده سے زیاده کتناعرصہ باقی ہے؟

• ساڑھے سات لا کھ سال / ساڑھے سات کروڑ سال / ساڑھے سات ارب سال

24. إيمان كے بعد سب سے زيادہ اہميت كس شے كى ہے؟

• أخلاق / آداب / أنوار

25. کھانے کے حوالے سے اِسلامی تعلیمات ہمیں کیساد کھنا چاہتی ہیں؟

سبزی خور / گوشت خور / دونوں

26. فاسٹ فوڈ اور کولڈ ڈرنکس کیوں نہیں لینے چاہئیں؟

• بچت کرنے کیلئے / بیاریوں سے بیخے کیلئے /زرمبادلہ بچانے کیلئے

- 27. حرام جانوروں کا گوشت کھانا حرام ہونے کی کیاوجہ ہے؟
- خُونخوارى اور نجاست / موٹايے سے بچنے کيلئے / بياريوں سے بچنے کيلئے
- 28. رات کو کھانے کے فوری بعد سوجانے سے کون سی بیاری کا خطرہ بڑھ جاتا ہے؟
 - شوگر/فالج/ہارٹ اٹیک
 - 29. عموماً كھانے سے كتنى دير پہلے يانى پي لينا چاہئے؟
 - پانچ منٹ/ایک گھنٹہ / پندرہ ہیں منٹ
 - 30. جلدی جلدی کھانا کھانے سے کیا ہو تاہے؟
 - پیپ درد/بخار/کھانسی
 - 31. مر دكيليّ جسم كاكتناحصه دُهانيناضر وري بع؟
 - گردن سے ناف تک/ناف سے گھٹنوں تک/ناف سے ٹخنوں تک
 - 32. عورت كيلي جسم كے كون سے حصے نہ دھانينے كى إجازت ہے؟
 - سر اورياؤل / ہاتھ اور ياؤل / چېره ، ہاتھ اور ياؤل
 - 33. ہارے پیارے نبی عَلَیْ اللّٰہِ عُمُوماً کس رنگ کالباس بہنا کرتے تھے؟
 - سياه/سفيد/سرخ
 - 34. كون سى كروك سوناسنت رسول ہے؟
 - دائیں کروٹ / بائیں کروٹ /سیدھے
 - 35. سونے سے کتنی دیر پہلے کھانا بینا چھوڑ دینا چاہئے؟
 - دوگفٹے/ایک گھنٹہ/ڈیڑھ گھنٹہ
 - 36. الله تعالیٰ کے بعد إنسان پر سب سے زیادہ حق کس کا ہے؟
 - اساتذه / والدين / بهن بهائي

37. والدین سے آگے چلنے کی اِجازت کس صورت میں ہے؟

• جبزیاده جلدی هو / جب نماز کیلئے جاناه و / جب راسته صاف نه هو

38. الله تعالی کے نزدیک نماز کے بعد سب سے پیندیدہ عمل کون ساہے؟

• مسجد کی صفائی کرنا/روزہ رکھنا/ماں باپ کے ساتھ حُسنِ سلوک کرنا

39. أخلاق حسنه إنسان مين كياپيدا كرتے ہيں؟

• رُوح کی پاکیز گی / نفس کی پاکیز گی / نفس کی حماقت

40. شیطان کے بہکاوے میں آکر کون سے اخلاق پیدا ہواتے ہیں؟

• أخلاق حسنه/أخلاق سيئه/أخلاق فاضله

41. قیامت والے دن بندے کے نامہ اُعمال میں سب سے زیادہ وزن کس شے کاہو گا؟

• نمازي / أخلاق حسنه / صدقات

باب نمبر 4: شرم وحياء

اِس باب کا بنیادی مقصد بچوں کو شرم و حیاء کا پیکر بنانا اور اُن کے ایسے سوالوں
کے جواب فراہم کرنا ہے جو وہ حیاء کی وجہ سے اپنے والدین سے پوچھنے سے
کتراتے ہیں یا اُن کے والدین حیاء کے خود ساختہ تصور کے باعث بتانے سے
بچکچاتے ہیں، جس کے منتج میں بچوں کے بے راہ روی میں پڑجانے کے إمكانات
پیداہوجاتے ہیں،

علاوہ اُزیں اِس باب میں بچوں کو ممکنہ اِستحصال سے بچانے کیلئے اُن کی خصوصی رہنمائی بھی کی گئی ہے۔ دورِ نوبلوغت میں بےلوث محبت کا جذبہ عروج پر ہوتا ہے۔ اگر بچوں کو والدین اور اساتذہ کی طرف سے مناسب رہنمائی ملے تواُن کے اِس جذبے کو خدمتِ خلق کی طرف منتقل کیا جاسکتا ہے، جس سے نہ صرف وہ منفی رُجحانات سے نج سکتے ہیں بلکہ معاشرے میں ایک مثبت اِنقلاب بھی جنم لے سکتا ہے۔

شرم وحیاء اور پاکدامنی ایک مسلمان کی بنیادی شاخت اور اِسلامی معاشرے کی بنیاد ہے۔ اِسلام کے تشکیل دیئے گئے معاشر تی نظام میں شرم وحیاء کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ اِسلام میں شرم وحیاء کو اِیمان کا لاز می حصہ قرار دیا گیا ہے۔ بے شرمی کی باتیں اور بے شرمی کی حرکتیں اِنسان کو دِین سے دُور لے جاتی ہیں۔ جو شخص حیاء کا دامن چھوڑ دیتا ہے گویاوہ دین سے دُوری اِختیار کر لیتا ہے۔

اِسلام دین فطرت ہے اور حیاء فطرت کا بنیادی تقاضا ہے۔ حیاء مر داور عورت دونوں کا یکساں اَخلاقی وصف ہے، جو قصۂ آدم و حوامیں نظر آتا ہے۔ اللہ ربّ العزت نے قر آنِ مجید میں فرمایا کہ جب دونوں میاں ہیوی نے اہلیس کے دھوکے میں آکر شجرِ ممنوعہ کا پھل کھالیا تو اُس کے اثر سے اُن کے جسموں میں ایسی حیاتیا تی تبدیلی رُونما ہوئی، جس سے دونوں کی شر مگاہیں اُن کیلئے ظاہر ہو گئیں۔ دونوں کو اپنی ہر ہنگی کا اِحساس ہوا تو اُنہوں نے فطری حیاء کے زیر اثر فوراً در ختوں کے پتوں سے اپنی شر مگاہیں ڈھانے لیں۔ (230)

اِس زمینی زندگی کی قیدسے آزادی کے بعد جنت کی طرف واپسی کے سفر کی ضانت بھی شرم و حیاء کے اِسلامی تصوّر کے ساتھ جڑی ہوئی ہے۔ ہمارے پیارے نبی اکرم مَنْ اللَّهُ عِنْمَ نے فرمایا: "تم میں سے جو شخص مجھے اپنی

⁽²³⁰⁾ فَلَمَّا ذَاقًا الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا سَوْءَاتُهُمَا وَطَفِقًا يَخْصِفَانِ عَلَيْهِمَا مِن وَرَقِ الْجَنَّةِ (230) (القرآن، الأعراف، 7: 22)

[&]quot;سوجب دونوں نے درخت (کے پھل) کو چکھ لیا تو دونوں کی شرم گاہیں ان کے لئے ظاہر ہو گئیں اور دونوں اپنے (بدن کے)اویر جنت کے بیتے دیکانے لگے۔"

زبان اور شر مگاه کی حفاظت کی ضانت دیتا ہے میں اُسے جنت کی ضانت دیتا ہوں۔"(231)

حضور نبی اکرم مَنَّ النَّیْنِ نِے فرمایا: "ایمان کی 60سے زیادہ شاخیں ہیں اور حیا بھی ایمان کی ایک شاخ ہے۔"
ایک مقام پر آپ مَنَّ النَّیْنِ نے فرمایا: "پہلی شے جسے اِس اُمت سے اُٹھالیا جائے گاوہ حیاء اور اَمانت ہے، پس تم
ان دونوں چیزوں کا اللہ تعالی سے سوال کرو!" پیارے نبی مَنَّ النَّیْنِ آنے ایک مقام پر فرمایا: "حیاء اور اِیمان آپس
میں ملے ہوئے ہیں، وہ دونوں ایک دُوسرے سے الگ نہیں ہوتے، اور اگر اِن میں سے ایک بھی اُٹھ جائے تو
دُوسر انجھی خود بخو داُٹھ جاتا ہے۔"(232)

حضور نبی اکرم مَثَلَقَیْمُ نے دین اِسلام کا دُوسرے اَدیان کے ساتھ موازنہ کرتے ہوئے فرمایا: "ہر دین کی ایک پہچان ہوتی ہے اور ہمارے دین کی جداگانہ پہچان نشر م وحیاء 'ہے۔ "اِس حدیث کا مفہوم ہے ہے کہ شر م وحیاء کسی بھی برے کام سے روکنے کا واحد ذریعہ ہے اور جب کسی میں شر م کافقد ان ہو جائے اور حیاء باقی نہ رہے تواب اُس کاجو جی چاہے گاوہ بی کرے گا ور جب اِنسان اپنی مرضی کا غلام بن جاتا ہے تواس کا یقین انجام تباہی بن جاتا ہے۔ اِسی حقیقت کی طرف اِشارہ کرتے ہوئے آپ مَثَلِّ اِنْدُامُ نِی خرمایا: "جب اللہ تعالی کسی بندے کو ہلاک کرناچاہے تواس سے شرم وحیا کو چھین لیتا ہے۔ "

الله تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں اہلِ إیمان کو مخاطب کر کے شیطانی راستوں سے بیخے اور بے حیائی سے رُکنے کا

⁽²³¹⁾ مَنْ يَضْمَنْ لِي مَا بَيْنَ لِحييهِ وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ أَضْمَنْ لَهُ الْجَنَّةَ

⁽صحيح البخاري، 5/ 2376، الرقم/ 6109)

^{&#}x27;'جو شخص مجھے اپنے دونوں جبڑ وں کے در میان موجو د (زبان)اور اپنی دونوں ٹانگوں کے در میان موجو د (شر مگاہ) کی ضانت دیتا ہے میں اُسے جنت کی ضانت دیتا ہوں۔''

⁽²³²⁾ اَلْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِنَ الْإِيْمَانِ (صحيح البخاري، 1/12، الرقم/ 9. سنن ابن ماجه، 1/22، الرقم/ 58) "حياء ايمان كي ايك ابمم شاخ ہے۔"

حکم دیاہے۔ (233)

حیاء اِنسان اور گناہ کے در میان میں حائل ہونے والی چیز ہے۔ اگر حیاء طاقتور ہو تو گناہ کی قوت ماند پڑجاتی ہے، اور اگر حیاء کمزور پڑجائے تو گناہ کی قوت غالب آجاتی ہے۔ حیاء ہمارے ایمان کو طاقت دیتی ہے کہ ہم حلال و حرام میں تمیز کر سکیں۔

دُکھ، خوشی اور غصے کے إظہار کے طریقے إنسانوں کے علاوہ جانوروں میں بھی پائے جاتے ہیں، جبکہ شرم وحیاء ایسا وصف ہے جو صرف إنسانوں میں پایا جاتا ہے۔ حیاء جانور اور إنسان کے در میان فرق کی بنیادی علامت ہے۔ اگر لب ولیج، حرکات و سکنات اور عادات و اَطوار سے شرم وحیاء رُخصت ہو جائے تو پھر باقی تمام اچھائیال کسی کام کی نہیں رہتیں۔ جب تک إنسان شرم وحیاء کے دائرے میں رہتا ہے وہ ذِلت ورُسوائی سے بچار ہتا ہے اور جب وہ شرم وحیاء کو چھوڑ دیتا ہے تو پھر وہ بے پرواہو کر گھٹیا و بدترین کام بھی بڑی ڈِھٹائی کے ساتھ کرتا چلا جاتا ہے۔

دین إسلام کی ساری تعلیمات إنسان کو حیاء داری کا درس دیتی ہیں۔ اِس لئے اگر کوئی شخص بے حیاء ہو جائے تو اُس کا دین اِسلام سے کوئی تعلق نہیں رہتا۔ حضور نبی اکرم مَثَّلَ اَیْنِیْم کا فرمان ہے: "اگر تم حیاء نہیں کرتے توجو مرضی کرتے پھرو۔ "(234)

(233) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ وَمَن يَتَبَعْ خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ فَإِنَّهُ يَأْمُرُ بالْفَحْشَاءِ وَالْمُنكِرِ

⁽القرآن، النور، 24: 2Í)

[&]quot;اے ایمان والو! شیطان کے راستوں پر نہ چلو، اور جو شخص شیطان کے نقوشِ قدم پر چلتا ہے تو وہ یقیناً بے حیا کی اور برے کاموں (کے فروغ) کا حکم دیتا ہے۔"

⁽²³⁴⁾ إِذَا لَمْ تَسْتَحِ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ (صحيح البخاري، 3/1284، الرقم/ 3296. سنن ابن ماجه، 2/1400، الرقم/ 4183.)

ہمارے پیارے نبی اکرم منگافیائی کا خلاق و کر دار تمام بنی نوع اِنسان کیلئے منفر د، بے مثال اور قابلِ تقلید ہے۔ آپ منگافیائی میں شرم و حیا کی صفت اِتنی نمایاں تھی کہ صحابہ کرامؓ آپ کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے: ''حضور نبی اکرم منگافیائی پر دہ نشین کنواری لڑکیوں سے بھی بڑھ کر حیادار تھے۔''(235)

حضور نبی اکرم مَنَّ اللَّيْرِ اَسے مروی احادیثِ مبارکہ سے جہاں حیاء کی ترغیب ملتی ہے، وہاں بے حیائی کی مذمت بھی کی گئی ہے۔ حضور نبی اکرم مَنَّ اللَّیْرِ اِن فرمایا: "حیاء ایمان کا حصہ ہے اور ایمان جنت میں لے جاتا ہے۔ بھی کی گئی ہے۔ حضور خلم جہنم میں لے جاتا ہے۔ "(236)

حضرت انس ؓ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم مُثَلِّقَائِم نِے فرمایا ہے: "بے حیائی جس چیز میں آتی ہے اُسے عیب دار بناتی ہے اور حیاء جس شے میں آتی ہے اُسے مزین کر دیتی ہے۔"(237)

دُنیوی و اُخروی کامیابی کاراسته شرم و حیاء کو اِختیار کرنے اور بے راہ روِی و بے حیائی کو ترک کرنے میں پوشیدہ ہے۔

"اگرتم حیاء نہیں کرتے توجو مرضی کرتے پھرو۔"

(235) كَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وآله وسلم أَشَدَّ حَيَاءً مِنَ الْعَذْرَاءِ فِي خِدْرِهَا (235) كَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وآله وسلم أَشَدَّ حَيَاءً مِنَ الْعَذْرَاءِ فِي خِدْرِهَا (2320) (صحيح البخاري، 3/1306) الرقم/2320) "حضور نبي اكرم صلى الله عليه وآله وسلم پر ده نشين كنوارى لركى سے بھى بڑھ كرحيا دارتھے۔"

(236) اَلْحَيَاءُ مِنَ الْإِيمَانِ، وَالْإِيمَانُ فِي الْجَنَّةِ، وَالْبَذَاءُ مِنَ الْجَفَاءِ، وَالْجَفَاءُ فِي النَّارِ (سنن الترمذي، 4/ 365، الرقم / 2009. سنن ابن ماجه، 2/1400، الرقم/ 4184.) "حياء إيمان كا حصه ہے اور إيمان جنت ميں لے جاتا ہے۔ فخش گوئی جفاہے اور جفا (ظلم وزيادتی) جہنم ميں لے جانے كاباعث ہے۔"

(237) مَا كَانَ الْفُحْشُ فِي شَيءٍ إِلَّا شَانَه، وَمَا كَانَ الْحَيَاءُ فِي شَيءٍ إِلَّا زَانَهُ (237) مَا كَانَ الْفُحْشُ فِي شَيءٍ إِلَّا زَانَهُ (4185 منن الترمذي، 4/ 349، الرقم/ 1974. سنن ابن ماجه، 2/ 1400، الرقم/ 349) "ب حيائى جس چيز مين آتى ہے اسے عيب دار بناتى ہے اور حياجس شے ميں آتى ہے اسے مزين كر ويتى ہے۔"

I.ستر پوشی

ستر پوشی (بعنی شر مگاہ کا ڈھانپنا) شرم و حیاء کا فطری تقاضا ہے۔ ستر پوشی کے حوالے سے حضور نبی اکرم مُنَّاتِیْمِ نے فرمایا: ''لوگو! (تنہائی میں بھی) بر ہنگی سے پر ہیز کرو (بعنی بلاوجہ ستر نہ کھولو) کیونکہ تمہارے ساتھ ہر وقت فرشتے موجود ہوتے ہیں، جو کسی بھی وقت تم سے جدا نہیں ہوتے، لہذا اُن سے حیاء کرو اور اُن کا اِحترام کرو۔''

ستر پوشی کے حوالے سے ایک اور حدیث مبار کہ میں آپ مگانٹی کا نے فرمایا: ''کوئی مَر دکسی دُوسرے مرد کے ستر (نثر مگاہ) کی طرف اور کوئی عورت کسی دُوسری عورت کی ستر کی طرف نگاہ نہ کرے۔''مرد کاستر ناف کے نیچے سے گھٹنوں کے نیچے سے گھٹنوں کے نیچے سے گھٹنوں کے نیچے سکے ایمنی اِستر چیرے، ہاتھوں اور پاؤں کے سواپورا جسم ہے۔

2. پر ده

الله ربّ العزت نے خواتین کو پر دے کا تھم دیئے سے پہلے قر آنِ مجید میں سورۃُ النور کی آیت نمبر 30 میں مَر دول کی قر دول کے فرما دیں کہ وہ اپنی نگاہیں نیجی رکھا کریں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کیا کریں۔"(238)

بے حیائی کے فروغ کیلئے شیطان نے ٹین ایجرز میں اِس غلط تصور کو فروغ دے رکھاہے کہ اصل پر دہ تو دل کا

⁽²³⁸⁾ قُل لِّلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ ذَلِكَ أَزْكَى لَهُمْ إِنَّ اللهَ خَبِيرٌ بِمَا يَصْنَعُونَ

^{(َ}القرآن، النور، 24: 30)

[&]quot;آپ مؤمن مَر دول سے فرمادیں کہ وہ اپن نگاہیں نیجی رکھا کریں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کیا کریں، یہ ان کے لئے بڑی یا کیزہ بات ہے۔ بیشک اللہ ان کامول سے خوب آگاہ ہے جو یہ انجام دے رہے ہیں۔"

ہو تا ہے۔ یعنی دل پاکیزہ ہو اور آنکھ میں حیاء ہو، تو یہی پر دہ کافی ہے، جسمانی پر دے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ جبکہ حقیقت رہے ہے کہ اگریہ بات درست ہوتی تواللہ اور اُس کارسول مُثَاثِیَّا مُؤَمِّین کو یوں پر دے کا حکم نہ دیتے۔

خواتین کی موجود گی میں مَر دول کو اپنی نگاہیں جھکا کرر کھنے کا حکم دینے کے بعد اللہ ربّ العزت نے اگلی آیت میں خواتین سے اِرشاد فرمایا: "اور آپ مو من عور توں سے فرمادیں کہ وہ (بھی) اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں اور اپنی شر مگاہوں کی حفاظت کیا کریں اور اپنی آرائش و زیبائش کو ظاہر نہ کیا کریں سوائے (اسی حصہ) کے جو اُس میں سے خود ظاہر ہو تا ہے اور وہ اپنے سروں پر اوڑھے ہوئے دوپٹے (اور چادریں) اپنے گریبانوں اور سینوں پر (بھی) ڈالے رہا کریں اور وہ اپنے بناؤ سنگھار کو (کسی پر) ظاہر نہ کیا کریں سوائے اپنے شوہر وں کے یا سینوں پر (بھی) ڈالے رہا کریں اور وہ اپنے بناؤ سنگھار کو (کسی پر) ظاہر نہ کیا کریں سوائے اپنے شوہر وں کے باپنے بھائیوں یا اپنے بھوئی دادایا اپنے شوہر وں کے باپنے بھائیوں یا اپنے بھائیوں یا اپنے بھی موہ ہوئی ہوں یا وہ بچ جو (کم سینی کے باغد ابھی) عور توں کی پر دہ والی سے وہ خدمت گار جو خواہش و شہوت سے خالی ہوں یا وہ بچ جو (کم سینی کے باغث ابھی) عور توں کی پر دہ والی کے بر دوں میں کے بروں کی جھنکار سے آگاہ نہیں ہوئے (بیہ بھی مشتیٰ ہیں) اور نہ (چلتے ہوئے) اپنے پاؤں (زمین پر اِس طرح) مارا کریں کہ (بیروں کی جھنکار سے) اُن کا وہ سنگھار معلوم ہو جائے جے وہ (حکم شریعت سے) پوشیدہ کئے ہوئے ہیں ، اور تم سب کے سب اللہ کے حضور تو ہہ کر و، آے مؤمنو! تاکہ تم (اِن آدکام پر عمل پیرا ہو کر) فلاح یا وائے "سے کا جو گائیں۔

3. بد نظری

شرم و حیاء جنس مخالف کی موجود گی میں نگاہوں کو پست کر لینے کا نام ہے، جبکہ نظر بازی اور بد نظری سے ناجائز آشائیوں کے راستے کھلتے ہیں، جس کے نتیجے میں معاشرہ تباہی کے گڑھے میں جاگر تاہے۔اگر آپ کی

⁽²³⁹⁾ القرآن، النور، 24: 31

نظر اِتفاقاً کسی نامحرم کے چہرے پہ پڑتی ہے تواپنی نگاہیں جھکالیں اور اللہ تعالی سے بے پناہ اجرپائیں۔

ایک حدیثِ مبارکہ میں حضور نبی اکرم مَنَّاتَیْتِمْ نے نظر باز (مَردوں) اور نظر بازی کیلئے اُکسانے والی (عورتوں) پر لعنت فرمائی۔ اچانک نظر پڑجانے کے حوالے سے بوچھا گیاتو آپ مَنَّاتَیْتِمْ نے فرمایا کہ اُدھر سے فوری اپنی نگاہ چھیر لیں توکوئی گناہ نہیں۔

کسی غیر اَخلاقی منظر پر نگاہ پڑتے ہی فوراً اپنی نظریں اُس سے ہٹالیں اور اُسے دوبارہ مت دیکھیں۔ دین اِسلام اِسے پیروکاروں کو اپنی نگاہیں نیچی رکھنے کا حکم دیتا ہے، کیونکہ آئکھیں بھی زنا کرتی ہیں۔ حضور نبی اکرم مُٹایالیُا مُلِی کی حدیثِ مبار کہ ہے: "آئکھ کا زنا بے حیائی دیکھنا ہے اور زبان کا زنا فخش گفتگو کرنا ہے۔ نفس شہوت کو بھڑ کا تا ہے، جس کے نتیجے میں شرمگاہ بے حیائی کے ساتھ اُس کی تصدیق کرتی ہے یا جیاء داری کے ساتھ اُس کی تعدیب کرتی ہے۔ "(240)

کسی غیر محرم یا اُس کی تصویر کوبد نظری کے ساتھ دیکھنے سے اِجتناب دین کابنیادی تقاضا ہے۔ بد نظری بہت سے حرام کاموں کو جنم دیتی ہے، جو اِنسان کیلئے تباہ کن ثابت ہوتے ہیں۔ بد نظری سے نج کر آدمی سیڑوں گناہوں اور آفتوں سے محفوظ رہ سکتا ہے۔ حضور نبی اکرم منگافیڈیٹم نے اِر شاد فرمایا: " نظر شیطان کے تیروں میں سے ایک زہریلا تیر ہے۔ جو شخص خداخو فی کے ساتھ اپنی نظر کی حفاظت کر تا ہے اللہ تعالیٰ اُس کے عوض اُسے ایسالِیمان عطافرما تا ہے جس کی مٹھاس وہ اپنے دل میں محسوس کر تا ہے۔ "(241)

(240) فَزِنَا الْعَيْنِ النَّظَرُ، وَزِنَا اللِّسَانِ الْمَنْطِقُ، وَالنَّفْسُ تَتَمَنَّى وَتَشْتَهِي، وَالْفَرْجُ يُصَدِّقُ ذَلكَ أَوْ يُكَذِّبُهُ.

⁽كنز العمال، 5/ 129، رقم الحديث/ 13049)

[&]quot;آنکھ کا زنا(بے حیائی) دیکھناہے، زبان کا زنا(فخش) گفتگو کرناہے، اور نفس آرزو اور (بری) خواہش کرتاہے اور شرمگاہ (بے حیائی کے ساتھ) اُس کی تصدیق کرتی یا (حیاء داری کے ساتھ) اُس کی تکذیب کرتی ہے۔"

⁽²⁴¹⁾ إِنَّ النَّظْرَةَ سَهْمٌ مِنْ سِهَامِ إِبْلِيْسَ مَسْمُوْمٌ، مَنْ تَرَكَهَا مَخَافَتِي أَبْدَلْتُهُ إِيْمَانًا يَجِدُ

4. إختلاطِ مر دوزن

ٹین ایجرز لڑکے اور لڑکیوں کا باہمی ملنا جانا، اُن کا اکیلے پکنک و غیرہ پر جانا اور آپس میں ہاتھ ملانا قطعاً جائز نہیں ہے۔ یہ اِسلام کی تعلیمات کے خلاف ہے۔ بالعموم دیکھنے میں آتا ہے کہ ٹین ات میں بیچے اور پچیاں باہمی میں جول اور آپس میں ہاتھ ملانے میں شرم اور جھیک محسوس نہیں کرتے۔ آجکل مغربی تہذیب کی نقالی میں ہاتھ ملانے کو عار محسوس نہیں کیا جاتا، جس کے نتیجے میں جھوٹی عمر میں ہی بیچے اِختلاطِ مَر دوزن کو معمول کا حصہ سیجھتے ہیں۔ اِسلام نے دورِ نو بلوغت سے ہی لڑکوں اور لڑکیوں کے بلاروک ٹوک میل جول اور مخلوط کھیلوں سے منع فرمایا ہے۔ ہمیں جا ہیئے کہ جنس مخالف کے کزنز اور دیگر رشتہ داروں سے سلام لیتے ہوئے ہاتھ ملانے کی بجائے صرف زبانی سلام کیا جائے اور مصافحہ سے اِجتناب برتا جائے۔ (242)

تعلیمی إداروں میں داخل ہوتے وقت لڑکوں اور لڑکیوں کا ایک دُوسرے سے ہاتھ ملانا اور تنہائی میں اکشے بیٹھنا، فیملی اور اَعرِّاء و اَ قارب میں نامحرم لڑکوں لڑکیوں کا آپس میں ہاتھ ملانا، اور سیلفی لینا، شادی بیاہ کی غیر شرعی رسومات میں بچے بچیوں کا اکٹھے شریک ہونا، سب بے حیائی کے زُمرے میں آتا ہے۔ شادی، بیاہ اور اِس طرح کی دیگر تقریبات میں مَر دوخوا تین کیلئے الگ الگ با پر دہ اِنتظام ہونا چاہئے اور قریب البلوغ بچے اور ایس کے بھی اِس پرعملدر آمد کریں۔

حَلَاوَتَهُ فِي قَلْبهِ.

⁽الطبراني في المعجم الكبير، 10/ 173، الرقم/ 10362.)

^{&#}x27;' نظر شیطان کے تیروں میں سے ایک زہر یلا تیر ہے ، جو اسے میرے خوف سے چھوڑ دے تو میں اس کے عوض اسے ایساایمان عطاکروں گاجس کی مٹھاس وہ اپنے دل میں محسوس کرے گا۔''

⁽²⁴²⁾ إِنِّي لَا أُصَافِحُ النِّسَاءَ.

⁽سنن النسائي، 7/ 149، الرقم/ 1814. سنن ابن ماجه، 2/ 599، الرقم/ 2874.)

[&]quot;میں عور تول سے مصافحہ نہیں کر تا**۔**"

نامحرموں کے ساتھ بے تکلّفانہ تعلقات إنسان کو آزمائش میں ڈال دیتے ہیں، اِس لئے شریعت ِاسلامیہ نے نامحرموں کو دیکھنے سے بھی منع فرمایا ہے۔

حضور نبی اکرم مُنگَانِیَّا نے عور توں جیسا عُلیہ اِختیار کرنے والے مَر دوں پر اور مر دانہ عُلیہ اِختیار کرنے والی عور توں پر لعنت فرمائی ہے۔(243)

إنسان جب كرة ارض سے اپنی والپسی كو بھول جاتا ہے تو وہ اِسی زمینی دُنیا كو جنت جیسا بنانے کی كوشش میں مخلوط محفلوں، بے لباسی، روشن خیالی اور مادر پدر آزادی كو اپنا كرخوش ہو تا ہے، حالا نكہ بيہ توشيطان كی ایک چال ہے۔ شيطان قطعی نہيں چاہتا كہ إنسان واپس جنت میں جاسكے۔ اُس کی پوری كوشش ہے كہ وہ زیادہ سے زیادہ اِنسانوں كو اپنے ساتھ جہنم میں لے جائے۔

5. تنهائي ميں ملاقاتيں

شرم و حیاء کا بنیادی نقاضاہے کہ کوئی شخص کسی نامحرم عورت سے تنہائی میں ملاقات نہ کرے۔ شیطان جو انسان کا اَزلی دُشمن ہے وہ ہمیشہ اُنہیں گناہ کی طرف اُکسائے گااور اگرچہ وہ گناہ میں مبتلانہ بھی ہوں تو بھی دُنیا اُنہیں ضرور شک کی نگاہ سے دیکھے گی اور وہ دونوں بدنام ہو جائیں گے۔ ایسی صورت میں اُن دونوں کی زندگی میں بہت سے مسائل پیداہوسکتے ہیں۔ چنانچہ حضور نبی اکرم مَنگَالَّیُرُمُّ اس سے منع فرمایا۔ (244)

⁽²⁴³⁾ لَعَنَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ المُتَشَبِّهِينَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ، وَالْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ

⁽صحيح البخَاري، 5/2207، رقم الحديث/5546، وسنن أبي داود، 60/4، رقم الحديث/4097،

[&]quot;رسول الله مَثَلَّاتِيَّةً نِعُ نِعُور تول كے ساتھ مشابہت ركھنے والے مر دول پر اور مر دول كے ساتھ مشابہت ركھنے والى عور تول يرلعنت فرمائي ہے۔"

⁽²⁴⁴⁾ مَنِ اتَّقَى الشُّبُهَاتِ فَقَدِ اسْتَبْرَأَ لِدِيْنِهِ وعِرْضِهِ

صنفِ مخالف سے تنہائی میں ملاقات کلیتاً ممنوع ہے۔ اِس حوالے سے حضور نبی اکرم مُنگَافِیَوِّم نے ایک موقع پر فرمایا کہ جب بھی کوئی شخص تنہائی میں کسی نامحرم عورت سے ملتا ہے تو وہاں اُن دونوں کے علاوہ تیسر ا "شیطان" بھی موجو دہو تاہے۔ (245)

اِسی حوالے سے حضور نبی اکرم مَثَلَّقَلِیَّا نے مزید فرمایا: ''تم اُن عور تول کے گھروں میں مت جایا کروجن کے شوہر باہر گئے ہوئے ہوں، کیونکہ شیطان اِنسان کی رگوں میں خون کی طرح دوڑ تاہے۔''(246)

6. ہم جنس پر ستی

اِسلامی تعلیمات کی روشنی میں ہم جنس پرستی ایک نہایت بُرا فعل ہے۔ اِسلام دینِ فطرت ہے، چنانچہ ہر معاطع میں اِنسان کے فطری تقاضوں اور ضابطوں کے مطابق رہنمائی کرتا ہے۔ نکاح صرف جنس مخالف کے ساتھ (یعنی مر داور عورت کے در میان) ہی ہو سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اِسلام میں مر د کا مر د کے ساتھ اور عورت کے ساتھ ذکاح بیرے سے ممکن ہی نہیں۔

قر آنِ مجید کے مطابق یہ گھٹیا عمل آج سے چار ہز ارسال پہلے حضرت لوط کی قوم نے اِیجاد کیا تھا۔ اُس بد بخت قوم کے جرائم میں سے ایک بڑا جرم یہ تھا کہ وہ شرم و حیاء سے عاری ہو چکی تھی اور بے حیائی کے کام بھری

(صحيح البخاري، 1/ 28، الرقم/ 52. صحيح مسلم، 3/ 1219، الرقم/ 1599) "جوشبه مين ڈالنے والى چيز سے بچاأس نے اپنے دين اور عزت كو محفوظ كر ليا۔"

(245) لَا يَخْلُونَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ إِلَّا كَانَ ثَالِثَهُمَا الشَّيْطَانُ (سنن الترمذي، 3/ 474، الرقم/ 1171. أحمد بن حنبل في المسند، 3/ 446، الرقم/ 15734)

''کوئی مر دکسی عورت کے ساتھ اکیلانہیں ہو تاسوائے یہ کہ اُن کے ساتھ تیسر اشیطان ہو تاہے۔''

(246) إِنَّ الشَّيْطَانَ يَبْلُغُ مِنَ الْإِنْسَانِ مَبْلَغَ الدَّمِ. (صحيح البخاري، 2/ 715، الرقم/ 1930. صحيح مسلم، 4/ 1712، الرقم 2175) "شيطان انسان كے اندر خون كي طرح دوڑ تاہے۔" محفلوں میں سرِعام کیا کرتی تھی۔ قوم لوط کے لوگوں کی گفتگو، اُن کی حرکات و سکنات، اِشارات و کنایات اور اُن کے محلے اور بازار سب کے سب بے حیائی اور عُریانی و فحاشی کا گڑھ بن چکے تھے، یہی وجہ ہے کہ وہ اللّٰہ تعالٰی کی طرف سے سخت عذاب کے حق دار کھہرے۔

آج کے وَور میں اللہ تعالیٰ کی خدائی کا اِنکار کرنے والی قومیں شیطان کی پیروی کرتے ہوئے نہ صرف اپنے ملکوں میں ہم جنس پر ستی کو رواج دینے کیلئے اُس کے حق میں قانون سازی کر چکی ہیں بلکہ وُوسرے ممالک میں بھی اسے فروغ دینے کیلئے کوشاں ہیں۔ ہم جنسی پر ستی میں مبتلا ہونے والے اَفراد کو عموماً ایسی پیچیدہ جسمانی و نفسیاتی بیاریاں لاحق ہو جاتی ہیں، جن کاعلاج کر وڑوں روپیہ خرچ کر کے بھی ممکن نہیں ہویا تا۔

اِسلام میں ہم جنس پرستی کوایک جُرم قرار دیا گیاہے اور اُس کامر تکب ہونے والے اَفراد کیلئے سزائے موت ہے۔ (مزید تفصیلات کیلئے ملاحظہ ہو واقعہ قوم لوط)

7. خودلذتي

اپنے جسم کے ساتھ کھیلنے کی گندی عادت اِنسان کو جسمانی ورُوحانی طور پر کمزور بنادیتی ہے۔ اللہ تعالی کو کمزور مؤمن کی بجائے طاقتور مؤمن پیند ہے۔ اپنی شر مگاہ کو بلاوجہ دیکھنا یاکسی شرعی عُذر کے بغیر اُسے چھوناایک نازیباحر کت ہے، جوانسان کو جسمانی اور رُوحانی بیاریوں میں مبتلا کر سکتی ہے۔ تاہم اِس کا یہ مطلب بھی نہیں کہ اِستخاءاور نجاستوں کی صفائی وغیرہ کیلئے بھی شر مگاہ کو ہاتھ لگانا ممنوع سمجھا جائے۔ اِس عمل سے بچنے کیلئے جند ہدایات دی جارہی ہیں۔

- 1. بلوغت کے بعد نکاح میں بہت زیادہ تاخیر نہ کی جائے۔
- 2. اگر نکاح کی اِستطاعت نه ہو تو کثرت سے روزے رکھے جائیں۔
- د. نگاہوں کی حفاظت کی جائے اور اگر کسی فخش منظریہ نظریر جائے تو فوری اُس سے نظر ہٹالی جائے۔
- 4. خیالات کوپاکیزه رکھنے کی کوشش کی جائے اور کوئی فخش خیال آنے پر اللہ کا ذکر اور اُس کی یاد کی

- طرف متوجه ہواجائے۔
- غذا کوساده رکھا جائے تا کہ سفلی جذبات کم سے کم پیدا ہوں۔
- 6. خود کومصروف رکھیں اور زیادہ سے زیادہ مثبت سرگر میاں شروع کریں۔
- 7. جذبات کو بھڑ کانے والی فلموں، ڈراموں، ناول، ویب سائٹس اور رسائل و جرائد سے پر ہیز کریں۔
 - 8. جسمانی مشقت کریں اور خود کو کسی کھیل کو دیاجسمانی ورزش میں مصروف کریں۔
 - 9. بُری صحبت سے بچیں اور جنسی موضوعات پر بات کرنے والوں سے دُور رہیں۔
 - 10. جنسی حوالے سے تجسّس شیطانی راہ پر لے جاسکتا ہے، چنانچہ اس سے لاز می بچتے رہیں۔
- 11. کسی گناہ کے سر زد ہونے کے بعد مایوس نہ ہوں بلکہ توبہ کرکے نئے سِرے سے اِطاعت و بندگی والی زندگی نثر وع کریں۔

8. شرم وحیاء کے خود ساختہ تصورات

شرم وحیاء کے جوخودساختہ تصورات ہمارے معاشرے میں عام پائے جاتے ہیں، عرب وعجم کے دیگر ممالک میں ایسے کوئی تصورات موجود نہیں ہیں۔ قرآن و حدیث کو ترجمہ کے ساتھ پڑھنے کی عادت ڈالی جائے تو ایسے خودساختہ تصورات خود بخود درست ہوسکتے ہیں۔

شرم و حیاء کے خود ساختہ تصورات جہاں لو گوں کو دینی تعلیم اور بنیادی طبی معلومات حاصل کرنے سے روکے رکھتے ہیں وہیں دُوسری طرف اِسی نام نہاد شرم و حیاء کے علمبر دار لوگ خواتین اور بچوں کی موجودگی میں بازاروں میں ایک دُوسرے کومال بہن کی ننگی گالیاں دے رہے ہوتے ہیں اور اُس وقت اُنہیں اپنے حیا باختہ ہونے کاذرّہ برابر اِحساس نہیں ہوتا۔

شرم وحیاء کا اِسلامی تصور ہمیں بیہ نہیں کہتا کہ

- بندہ شرم کے مارے دین کی بنیادی تعلیمات بھی حاصل نہ کرے۔
- والدین اپنے بچوں کو فقہ اِسلامی کی بنیادی تعلیمات سکھاتے ہوئے بھی شرم محسوس کریں۔
- بچے اپنے ساتھ پیش آنے والے کسی شر مناک واقعہ کو اپنے والدین کے ساتھ شیئر کرکے اپنے تحفظ کو بھی یقینی نہ بنا سکیں۔

شرم وحیاء کا یہ مطلب ہر گزنہیں ہے کہ لڑکا پہلے اِحتلام پر گھبر اجائے، اُسے اِتنا بھی معلوم نہ ہو کہ اُس پر عنسل واجب ہو چکا ہے اور وہ اِس حوالے سے رہنمائی کیلئے اپنے والدسے بھی بات کرنے کی ہمت نہ کر سکے۔
اِسی طرح شرم و حیاء کا یہ مطلب ہر گزنہیں ہے کہ لڑکی اپنا پہلا حیض آنے پر خوفز دہ ہوجائے، شرم کے مارے اپنی زندگی کو عذاب سمجھنے لگے، اُسے اِتنا بھی معلوم نہ ہو کہ اب اُسے اگلے چند دن کیسی اِحتیاط کے ساتھ گزارنے ہیں اور وہ اِس حوالے سے رہنمائی کیلئے اپنی والدہ سے بھی بات کرنے کی ہمت نہ کر سکے۔
چنانچہ ضروری ہے کہ لڑکوں کو اُن کے باپ اور لڑکیوں کو اُن کی مائیں بلوغت سے پہلے بنیادی مسائل سے چنانچہ ضروری ہے کہ لڑکوں کو اُن کی پریشانی یا ہے راہ روی میں مبتلانہ ہونے پائیں۔

شرم و حیاء کا بیہ مطلب نہیں کہ لڑکیوں کو میڈیکل ایجو کیشن حاصل کرنے سے روکا جائے۔ بلکہ لڑکیوں کا میڈیکل ایجو کیشن حاصل کرنااِس لئے بھی ضروری ہو جاتا ہے کہ وہ خواتین سے متعلقہ بیاریوں اور زچگی کی پیچید گیوں کے دوران ایپ مریضوں کی کھل کرر ہنمائی اور علاج کر سکیں۔ زچگی کے دوران ایک خاتون کسی لیڈی ڈاکٹر کے ساتھ ہی کھل کر اپنی تکلیف اور إحساسات کا إظہار کر سکتی ہے۔ مر دڈاکٹر اُس کی کیفیت کو آسانی سے نہیں سمجھ سکتا، جتنی جلدی خاتون ڈاکٹر مسکلہ کی تہہ تک پہنچ سکتی ہے۔ اگر کسی معاشرے میں لڑکیوں کو میڈیکل ایجو کیشن کی اِجازت نہیں دی جائے گی تو اُس معاشرے کی خواتین کو اپنا علاج مرد ڈاکٹر وں سے کروانا پڑے گا، جو لا محالہ زیادہ فیج مسائل کا باعث سے گا۔ خواتین کو ماہواری، حمل اور زچگی سمیت اپنے جسمانی مسائل کے حل کیلئے لیڈی ڈاکٹر زکی ضرورت پڑتی ہے، جس سے کوئی صاحب بصیرت

إنكار نہيں كر سكتا۔

شرم و حیاء یہ ہے کہ بچے ایسے موضوعات کو آپس میں ڈسکس نہ کریں۔ کسی دُوسرے کو اپنے ساتھ ایسے موضوعات پر بات نہ کرنے دیں۔ اگر کوئی شخص بے شر می کی باتیں کر رہاہو تو اُسے منع کریں یا اُٹھ کر وہاں سے دُور چلے جائیں۔ حیاء والی بات پر کسی قسم کا سوال ہو تو اپنے والدین سے اُس وقت پوچھیں جب وہ اکیلے ہوں۔ بالخصوص لڑکے اپنے والد سے بہنوں کی موجو دگی میں ایسے سوالات نہ پوچھیں۔ اِسی طرح لڑکیاں بھی بھائیوں کی موجو دگی میں اپنی ماں سے ایسے سوالات کرنے سے اِجتناب کریں۔ ایسااِس لئے ضروری ہے کہ بہن بھائیوں کے در میان حیاء کا پر دہ بر قرار رہے۔

شرم وحیاء یہ ہے کہ بڑی عمر کے آفراد اگر طبی وُجوہات کی بناپر ایسے موضوعات کو آپس میں ڈسکس کرناچاہیں یادینی تعلیم کی کمی کی صورت میں ایک دُوسرے سے فقہی معلومات حاصل کرناچاہیں تووہ بچوں کی موجودگی میں اِحتیاط کریں۔ میڈیکل کے سٹوڈ نٹس بھی بچوں کی موجودگی میں اَفزائشِ نسل جیسے موضوعات کو زیر بحث نہ لائیں۔

شرم وحیاء یہ ہے کہ اپنے پر ائیویٹ اَعضاء کو بلاوجہ مت چھوٹیں۔ کسی کی موجود گی میں کپڑوں کے اندر ہاتھ ڈال کر خارِش نہ کریں۔ کسی کی موجود گی میں کپڑے ڈال کر خارِش نہ کریں۔ کسی کی موجود گی میں کپڑے ہرگز تبدیل نہ کریں۔ کپڑے تبدیل کرنے سے پہلے ہمیشہ کمرے کا دروازہ بند کرلیں یا واش روم میں چلے جائیں۔ اِسی طرح خواہ کیسے بھی حالات ہوں، گھرسے باہر مجھی بھی اپنے کپڑے نہ اُتاریں۔

شرم وحیاء کا تقاضایہ ہے کہ کرسی اور صوفے وغیر ہ پرٹانگوں کو بہت زیادہ کھول کرنہ بیٹھیں۔ لڑ کیاں گھر میں بھی اپنے بھائیوں اور کزنوں کی موجودگی میں کھلے گلے والے، ہاف بازو والے، جسم سے چپنے والے یا شفاف لباس پہننے سے گریز کریں۔ اپنے سینے پر دوپٹہ ڈالیس تا کہ جسم کے اُبھار نمایاں نہ ہونے پائیں۔ بچے والدین اور چچاو غیرہ کے کمرے میں داخل ہونے سے پہلے اِجازت لینے کی عادت ڈالیں۔

شرم وحیاء کا تقاضا یہ ہے کہ ہم تنہائی میں بھی حتیٰ الامکان اپنے ستر کو چھپانے کا اِمتمام کریں۔ حضور نبی

کامیاب زندگی . . . دور نوبلوعت کے سوالات

اکرم مَلَّاتِیْنِاً نے اِرشاد فرمایا: "الله تعالی حیاء کرنے والا اور ستر پوشی پیند کرنے والا ہے۔ اِس لئے جب تم میں سے کوئی غنسل کا اِرادہ کرے تووہ کسی چیز سے آڑ کر لے۔ ہمارار ہِ تنہائیوں میں بھی ہمارے اَعمال سے پوری طرح واقف ہے۔ "(247)

9. آثارِ بلوغت

جس طرح نومولود بچہ نو مہینے تک مال کے پیٹ میں اِرتقاء کے مراحل طے کرنے کے بعد اِس دُنیا میں آتا ہے، اِسی طرح پیدائش کے بعد چند سال گزارنے کے بعد لڑ کین میں بچہ بالغ ہو جاتا ہے۔ دُنیا کے مختلف خطوں کے موسم، طرزِ زندگی اورخوراک میں فرق کی بناء پر بلوغت کی عمر بھی فرق یا یاجا تاہے۔

لڑکوں کی بلوغت کی اِبتدائی علامات میں اُن کے چہرے پر داڑھی مُونچھ کے بالوں کا نمو دار ہونا ہے۔ اِس کے علاوہ بغلوں میں اور زیرِ ناف بال بھی بلوغت کی علامت شار کئے جاتے ہیں۔ تاہم لڑکوں کی بلوغت اُن کے پہلے اِحتلام سے ثابت ہوتی ہے، یعنی سونے میں خواب کے دوران جسم سے منی کا خارج ہونا۔ اِسلامی فقہ کی رُوسے ہر بار اِحتلام کے بعد عسل واجب ہو جاتا ہے۔ اِسی طرح لڑکیوں کی بلوغت کی اِبتدائی علامات میں اُن کے سینے پر اُبھار پیدا ہو جانا اور زیر ناف بال آنا ہے۔ تاہم لڑکیوں کی بلوغت اُن کے پہلے حیض کی آمدسے ثابت ہوتی ہے، جس سے فارغ ہونے کے بعد ہر بار اُن پر عنسل واجب ہو جاتا ہے۔

بلوغت کی علامات لڑ کیوں میں عموماً 9 سے 1 1 سال کی عمر میں ظاہر ہو جاتی ہیں، جبکہ لڑ کوں میں عموماً 1 2 سے 5 1 سال کی عمر میں ظاہر ہوتی ہیں۔

کوئی عسل کرے تواہے چاہیے کہ پر دوڈال لے۔"

2 T 6

⁽²⁴⁷⁾ إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ حَيِيٌّ سِتِّيرٌ يُحِبُّ الْحَيَاءَ وَالسَّتْرَ فَإِذَا اغْتَسَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْتَتِرْ (سنن أبي داود، 4/ 39، رقم الحديث/ 401، وسنن النسائي، 200/1، رقم الحديث/ 406، 407). "بِ شَك الله رب العزت حياء اور پر ده ركھنے والا ہے اور حياء اور ستر پوشی كو پسند فرما تاہے، پس جب تم بيس سے

اگر بلوغت کی علامات میں سے کوئی بھی ظاہر نہ ہو تو اِسلامی فقہ کی رُوسے لڑکوں اور لڑکیوں دونوں کو قمری کیلنڈر کے مطابق 5 سال (یعنی 1 7 5 ون) کی عمر میں بالغ شار کیاجا تاہے۔

اِسلامی فقہ کے تمام اَحکام بلوغت کے بعد لا گوہو جاتے ہیں، جیسا کہ بالغ ہونے والے پر نماز اور روزہ وغیرہ فرض ہو جاتے ہیں۔

10. بلوغت اور شادی کا در میانی دَور

بلوغت کے بعد شادی تک کا وقت دراصل ایک آزمائش کا دَور ہو تا ہے۔ جو نوجوان اِس آزمائش میں پورا اُترتے ہیں اور اپنے ربّ کے دیۓ گئے اَحکامات سے رُوگر دانی کئے بغیر خود کو بے حیائی اور حرامکاری سے بچائے رکھتے ہیں وہ بدلے میں اِس دُنیوی زندگی میں بھی اُس کا اچھاصلہ پاتے ہیں اور موت کے بعد جنت میں بھی بہترین اِنعامات اُن کے منتظر ہوتے ہیں۔

اپنے طرزِ عمل میں حیادار اور باو قار انداز اپنائیں۔ حرام اور حلال کے در میان تمیز کو سمجھیں اور ہر قشم کے حرام سے نے کررہیں۔

حیاء نہیں ہے زمانے کی آنکھ میں باقی خدا کرے کہ جوانی تری رہے بے داغ

I I. حياء كا تقاضا... دستك

حیاء کا یہ تقاضا ہے کہ بندہ کسی کے گھر جائے تو دستک دیئے بغیر اندر داخل نہ ہو۔ ہمیں زیادہ سے زیادہ تین بار دستک دینے کا حکم ہے۔ اگر اِس دوران میں اندر آنے کی اِجازت مل جائے تو 'السلام علیم' کہتے ہوئے اندر داخل ہو سکتے ہیں، بصورتِ دیگر واپس چلے جاناچا ہیئے اور دروازہ کھو لنے کی ضد نہیں کرنی چاہیئے۔

قر آنِ مجید کی سورةُ النور میں الله ربّ العزت نے إرشاد فرمایا: "أے ایمان والو! اپنے گھروں کے سوا دُوسرے گھروں میں داخل نہ ہوا کرو، یہاں تک کہ تم اُن سے إجازت لے لو اور اُن کے رہنے والوں کو (داخل ہوتے ہی) سلام کہا کرو، یہ تمہارے لئے بہتر (نصیحت) ہے تا کہ تم (اِس کی حکمتوں میں) غور و فکر کرو۔ پھراگر تم اُن (گھروں) میں کسی شخص کو موجو دنہ پاؤتو تم اُن کے اندر مت جایا کرو یہاں تک کہ تمہیں (اِس بات کی) اِجازت دی جائے اور اگر تم سے کہا جائے کہ واپس چلے جاؤ تو تم واپس پلٹ جایا کرو، یہ تمہارے حق میں بڑی پاکیزہ بات ہے، اور اللہ اُن کاموں سے جو تم کرتے ہوخوب آگاہ ہے۔ اِس میں تم پر گناہ نہیں کہ تم اُن مکانات (و عمارات) میں جو کسی کی مستقل رہائش گاہ نہیں ہیں (مثلاً ہوٹل، سرائے اور مسافر خانے وغیرہ میں بغیر اِجازت کے) چلے جاؤ (کہ) اُن میں تمہیں فائدہ اُٹھانے کاحق (حاصل) ہے، اور اللہ اُن (سب باتوں) کو جانتا ہے جو تم ظاہر کرتے ہواور جو تم چھیاتے ہو۔ "248)

بلااِجازت کسی کے گھر کے اندر نہیں جھانکنا چاہئے۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی متفق علیہ روایت کے مطابق حضور نبی اکر م مُنَّالِیْنِیْمْ نے فرمایا: ''جو شخص کسی کے گھر کے اندر بلااِجازت نظر ڈالے تو گھر والوں کیلئے اُس کی آنکھ پھوڑ دیناجائزہے۔''(249)

اِسی طرح سیدناعمر بن خطابؓ نے اِرشاد فرمایا:''جس شخص نے داخلے کی اِجازت سے پہلے گھر کاصحن آئکھ بھر کر دیکھا، اُس نے گناہ اور فسق کا کام کیا۔''(25⁰⁾

⁽²⁴⁸⁾ القرآن، النور، 24: 27 - 29

⁽²⁴⁹⁾ لَوْ أَنَّ رَجُلًا اطَّلَعَ عَلَيْكَ بِغَيْرِ إِذْنٍ، فَخَذَفْتَهُ بِحَصَاةٍ، فَفَقَأْتَ عَيْنَهُ مَا كَانَ عَلَيْكَ مِنْ جُنَاح

⁽صحیح مسلم، 3/ 1699، رقم الحدیث/ 2158، وصحیح ابن حبان، 50/13، رقم الحدیث/ 6003) "اگر کوئی شخص بغیر اِجازت کے تمہارے گھر تانک جھانک کرے، اور تو (اپنے دفاع میں) اُسے کنگری مار بیٹے اور یوں تواُس کی آنکھ پھوڑ دے تو تجھ پر (اِس دفاعی عمل پر) کوئی گناہ نہیں۔"

⁽²⁵⁰⁾ مَنْ مَلاً عَيْنَيْهِ مِنْ قَاعَةِ بَيْتٍ قَبْلَ أَنْ يُؤْذَنَ لَهُ، فَقَدْ فَسَقَ

⁽شعب الإيمان، 6/ 444، رقم الحديث/ 8828، والأدب المفرد، 1/ 374، رقم الحديث/ 1092) "جس شخص نے بھی بغیر إجازت (کسی کے) گھر میں آنکھ بھر کے دیکھ لیا (بعنی بالارادہ جھانکا) تو اُس نے (اللہ اور اس

12. شادی کیوں کی جائے؟

جنس مخالف کی کشش جہاں اِنسان کیلئے ایک بہت بڑی آزمائش ہے وہیں نسلِ اِنسانی کے فروغ کا ذریعہ بھی ہے۔ شادی کا بنیادی مقصد نسلِ اِنسانی کا فروغ ہے۔ حضور نبی اکرم مَثَلَّاتِیْمُ نے نوجوانوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: "اے نوجوانو! تم میں سے جو کوئی نکاح کی صلاحیت رکھتا ہو اُسے چاہیے کہ وہ شادی کر لے، کیونکہ شادی نظر کو نیچا کرتی اور شر مگاہ کی حفاظت کرتی ہے۔ اور جو اِستطاعت نہ رکھتا ہو اُسے چاہیئے کہ وہ (شہوت کازور کم کرنے کیلئے)روزے رکھا کرے، کیونکہ روزے رکھنا اُس کیلئے (گناہ سے بچانے والی) ڈھال (₂₅₁)"___

فطرت نے إنسان كوجن خواہشات سے دوچار كياہے إسلام نے اُن خواہشات كو اُن كے صحيح راستے كے مطابق كنٹرول كياہے۔إسلام نے خواہشات كواعتدال ميں لانے اور عِفّت وعِصمت كومحفوظ بنانے كيلئے نكاح كاراستہ بنایااور نکاح کو ثواب کا ذریعہ قرار دیا۔ حضور نبی اکرم مَثَلَثْیَا بِعَ نے فرمایا: ''تمہمارے لئے بُضع (نکاح) میں نیکی ہے۔"صحابہ کراٹم نے پوچھا:" یار سول الله! کیاہم میں سے کوئی اپنی خواہش یوری کر تاہے تووہ اُس پر بھی اَجر یا تاہے؟" آپ مَنَّاتِیْمُ نے فرمایا:''تمہارا کیا خیال ہے کہ اگر وہ اپنی خواہش کو حرام طریقے سے یوری کرتا تو

کے رسول کی) نافر مانی کی۔"

⁽²⁵¹⁾ يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ، مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ، فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ، وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ، وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ؛ فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ. (صحيح البخاري، 5/50، الرقم/ 4779. صحيح مسلم، 2/1018، الرقم/1400)

[&]quot;اے نوجوانو!تم میں سے جو کوئی نکاح کی صلاحت رکھتا ہوا سے چاہیے کہ وہ شادی کر لے، کیونکہ یہ سب سے بڑھ کر نظر کو نیچا کرتی اور شر مگاہ کی حفاظت کرتی ہے۔ اور جو استطاعت نہ رکھتا ہو اسے چاہیئے کہ روزے رکھا کرے ، کیونکہ روزے رکھنااس کے لیے نکاح کی فطری خواہش کی شدت کو توڑنے کا باعث ہے۔''

یقیناً وہ گنا ہگار ہوتا۔ آب جبکہ اُس نے حلال ذریعہ اِختیار کیاہے تواس کئے اُس کیلئے آجرہے۔"⁽²⁵²⁾

13. شادی کب کی جائے؟

دَورِ حاضر میں کم و بیش ہر ملک میں شادی کی کم از کم عمر کا تعین کر دیا گیاہے۔ پاکستان کے مروجہ قانون کے مطابق شادی کیلئے لڑکے کی کم از کم عمر 8 مال جبکہ لڑکی کی کم از کم عمر 6 مال طے ہے۔ فِر ہنی وجسمانی پنجنگی نہ ہونے کی وجہ سے کم عمری کی شادی کو جرم قرار دیا گیا ہے۔ طے شدہ عمر سے قبل شادی کرنے کی صورت میں نکاح خوال قانونی طور پراُس نکاح کی رجسٹریش نہیں کرواسکتا۔

14. شادی کس کے ساتھ کی جائے؟

حضور نبی اکرم منگانی آیم منگانی آیم نشادی کے چار بڑے اُسباب بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ بندے کو چاہیئے کہ وہ اپنی شریکِ حیات کے اِنتخاب کیلئے "کر دار"کی شرط کو سب سے زیادہ اہمیت دے کہ اُسی کی بدولت وہ دُنیا و آخرت میں کامیابیوں سے ہمکنار ہو سکتا ہے۔

حدیثِ مبار کہ ہے: "عام طور پر چار خوبیوں کی بناء پر کسی عورت سے شادی کی جاتی ہے۔ (1)اُس کے مال و دولت کیلئے (2)اُس کے خاندانی حسب و نسب کیلئے (3)اُس کے حسن وجمال کیلئے اور (4)اُس کے دین و

(252) قَالَ الرَّسُوْلُ صلى الله عليه وآله وسلم: في بُضْعِ أَحَدِكُمْ صَدَقَةٌ. قَالُوْا: يَا رَسُولَ اللهِ، أَيَأْتِي أَحَدُنَا شَهْوَتَهُ وَيَكُونُ لَهُ فِيهَا أَجْرٌ؟ قَالَ: أَرَأَيْتُمْ لَو وَضَعَهَا فِي حَرَامٍ، أَكَانَ عَلَيْهِ فِيهَا وِزْرٌ؟ فَكَذٰلِكَ إِذَا وَضَعَهَا فِي الْحَلَالِ كَانَ لَهُ أَجْرٌ»

(صحيح ابن حبان، 9/ 475، الرقم/ 4167)

حضور نبی اکرم صلی الله علیه وآله وسلم نے فرمایا: "تمهارے لئے نکاح میں نیکی ہے۔" صحابہ کرام نے عرض کیا:
"یار سول الله! ہم میں سے کوئی اپنی خواہش پوری کر تا ہے تو کیا وہ اُس پر بھی آجر پاتا ہے؟" آپ صلی الله علیه وآله
وسلم نے فرمایا: "تمہارا کیا خیال ہے، اگر وہ اپنی خواہش کو حرام جگه پر رکھتا تو کیا اُس پر (فعل فتیج) میں گناہ کا بوجھ نہ
ہو تا؟ آب جبکہ اُس نے اُس خواہش کو حلال جگه رکھا ہے تو اِس لئے اجر بھی ہو گا۔"

کر دارکیلئے، پس تمہیں چاہئے کہ دین وکر دار کو (باقی خوبیوں پر) فوقیت دے کر کامیابی حاصل کرو۔ "(253) ہر مؤمن مر د کو اپنی شریکِ حیات کے اِنتخاب میں جذباتی فیصلے کی بجائے سوچ سمجھ کر فیصلہ کرنا چاہئے، کیونکہ اُس کے مُستقبل میں پیدا ہونے والے بچوں کا بیہ حق ہے کہ وہ اُن کیلئے اچھی باکر دار اور باصلاحیت ماں کا اِنتخاب کرے۔ اِسی طرح ہر مؤمن خاتون کو بھی چاہئے کہ وہ مُستقبل میں پیدا ہونے والے اپنے بچوں کیلئے اجھے باکر دار باپ کا اِنتخاب کرے۔

15. پیند کی شادی کیسے؟

والدین کا فرض ہے کہ وہ شادی سے قبل بچوں سے اُن کی رضامندی لیں۔ مرضی کے بغیر شادی مسلط کرنا قطعی جائز نہیں ہے۔ اِسی طرح اِسلام میں پیند کی شادی جائز ہے، مگر اُس کا طریقہ کار بھی جائز ہونا چاہیئے کہ بچے اپنے والدین کو اِس حوالے سے اِعتاد میں لیں تا کہ کسی قشم کی پیچید گی پیدانہ ہونے پائے۔

بعض اَو قات لڑے لڑک کا شادی سے پہلے بہت آگے تک چلے جانا ہی دونوں کے والدین کیلئے عزت اور غیرت کا مسئلہ بن جاتا ہے اور پبند کی شادی میں رکاوٹ آ جاتی ہے۔ سمجھدار بچے اعتدال کی راہ اپناتے ہیں اور شروع میں ہی والدین کو اِعتاد میں لے لیتے ہیں تو اُن کی زندگی میں ایسی سخت آزماکش کی نوبت نہیں آنے یاتی۔
یاتی۔

شادی سے پہلے خاندان کی موجود گی میں ایک دُوسرے کو دیکھنا جائز ہے۔ لیکن ساتھ میں گھو منا پھر نا جائز

⁽²⁵³⁾ تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ لِأَرْبَع: لِمَالِهَا، وَلِحَسَبِهَا، وَلِجَمَالِهَا، وَلِدِينِهَا، فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّينِ (253) تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ لِأَرْبَع: لِمَالِهَا، وَلِحَسَبِهَا، وَلِجَمَالِهَا، وَلِدِينِهَا، فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّينِ (1466) (صحيح البخاري، 5/858، الرقم 1958) "(عام طور پر)چار خوبیوں کی بناء پر کسی عورت سے شادی کی جاتی ہے: (1) اس کے مال و دولت کے سبب، (2) اس کے خاندانی حسب و نسب کے سبب، (3) اس کے حسن و جمال کے سبب، اور (4) اس کے دین و کر دار کے سبب، متہیں چاہئے کہ دین و کر دار کو (باقی خوبیوں پر) فوقیت دے کر کامیابی حاصل کر و۔"

نہیں، اِس سے کئی قباحتیں پیدا ہونے کا خدشہ ہے۔ منگیتر کے اُخلاق و کر دار کو جاننے اور معلومات حاصل کرنے کیلئے دِیگر ذرائع اپنائے جاسکتے ہیں۔ یاد رکھیں! مغربی معاشر ہ میں شادی سے پہلے ایک دُوسرے کو جاننے کارواج سب سے زیادہ ہے۔ وہاں لڑکالڑکی شادی سے پہلے سالہاسال بطور دوست انکھے رہتے ہیں اور پھر شادی کرتے ہیں، مگر اُس کے باؤجو د سب سے زیادہ طلاقیں بھی وہیں ہوتی ہیں۔ چنانچہ انکھے وقت گزارنے کے بعد کی جانے والی شادی کوزیادہ یائیدار سمجھنے والی سوچ ہی بنیادی طور پر غلط ہے۔

16. بے حیائی اور مغربی تہذیب

بے حیائی جہاں اِنفرادی گناہ ہے وہیں معاشرے پر بھی گہر ااثر چھوڑتی ہے۔ جس معاشرے میں بے حیائی عام ہو جائے اُس کا خاند انی نظام تباہ و ہرباد ہو جاتا ہے۔

شرم وحیاء نکاح کی مضبوطی و پختگی اور دَوام کا سبب بنتی ہے۔ شرم وحیاء کا پیکر اِنسان اپنی اِزدوا جی زندگی سے خوش اور مطمئن رہتا ہے ، جبکہ بے حیاء شخص کی اِز دوا جی زندگی تبھی پُر سکون نہیں ہو سکتی۔

بے حیائی کو فروغ دے کر اِس دنیا کو جنت بنانے کاخواب شیطانی سوچ کے سِوا کچھ نہیں۔ ہمیں مغربی ممالک سے سائنس و ٹیکنالوجی تو لینی چاہیئے مگر اُس کے ساتھ ساتھ بے حیائی سے اپنا دامن ضرور بچانا چاہیئے۔
سائنس و ٹیکنالوجی سے مرعوب ہو کر مغربی تہذیب کی اُندھاؤھند پیروی کرتے ہوئے اگر ہم اِجمّاعی طور پر
عُریانی، فحاشی، شراب نوشی، بدکاری کی راہ پر چل پڑے تو ہمارامقدّر بھی وُہی ہو گاجو مغربی معاشرے کا ہو چکا

مغربی تہذیب جہاں بعض اَعلیٰ اَخلاق اور سائنس و ٹیکنالوجی کے بامِ عروج پر فائز ہے، وہیں بے حیائی اور عُریٰ تہذیب جہاں بعض اَعلیٰ اَخلاق اور سائنس و ٹیکنالوجی کے بامِ عروج پر فائز ہے، وہیں بے حیائی اور عُریانی مغربی مغربی تہذیب میں خاندانی نظام در ہم برہم ہو کررہ گیا ہے، لیکن سائنس و ٹیکنالوجی کی ترقی کی وجہ سے یہ حقیقت وُنیا کی نگاہوں سے کسی قدر او جھل ہے۔ وُنیا کی دِیگر قومیں بظاہر سائنس و ٹیکنالوجی میں ترقی کو دیکھ کر مغربی تہذیب سے اِس قدر مرعوب ہیں کہ اُن کے ہم قدم

ہو کر بے حیائی اور بے لباسی کے راستوں پر بھی چل پڑے ہیں، چنانچہ اُن کے خاندانی نظام کو بھی خطرات لاحق ہورہے ہیں۔

ہمارامعاشر ہ اِس وقت مغربی اَ قوام کی ترقی اور سائنسی علوم میں اُن کے کمال سے اِس قدر مرعوب ہو گیاہے کہ اُن کی بُر ی خصلتوں کو بھی اچھا سبحنے لگاہے۔ یوں ہمارے معاشرے میں بھی بے حیائی تیزی سے فروغ یار ہی ہے، جس سے ہماراخاند انی نظام بھی مسائل کا شکار ہونے لگاہے۔

لومڑی اور گدھے کی مثال

ایک لومڑی جنگل میں چلتے بھرتے ایک گڑھے میں گرگئ۔ وہ گڑھا اِتنا گہرا تھا کہ لومڑی بار بار چھلا نگیں لگانے کے باؤجود اُس سے نکل نہیں پارہی تھی۔ اِسے میں وہاں سے ایک گدھے کا گزر ہوا۔ اُس نے گڑھے کے اندر جھا نکا تو پریثان حال لومڑی نے اُسے بیو قوف بنانے کیلئے دیواروں کو سو نگھنا شروع کر دیا، یوں جیسے اُسے وہاں خوب لُطف و سرُور آرہا ہو۔ گدھے نے اُس کا سبب پو چھا تولو مڑی نے گڑھے کے قصیدے پڑھنے شروع کر دیئے، گویا یہ گڑھا جنت کا گلڑا ہو۔ بیو قوف گدھے نے آؤد یکھانہ تاؤ، فوری گڑھے میں چھلانگ لگا دی۔ اگلے ہی کمے لومڑی نے گدھے کی کمر پر اپنے پاؤں ٹکائے اور چھلانگ لگا کر گڑھے سے باہر نکل گئی۔ دی۔ اگلے ہی کمچے لومڑی نے گدھے کی کمر پر اپنے پاؤں ٹکائے اور چھلانگ لگا کر گڑھے سے باہر نکل گئی۔

ہمیں یہ سمجھناچاہیئے کہ لومڑی جیسا مکار وُشمن ہمیں اُس گڑھے میں گراناچاہتاہے، جہاں سے نکلنے میں وہ خود بُری طرح ناکام ہو چکاہے، لیکن وہ گڑھے میں چھننے کے بھیانک انجام سے ہمیں اِس لئے آگاہ نہیں کرتا کہ ہم اُس کے جال میں بآسانی شکار ہو جائیں۔

غدارانِ ملت گدھے کا کر دار ادا کرتے ہوئے ملک و قوم کو تباہی کے اُس گڑھے میں دھکیل رہے ہیں، جس کا خمیازہ صدیوں تک نسلوں کو بھگتنا پڑے گا۔ جولوگ مسلمانوں میں بے حیائی پھیلانا پیند کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اُن کیلئے دُنیااور آخرت میں در دناک عذاب کا وعدہ کرر کھاہے۔ (254)

⁽²⁵⁴⁾ إِنَّ الَّذِينَ يُحِبُّونَ أَن تَشِيعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِينَ آمَنُوا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ فِي الدُّنْيَا 223

17. حقوقِ نسوال بارے چند غلط فہمیاں

جہاں پر دے کی بات ہوتی ہے کچھ آزاد خیال لوگ کہتے ہیں کہ پر دہ تو صرف نظر کا ہوتا ہے ، یا کہتے ہیں کہ اصل پر دہ تو دل کا ہوتا تو قرآن مجید میں مَر دوں اصل پر دہ تو دل کا ہوتا تو قرآن مجید میں مَر دوں کوخوا تین کی موجودگی میں اپنی نگاہیں جھکانے کے حکم کے فوری بعد واضح لفظوں میں خوا تین کو پر دے کا حکم کیوں دیا گیا۔ خالق کا کنات اپنی مخلوق کی جبلّت میں رکھے گئے ہر داعیہ سے باخبر ہے اور اُسی نے ہمیں یہ اَحکامات دیئے ہیں۔ اگر ہم اُس سے زیادہ عقلند بنیں گے اور اُس کے اَحکامات سے رُوگر دانی کریں گے تو نتیجہ میں شیطانی ہوس کی جیت ہوگی۔

مغربی معاشروں کے بعد اَب پاکتانی معاشرے میں بھی کوا یجو کیشن سٹم میں تعلیم حاصل کرنے والی معاشروں کے بعد اَب پاکتانی معاشرے میں بھی کوا یجو کیشن سٹم کوئی مجرم ہیں کہ آپ ہم سے مسلمان بچیاں اگر شرعی پردہ کریں تو اُنہیں اکثریہ طعنہ سننے کو ماتا ہے کہ "ہم کوئی مجرم ہیں کہ آپ ہم سے پردہ کرکے خود کو بچار ہی ہیں؟"اِس کاسادہ جواب سے ہے کہ "ہر بینک کے باہر گارڈ کو کھڑا کرنے کا کیا مطلب ہے کہ سارا شہر چوروں سے بھر اہوا ہے، جس کی وجہ سے گارڈ رکھنا پڑگیا؟"جس طرح ہز اروں میں سے ایک آدھ سٹوڈنٹ کے حرامکار ایک آدھ شہری کے چور ہونے کا اِمکان ہے اِسی طرح ہز اروں میں سے ایک آدھ سٹوڈنٹ کے حرامکار ہونے کا اِمکان بھی ہوسکتا ہے۔

ایک غلط فہمی یہ پھیلائی جاتی ہے کہ إسلام میں بہن کو بھائی کی نسبت وراثت میں نصف حصہ ماتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ خواتین کو صرف باپ کی وراثت میں سے ہی حصہ نہیں ماتا، بلکہ اُنہیں شوہر کی طرف سے بھی حصہ ماتا ہے، حالا نکہ اُن پر گھر کے آخر اجات پورے کرنے کیلئے کماکر دینے کی کوئی ذمہ داری نہیں ہوتی۔ إسلام

وَالْآخِرَةِ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ

⁽القرآن، النُّوْر، 24: 9)

^{&#}x27;'بیٹک جولوگ اس بات کو پیند کرتے ہیں کہ مسلمانوں میں بے حیائی پھیلے ان کے لئے دنیا اور آخرت میں در دناک عذاب ہے، اور الله (ایسے لوگوں کے عزائم کو) جانتاہے اور تم نہیں جانتے۔''

کے مہیا کر دہ خاندانی نظام میں کما کرلانے کی تمام تر ذمہ داری مر دکے ذمہ ہے۔

ایک غلط فہمی ہے بھی پھیلائی جاتی ہے کہ مسلم معاشر وں میں خواتین کو گھر وں میں قید کرکے رکھا جاتا ہے۔ حالا نکہ اِسلام نے خواتین کو کماکر لانے کی ذمہ داری سے چھٹکارہ دیا۔ اِسلام چاہتا ہے کہ خواتین اپنے بچوں کی اچھی تعلیم و تربیت کی ذمہ داری نبھائیں، جبکہ مر داپنی بیوی اور بچوں کی کفالت کی مکمل ذمہ داری اُٹھائے۔ ہاں اُس کے باوجو داگر کوئی خاتون کاروباریا جاب کرناچاہتی ہے تو دین اِسلام کی طرف سے اُسے اِس بات سے منع نہیں کرتا۔

ٹیکسی ڈرائیورسے مکالمہ

عورت کی آزادی کے نام پر مغربی معاشر ول میں خواتین کو نوکری کرنے پر مجبور کیا جاتا ہے، جبکہ ہمارے ہاں مر دسارادن کاروباریانوکری کرکے اپنی خواتین کو گھر بیٹے لاکر کھلاتے ہیں۔ مغربی معاشر ول میں بعض این جی اوزیہ پروپیگنڈ اکرتی ہیں کہ پاکستان میں خواتین کو گھر ول میں قید رکھا جاتا ہے۔ اِس پروپیگنڈ اسے متاثر پورپی اور امر کی خواتین جب امریکہ میں مقیم کسی پاکستانی کو دیکھتی ہیں تو یہ موضوع زیر بحث آتار ہتا ہے۔ امریکہ میں مقیم ایک پاکستانی ٹیکسی ڈرائیور کے ساتھ وہاں کے لوگ اکثر خواتین کی آزادی کے نام پر ہیں سوال کرتے ہیں اور وہ اُنہیں یوں جو اب دیتے ہیں:

مسافر: " پاکستان میں توعور توں کو گھروں میں قید کر کے رکھا جاتا ہے۔"

ڈرائیور: "آپ کے نزدیک ایک اچھی اِزدواجی زندگی کیاہے؟"

مسافر: " "يمي كه ميان بيوى دونون كى جاب كى شفٹ كے أو قات ايك ہى ہون تا كه وه زياده سے زياده وقت اكتھے گزار سكين _" وقت اکتھے گزار سكين _"

<u>ڈرائیور:</u> "الیمی صورت میں آپ کے بچے اکیلے کیسے رہیں گے ؟اُن کی اچھی تربیت کیسے ہوپائے گی؟" رند در سرک میں میں آپ کے میں ایک کیسے رہیں گے ؟اُن کی اچھی تربیت کیسے ہوپائے گی؟"

مسافر: "جاب کے اُو قات میں تو بچوں کو ڈے کیئر میں ہی چھوڑنا پڑے گا۔"

کامیاب زندگی . . . دورِ نوبلوعت کے سوالات

مسافر: "ايساتو صرف جنت مين ہي ہو سکتاہے۔"

ڈرائیور: "جسے آپ جنت سمجھتے ہیں وہ پاکستان کے ہر گھر میں موجو دہے۔"

یوں اُس ٹیکسی ڈرائیورنے اُن مسافروں کولاجواب کر دیا۔

8]. إسلام ميس جارشاديال كيول؟

مغربی ممالک کے رہنے والے اور مغربی اَفکار سے متاثر ہونے والے لوگ مختلف قسم کی میڈیار پورٹنگ سے متاثر ہو کر بسا اَو قات اِسلام کے حوالے سے غلط فہمیوں کا شکار ہوتے رہتے ہیں۔ پچھ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اِسلام مَر دوں کو چار چار عور توں سے بیک وقت شادی کرنے کا حکم دیتا ہے، جبکہ حقیقت میں ایسا نہیں ہے۔ اِسلام سمیت دُنیا کے تمام بڑے مذاہب (یہودیت، مسیحت، ہندومت وغیرہ) کی کتابوں میں ایک سے زیادہ شادیوں کی اِجازت موجود ہے۔ البتہ قر آنِ مجید وہ واحد آسانی کتاب ہے جو صرح کا لفاظ میں کہتا ہے کہ اگر اِنصاف نہ کر سکنے کا اندیشہ ہو تو صرف ایک عورت سے نکاح کرو۔ (255) قر آن مجید میں سیدنا آدم کیلئے ایک

(255) وَإِنْ خِفْتُمْ أَلاَّ تُقْسِطُواْ فِي الْيَتَامَى فَانكِحُواْ مَا طَابَ لَكُم مِّنَ النِّسَاءِ مَثْنَى وَثُلاَثَ وَرُبَاعَ فَإِنْ خِفْتُمْ أَلاَّ تَعْدِلُواْ فَوَاحِدَةً أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ ذَلِكَ أَدْنَى أَلاَّ تَعُولُواْ (القرآن، النسآء، 4: 3)

[&]quot;اور اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ تم یتیم لڑکیوں کے بارے میں اِنصاف نہ کر سکو گے تو اُن عور توں سے نکاح کروجو تمہارے کئے پہندیدہ اور حلال ہوں، دو دو اور تین تین اور چار چار (گریہ اجازت بشر طِ عدل ہے)، پھر اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ تم (زائد بیویوں میں) عدل نہیں کر سکو گے تو صرف ایک ہی عورت سے (نکاح کرو) یا وہ کنیزیں جو (شرعاً) تمہاری ملکیت میں آئی ہوں، یہ بات اس سے قریب ترہے کہ تم سے ظلم نہ ہو۔"

ہی بیوی سیدہ حواً کی تخلیق بتائی گئی ہے۔ رسول الله مَلَا لَيْنَا کی بھر پور جوانی کاسارا عرصہ (5 2 سے 40 سال کی عمر تک) ایک ہی شادی رہی۔

اِسلام سے پہلے معاشر وں میں ایک سے زیادہ شادیوں کا رواح عام تھا۔ اُس زمانے جنگیں بہت زیادہ ہوتی تھیں، جن میں عموماً مَر دہی مارے جاتے تھے، جس کی وجہ سے معاشرے میں خواتین کی تعداد مَر دوں کے مقابلے میں کئی گنابڑھ جاتی تھی۔ اِس مسّلہ کے حل کیلئے لوگوں نے ایک سے زیادہ عور توں سے شادیاں کرنا شروع کر دیں۔ اُس کے علاوہ بیشتر رؤسا بھی ایک سے زیادہ شادیاں کرتے تھے۔ اِسلام نے اِس معاشر تی ضرورت کے بیشِ نظر تعدد اِزدواج کو کلیتاً حرام تو قرار نہیں دیا مگر اُس کی حوصلہ شکنی کی اور ایک سے زیادہ شادیاں کرنے کیلئے کئی شر ائط لگادیں تا کہ مَر داپنی بیویوں کے در میان اِعتدال قائم کر سکیں۔

آ جکل اگرچہ پرانے زمانوں جیسی جنگیں نہیں ہوتیں، مگر پھر بھی عام طور پر مَر دوں کی نسبت خواتین کی تعداد زیادہ ہے۔ اگر ایک سے زیادہ شادی کرنا بالکل ممنوع قرار دے دیا جائے تو پچ جانے والی خواتین کا کیا ہے گا؟ لامحالہ دُوسری شادی کو کسی حد تک جائز رکھنا ہوگا۔ تاہم جو کوئی ایک سے زیادہ شادیاں کرنا چا ہتا ہے تو اُسے اِز دواجی زندگی کے ہر معاملے میں بیویوں کے ساتھ عدل وانصاف کی کڑی شر ائط پر پورا اُترنا ہوگا۔

ایک سے زیادہ شادیاں کرنے کے بعد اپنی بیویوں میں اِنصاف نہ کرنے والے شخص کے حوالے سے حضور نبی اکرم مَثَّا اِلْتِهِمِّمِ نے فرمایا کہ وہ قیامت والے دن حساب کتاب کیلئے آئے گا تو اُس کا آدھا جسم فالج زدہ ہوگا۔ (256)

اگر دُوسری شادی کیلئے کسی کے پاس مالی یاجسمانی طاقت نہیں یااندیشہ ہو کہ وہ دُوسری شادی کے بعد بیویوں

⁽²⁵⁶⁾ مَنْ كَانَتْ لَهُ امْرَ أَتَانِ فَمَالَ إِلَى إِحْدَاهُ مَا، جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَشِقُّهُ مَاثِلً (سنن أبي داؤد، 2/ 242، الرقم/ 2133. سنن الدارمی، 2/ 193، الرقم/ 206) "جس كی دوبیویاں ہوں اور وہ ایک كی (حق تلفی كرتے ہوئے دوسری كی) طرف مائل ہو تووہ قیامت كے روز اِس حال میں آئے گاكہ اُس كا ایک پہلوا کے جانب جھ كاہوا ہو گا۔"

میں برابری نہ کر سکے گا تواُس کیلئے دُوسری شادی کرنا جائز نہیں۔

ہمارے معاشرے میں ہیوہ اور طلاق یافتہ خاتون سے شادی کرنا معیوب سمجھا جاتا ہے، حالا نکہ دین إسلام کا منشاء ہے کہ ہیوہ اور مطلقہ کی دُوسری شادی کر دی جائے۔ کم عمری میں ہیوہ ہو جانے والی عورت کیلئے مَر دکے سہارے کے بغیر ساری زندگی اکیلے گزار نابہت مشکل ہے۔ باپ کے فوت ہو جانے کے بعد وہ خود کو بھائیوں اور بھا بھیوں پر بو جھ محسوس کرتی ہے۔ ایسے مر د جنہیں اللہ تعالیٰ نے خوب رِزق اور مال و دولت سے نواز رکھا ہے وہ اگر این پہلی ہیوی کو اعتماد میں لے کر ایسی خوا تین سے شادی کر کے اُنہیں باعزت زندگی گزار نے کاموقع فراہم کر دیں تو وہ زندگی بھرکی طویل آزمائش سے نجات یا سکتی ہیں۔

ایک نومسلم سے مکالمہ

ایک تقریب کے دوران ایک صحافی نے ایک یور پی نومسلم موسیقارسے پوچھا: 'دُکیا آپ یہ پہند کریں گے کہ قبولِ اسلام کے بعد آپ بیک وقت چار عور توں کے ساتھ نکاح کریں؟ آپ جیسی شخصیت کی عقل اِسے کیسے تسلیم کرے گی؟ کیا یہ کوئی لوجیکل بات ہے؟ کیا یہ خوا تین کے ساتھ ظلم نہیں؟"

یور پی نومسلم نے جواب دیا: "آپ کا بیہ سوال میرے اِسلام قبول کرنے سے پہلی حالت کے حوالے سے ہونا چاہیئے تھا، کہ میر اماضی خواتین کے ساتھ ظلم تھا۔"

صحافی شیٹا کر بولا: "إسلام سے پہلے والی حالت سے متعلق کیوں؟"

یورپی نومسلم نے جواب دیا: "اِس لئے کہ مجھے ٹھیک سے یاد نہیں کہ اِسلام قبول کرنے سے پہلے میرے کتنی عور توں سے میری کتنی اَولاد عور توں کے ساتھ تعلقات تھے۔ مجھے سے بھی معلوم نہیں کہ اُن میں سے کتنی عور توں سے میری کتنی اَولاد ہوئی؟ مجھے سے بھی معلوم نہیں کہ اَب وہ بے کہاں اور کس حال میں ہیں؟"

"آپ کاسوال تومیرے مسلمان ہونے سے پہلے والی حالت پہ ہونا چاہئے تھے کہ میر اوہ طرزِ عمل نہ جانے کتنی خواتین اور بچوں کے ساتھ ظلم تھا۔ رہی بات مسلمان ہونے کے بعد چار شادیوں کی تواسلام نے مجھے کہیں

بھی تھم نہیں دیا کہ میں چار شادیاں کروں۔ اگر بالفرض میں چار شادیاں کر بھی لوں تو اِسلام نے مجھے اپنے بیوی بچوں کی تمام تر ذمہ داریاں نبھانے اور اُن کے ساتھ عدل واِنصاف کرنے کا پابند کیا ہے۔"

''کیا چار بیویاں رکھ کر اُن کی کفالت اور اَولا دکی تربیت کرنا بہتر ہے یا سیڑوں عور توں کو اِستعال کرکے اُن سے ہونے والی اَولا دسے لا تعلق ہو جانا؟ اور اُنہیں اندھیری راہوں کے سپر دکر دینا؟''

صحافی میہ سن کرلاجواب ہو گیااور محفل میں موجود تمام لوگ اِس بہترین جواب پیہ عَشْ عَشْ کراُ تھے۔

19. الله تعالی کے ہاں مُحرم اور نامُحرم رشتے

مُحرم اُن قریبی رشتہ داروں کو کہا جاتا ہے، جس کی آپس میں شادی نہ ہو سکتی ہو۔ چنانچہ محرم یانامحرم ہونے کے اعتبار سے پر دے کے اَحکامات میں بھی فرق یا یا جاتا ہے۔

قر آنِ مجید کی سورہُ النساء کی آیت نمبر 23 اور 24 کے مطابق تین قسم کی خواتین مُحرم ہیں، جو نسب، رضاعت اور شادی کی بناء پر مُحرم قراریاتی ہیں۔

(۱)نسب کی بناء پر:

1. مان، دادی، نانی (حقیقی ہویاسوتیلی) 5. خالہ (سگی ہوں یاسوتیلی)

2. بیٹی، پوتی، نواسی (حقیقی ہویا سوتیلی) 6. مجھتیجی (سگی ہوں یا سوتیلی)

3. بهن (حقیقی ہویا سوتیلی) 7. بھانجی (سگی ہوں یا سوتیلی)

4. پھو پھی (سگی ہوں یاسوتیلی)

(2)رضاعت کی بناء پر:

• جور شتے نسب کی بناء پر حرمت والے قرار پاتے ہیں وہ اڑھائی سال کی عمر تک رضاعت (دودھ پینے) کی وجہ سے بھی محرم بن جاتے ہیں۔

کامیاب زندگی . . . دورِ نوبلوعنت کے سوالات

6. رضاعی تجیتجی

7. رضاعی بھانجی

1. رضاعی مال

2. رضاعی بیٹی

3. رضاعی بهن

4. رضاعی پھو پھی

(3)شادی کی بناء پر:

4. ایک ساتھ نکاح میں رکھنا:

i. بیوی کی بهن

i. بیوی کی خاله

iii. بيوي کې بھانجي

iv. بیوی کی پھو پھی

v. بيوي کې تجتيجي

1. ساس

2. بېو

3. بیوی کی پہلے شوہرسے بیٹی

اِس کے علاوہ کسی دُوسرے شخص کے نکاح میں موجو د عام عورت سے بھی نکاح حرام ہے۔

درج بالا محرمات میں سے پچھ حرمتیں دائی ہیں اور پچھ عارضی، جیسے بیوی کے اِنتقال یاطلاق کے بعد بیوی کی بین (سالی)سمیت دیگررشته داروں سے نکاح کیا جاسکتا ہے۔ چچی اور ممانی اگر نسب یارضاعت کے ذیل میں بیان کر دہ محرمات میں سے نہیں ہیں تووہ محرم نہیں ہیں۔ماموں یا چچا کے اِنتقال یااُن کے طلاق دینے کے بعد ممانی اور چچی کے ساتھ نکاح کیا جاسکتا ہے۔

لڑ کیاں اپنے محرم رشتہ داروں کی موجودگی میں حسبِ ضرورت سرسے دوپٹہ اُتار سکتی ہیں، وضو کیلئے بازو اُوپر کر سکتی ہیں۔ جبکہ نامحرموں کی موجودگی میں اُنہیں اِس سے پر ہیز کرنا چاہیئے اور حالات کے مطابق مناسب پر دے کا اِنتظام کرنا چاہیئے۔ اِسی طرح لڑکوں کو بھی چاہیئے کہ وہ نامحرم خواتین کی موجودگی میں شرٹ اور بنیان نہ اُتاریں۔

20. الله تعالیٰ کے نزدیک نسب کی اہمیت

الله تعالی نے اِنسان کو جس فطرت کے مطابق پیدا کیا ہے اُس میں نسب کی اہمیت سب سے بڑھ کر ہے۔ اِنسانوں کا ہر وہ عمل جس میں نسلِ اِنسانی کا نسب آلودہ یا مشکوک ہونے کا اِمکان ہو الله تعالیٰ کی نزدیک وہ سخت گناہ ہے بلکہ بنیادی اِسلامی عقائد سے رُوگر دانی کے بعد نسب کو آلودہ یا مشکوک بناناسب سے بڑا گناہ ہے۔

نسبِ اِنسانی کو مشکوک کرنے والے گناہوں کا انجام نہ صرف قیامت کے دن سزا کی صورت میں ظاہر ہو گا بلکہ طبی نکتہ نظر سے بھی اِنسانی صحت کی بڑی تباہی کا باعث بنتا ہے۔

ایڈز جیسی لاعلاج بیاری جنسی بے راہروی کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے اور جس شخص کو ایڈز ہو جائے اُس کی قوتِ مدافعت بہت حد تک کمزور ہو جاتی ہے اور وہ سسک سسک کر مرتا ہے۔ قانونِ فطرت سے کھیلنے والوں کا انجام اِس د نیامیں بھی ہلاکت اور آخرت میں بھی در دناک عذاب اُن کا منتظر ہے۔

نسبِ اِنسانی کی حفاظت کیلئے اللہ تعالی نے رحم مادر کی طہارت و پاکیزگی کا ایسا اِنظام کیا ہے کہ بیوہ اور مطلقہ عورت کو بھی چند مہینوں کی ''عد"ت''گزارے بغیر دُوسر ا نکاح کرنے سے منع فرمادیا۔

شادی کے بغیر لڑکے لڑکی کا اِکٹھے رہنا سخت گناہ ہے، جو اللہ تعالیٰ کے عذاب کو دعوت دینے کے متر ادف ہے۔ اگر بغیر شادی کے اُن کے ہاں بچہ پیدا ہو جائے تو وہ بچہ حرامز ادہ کہلائے گا، یعنی اُس کا نسب حلال نہیں ہو گا۔

بہت سے مغربی ممالک میں نسب کی حفاظت کے فطری اُصولوں کو پس پشت ڈالنے کی وجہ سے مقامی آبادی میں اِضافے کی شرح اس خاص سطح سے گر چکی ہے کہ اُس کابر قرار رہنا دُشوار ہے۔ چنانچہ اُن ممالک میں بزر گوں کو پنشن دینے کا نظام نوجوان تار کین وطن کے ٹیکسوں کے سہارے پر قائم ہے۔

76:(1

نکاح ایک ایسابند هن ہے جو نسب کی طہارت کاضامن ہے۔ نکاح انبیاء کرام کی سنت ہے۔ تمام مذاہب میں نکاح کا مخصوص طریقِ کاررائج ہے۔ اِسلام میں نکاح کا طریقہ بالکل سادہ ہے، جس میں دُلہااور دُلہن گواہوں کی موجود گی میں اِیجاب و قبول کرتے ہیں۔

2) حمل

شادی کے بعد جب میاں بیوی اِ تھے رہنے لگتے ہیں تواللہ تعالیٰ اُنہیں اَولاد سے نواز تا ہے۔سب سے پہلے ماں کے پیٹ میں ننھاسا جنین وُجود میں آتا ہے، جو نو ماہ تک رحم مادر میں پرورش پانے کے بعد اِس قابل ہوجاتا ہے کہ وہ کھلی ہوا میں سانس لے سکے، چنانچہ وہ فطری طور پر جسم سے باہر آجا تا ہے۔

حمل کے دوران بیچے کی ناف ایک ڈوری کے ذریعے مال کے رحم کے اندرونی حصے کے ساتھ جڑی رہتی ہے، جس کے ذریعے بیچے کوخوراک ملتی رہتی ہے۔

حمل کے ابتدائی چار ماہ مکمل ہونے پر ایک فرشتہ ماں کے پیٹ میں موجود بچے میں رُوح پھونک جاتا ہے،(25^{7)ج}س کے بعد ماں اپنے پیٹ کے اندر بچے کی حرکت کو محسوس کرنے لگتی ہے۔

⁽²⁵⁷⁾ إِنَّ أَحَدَكُمْ يُجْمَعُ خَلْقُهُ فِي بَطْنِ أُمِّهِ أَرْبَعِينَ يَوْمًا نُطْفَةً، ثُمَّ يَكُونُ عَلَقَةً مِثْلَ ذَلِكَ، ثُمَّ يَكُونُ مُضْغَةً مِثْلَ ذَلِكَ، ثُمَّ يُرسَلُ إِلَيهِ الْمَلَكُ فَيَنْفَخُ فِيهِ الرُّوحَ (2137) الرقم/ 2034، الرقم/ 404، الرقم/ 404) الرقم/ 2030 الرقم/ 2640 الرقم (2137) "تم ميں سے ہر كوئى ابنى مال كے بيك ميں 04 دن تك نُطف كى حالت ميں رہتا ہے، پھر إسى طرح (اگلے 04 دن تك) مُضغه كى حالت ميں رہتا ہے۔ (يوں 120 دن تك) مُضغه كى حالت ميں رہتا ہے۔ (يوں 120 دن تك) مُضغه كى حالت ميں رہتا ہے۔ (يوں 20 دن تے 40 دن تك) مُضغه كى حالت ميں رہتا ہے۔ (يوں 20 ديتا ہے۔ "

3)ولاد**ت**

ولادت کے قریب مال کو ایک شدید قسم کا در دمحسوس ہوتا ہے، جسے در دِ زِه کہا جاتا ہے۔ در دِ زِه کی صورت میں مال کو فوری طور پر ہیتال منتقل کیا جاتا ہے، جہال نیچ کی پیدائش عمل میں آتی ہے۔ فطری طور پر نار مل ڈیلیوری ممکن نہ ہونے کی صورت میں مال کا پیٹ چاک کر کے اُس میں سے نیچ کو باہر نکال لیاجا تا ہے۔ دیمی علاقوں میں عموماً دائی کو گھر پہ بلوالیاجا تا ہے، جو بیچ کی پیدائش کے دوران مال کا خیال رکھتی ہے اور اُسے نیچ کو جنم دینے میں مدد فراہم کرتی ہے۔

بچہ جب ماں کے جسم سے باہر آجاتا ہے تووہ فطری طور پر سانس لینے کیلئے اپنے بچیں پھڑوں کو حرکت میں لانے کی کوشش کرتا ہے، اِس عمل کے دوران وہ رونے لگتا ہے۔ نوزائیدہ بچے کے پہلی بار رونے سے اُس کی سانس کی نالیاں کھل جاتی ہیں۔ اگر وہ نہ رونے پائے تو آئسیجن کی کمی کی وجہ سے اُس کی موت یقینی ہوتی ہے، کیونکہ اُس کے نضے پھیپھڑے سانس لینا شروع کرنے میں ناکام رہتے ہیں۔ وِلادت کے بعد بچے کومال کے جسم کے ساتھ لگایاجا تا ہے۔

4) رضاعت

ماں بیچے کو دوسے اڑھائی سال تک اپنادودھ پلاتی ہے، جسے رضاعت کہا جاتا ہے۔

اگر کوئی عورت کسی دُوسرے اڑھائی سال سے کم عمر بچے کو بھی اپنا دودھ پلا دے تووہ عورت اُس کی رضاعی ماں کہلاتی ہے۔

رضاعی ماں کیلئے وہ بچپہ اُسی طرح مَحرم ہوتا ہے جیسے وہ بچپہ جسے اُس عورت نے خود جنم دیا ہو۔ چنانچپہ اِس صورت میں اُس عورت کی تمام اَولاد اُس دودھ پینے والے بچے کے رضاعی بہن بھائی بن جاتے ہیں اور اُن کی آپس میں شادی نہیں ہوسکتی۔

کامیاب زندگی . . . دورِ نوبلوعنت کے سوالات

5)عرت

الله تعالیٰ نے اِنسان کو جس فطرت کے مطابق پیدا کیاہے اُس میں نسب کی اہمیت سب سے بڑھ کرہے، چنانچیہ الله ربّ العزت نے دین اِسلام میں اِنسانی نسب کی حفاظت کو اوّ لین ترجیح دی ہے۔

اگر کسی عورت کا شوہر فوت ہوجائے یا اُسے طلاق دے دے تو اُس کیلئے جائز نہیں کہ وہ "عد"ت" گزارے بغیر کسی اور مَر دسے نکاح کرلے۔عد"ت سے مرادوہ دَورانیہ ہے جو عورت کو اپنے شوہر کی وفات، خُلع لینے یا طلاق واقع ہونے یا تنتیخ نکاح کے بعد خاص مدّت کیلئے گزار ناہو تا ہے۔عد"ت کیلئے مختلف صور توں میں مختلف مدّت ہوتی ہے:

• حامله كي عدت : وضع حمل

بیوه کی عدت : چار مهینے دس دن

• مطلّقه کی عدت : تین حیض

• آئسہ کی عدت : تین ماہ

شادی شدہ عورت کے جسم میں مَر د کاڈی این اے ایک خاص مدّت تک موجو در ہتا ہے۔ حتیٰ کہ یہ بھی ممکن ہے کہ اُس کے بطن میں پر انے شوہر کا جنین پر وان چڑھ رہا ہو۔ چنانچہ نسبِ اِنسانی کی حفاظت کیلئے اللہ تعالی نے رحم مادر کی طہارت و پاکیزگی کا ایسا اِنتظام کیا ہے کہ دُوسرے نکاح سے قبل عورت کو طے شدہ عدّت نے رحم مادر کی طہارت و پاکیزگی کا ایسا اِنتظام کیا ہے کہ دُوسرے نکاح سے قبل عورت کو طے شدہ عدّت گزارے بغیر دُوسرا نکاح کرنے سے منع فرمادیا، تا کہ جب وہ دُوسرا نکاح کرے تو اُس کے جسم میں پہلے شوہر کے ڈی این اے کاؤجو د ہی باقی نہ رہے۔

21. إستحصال سے تحفظ

ہمارے معاشرے میں عام طور پر بچوں کو صرف خاموش رہنے کی تربیت دی جاتی ہے اور بڑوں پر اندھااِعمّاد کرناسکھایا جاتا ہے۔ بچوں کو معلوم ہونا چاہیئے کہ اچھے اور بُرے لمس (good & bad touch) میں کیا فرق ہے۔ جب بچوں کو بروقت اِستحصال سے بچاؤ کی تربیت نہیں دی جاتی تو ایسے بُرے حالات میں وہ اپنا و فاع نہیں کریاتے۔ چنانچہ بچوں کو چاہیئے کہ وہ درج ذیل نکات پر عملدرآ مد کو اپنا معمول بنالیں:

- کسی اجنبی کے ساتھ کبھی اکیلے گھر سے باہر نہ جائیں، کبھی کسی اجنبی کے گھر / کمرے میں اکیلے داخل نہ ہوں۔ داخل نہ ہوں۔
- اپنے سے بڑے مخالف جنس کے رشتہ داروں کے ساتھ اکیلے مت تھیلیں۔ اِسی طرح مخالف جنس
 کے رشتہ داروں کے ساتھ ہاتھ نہ ملائیں۔
- ایسے کلاس فیلوز کو ہر گز اپنا دوست نہ بنائیں جو جنس مخالف کے ساتھ ٹائم گزارنے یا فخش ویب سائٹس دیکھنے کے حوالے سے بات چیت کرتے ہوں۔
- کلاس رُوم جیسے مقامات پر بالخصوص دھیان رکھیں کہ کوئی آپ کے اِس قدر قریب نہ ہو کہ وہ آپ کے جسم کو جُھونے لگے۔
- اِس بات کو ہمیشہ یقینی بنائیں کہ کوئی آپ کے پر ائیویٹ اَعضاء کو ہر گزنہ خُیونے پائے، کوئی آپ کی شر مگاہ کو جُیونے کا حق نہیں رکھتا۔ اگر کوئی شخص آپ کے پر ائیویٹ اعضاء کو جُیوتا ہے تو فوراً اینے والدین کو بتائیں۔
- جب کوئی آپ کی تعریف کرے تو اِنتہائی مختاط ردِّ عمل دیں۔ آپ کاردِ عمل ایسانہیں ہوناچاہیئے کہ وہ آپ کے ساتھ بے تکلّف ہی ہو جائے اور آپ کو آزمائش میں ڈال دے۔ آپ کاردِ عمل اِتنا رُو کھا بھی نہیں ہونا چاہیئے کہ وہ آپ کو مغرُور اور بداَخلاق سمجھنے لگے۔ ایسی صور تحال میں یقینی

بنائیں کہ آپ کاردِ عمل اِعتدال وتوازُن پر مبنی ہو۔

- اپنے سے بڑی عمر کے بچوں کو یہ مت کہنے دیں کہ آپ بڑے خوبصورت ہیں۔ اِسی طرح وہ کسی جھی قسم کی نازیبا گفتگو نہ کرنے پائیں۔ والدین کے سواکسی کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ آپ کو خوبصورت کہ ،ایسی صورت میں اِنتہائی مختاط ردِ عمل دیں اور اپنے والدین کوضر وربتائیں۔
- اگر آپ مخلوط اسکول میں پڑھتے ہیں تو جنس مخالف کے ساتھ ہمیشہ مختاط برتاؤر کھیں، تا کہ وہ اپنی حدُود میں رہیں اور آپ کیلئے آزمائش کا باعث نہ بنیں۔
- لوگوں کو ہمیشہ خودسے ایک خاص فاصلے پر رکھیں۔ جب کوئی بلاوجہ آپ کے قریب ہونے گئے تو
 اپنے طرزِ عمل سے اُسے خودسے مناسب فاصلے پر رکھیں اور زیادہ فری نہ ہونے دیں۔

I) خطرناك حالات ميں اپنادِ فاع

آپ کو یہ جانا چاہیئے کہ صرف سیف سرکل کے افراد قابلِ اِعتماد ہوتے ہیں اور کسی بھی مسکلے کی صورت میں فوراً اپنے سیف سرکل کو مدد کیلئے پکار ناضر وری ہوتا ہے۔ اپنے والدین سے بوچھیں کہ کسی قسم کی خطرناک صور تحال میں آپ والدین اور اساتذہ کے علاوہ کون کون سے رشتہ داروں کو مدد کیلئے پکار سکتے ہیں اور ہمیشہ اُنہی کو مدد کیلئے یکاریں۔

اگر خدانخواستہ کبھی اِنتہائی خطرناک صور تحال پیدا ہو جائے اور کوئی شخص آپ کے ساتھ دست درازی کی کوشش کرے یا آپ کو اِغواء کرنے لگے تو فوراً وہاں سے بھاگ کھڑے ہوں اور شور مچانا شروع کر دیں۔ کوشش کریں کہ بھاگ کرایس جگھ بہنچ جائیں جہاں زیادہ لوگ موجود ہوں کیونکہ زیادہ لوگوں کی موجود گی میں کوئی آپ کے ساتھ زیاد تی سے پیش نہیں آسکتا۔

اگر آپ الیی صور تحال میں بھاگ نہ پائیں اور وہ آپ کو دبوج لے تو شور مچائیں اور دُوسروں کو مدد کیلئے پاکریں۔ایسی صور تحال میں صرف رونے کی بجائے ''بچاؤ''کی آواز لگائیں یا''میں اِسے نہیں جانتا'' یا'' یہ

میرے انکل نہیں ہیں" وغیرہ کہہ کر شور مجائیں تا کہ اِرد گرد موجود لوگ متوجہ ہو کر آپ کو اُس سے بچا سکیں۔اگر آپ کے منہ پر ہاتھ رکھ کر آپ کو شور مجانے سے روک دیا جائے تو اُس کی اُنگل کو اپنے دانتوں کے ساتھ اِننے زور سے کاٹیں کہ وہ وَرد کے مارے آپ کو چھوڑنے پر مجبور ہو جائے اور آپ اُس کی گرفت سے نج کر بھاگ سکیں یا خوب شور مجاکر لوگوں کو اپنی مدد کیلئے متوجہ کر سکیں۔

اسکول، ہمسائیگی یا کزنزوغیرہ میں سے اگر کوئی آپ کے ساتھ کسی قشم کی غیر اَخلاقی حرکت کر نے یا آپ کے پرائیویٹ اَعضاء کو کچھوئے تو حیاداری میں خاموشی اِختیار کرنے کی بجائے اُسے زور سے چیخ کر ڈانٹ کر منع کریں تاکہ آس پاس موجود بڑے اَفراد آپ کی آواز سن کر اُسے روکنے میں آپ کا ساتھ دیں اور وہ آپ کو بلیک میل نہ کر سکے۔ اگر آپ اُس کی گھٹیا حرکت پر شرم کے مارے خاموشی اِختیار کریں گے تو وہ مزید شیر ہوجائے گا اور آپ کو زیادہ نگل کرنے لگے گا۔ اِسلام نے الیم شرم کا حکم نہیں دیا جس سے آپ مصیبت میں پڑ جائیں۔ اسا تذہ کے علاوہ لڑکے الیم صور تحال سے اپنے والد کو اور لڑکیاں اپنی والدہ کو ضرور بتائیں۔

کوئی اجنبی شخص آپ کو گود میں نہ اُٹھائے، بوسہ نہ لے، ساتھ نہ چہٹائے، اگر کوئی ایسا کرنے کی کوشش کرے توسخت مزاحت کریں اور شور مچاکر آس پاس موجود لوگوں کو مدد کیلئے پکاریں۔ جاننے والے اَفراد کی طرف سے کسی غیر معمولی حرکت پہ اُونچی آواز میں کہیں کہ "انگل میہ آپ کیا کر رہے ہیں؟" یا" میں امّی کو بتاؤں گا۔"

کوئی بھی شخص آپ کے زیادہ قریب نہیں آناچاہئے۔اگر آپ کسی کے مجھونے پر بُرامحسوس کریں تو فوراً اپنے والدین کو بتائیں۔اگر کوئی غیر آپ کو بے جاپیار کرے اور چوھے تو بھی اپنے والدین کو آگاہ کریں۔

نو جوان بچوں کو اپنے والدین کو اپنے معمولات کی خبر ضرور دینی چاہیئے اور اُنہیں بتائے بغیر کسی دوست سے ملنے کو نہیں جانا چاہیئے۔ بچوں کو بیہ اور اُن کو کسی بھی مسلنے کو نہیں جانا چاہیئے۔ بچوں کو بیہ اِعتاد ہونا چاہیئے کہ اُن کے والدین اُن کی مدد کیلئے تیار ہیں اور اُن کو کسی بھی مسلم کے نقصان سے بچاسکتے ہیں۔

کوئی بھی شخص چاہے وہ کوئی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوا گروہ آپ کو تحا نف دیتا ہے تواپنے والدین کو فوراً بتائیں،

کامیاب زندگی . . . دورِ نوبلوعت کے سوالات

تا كه والدين كوصيح اندازه ہوسكے كه وہ شخص آپ كو تحا كف كيوں دے رہاہے۔

اپنے دوستوں کے بغیر اکیلے کبھی کسی ویران جگہ یا خالی کمرے میں مت جائیں۔ اِسی طرح جب بھی کسی پارٹی یا فنکشن میں جائیں توبڑے اَفراد کے ساتھ جائیں، اکیلے جانے کی صورت میں عدم تحفظ کی صور تحال پیدا ہو سکتی ہے۔

والدین اور بزرگوں کا بھی فرض ہے کہ بچوں کو مجھی تنہامت چھوڑیں۔ اُن کی ضروریات کا خاص خیال رکھیں اور اُن کی ہر بات سنیں۔ بچوں کو میل جول رکھنے اور دوستوں کے اِنتخاب میں رہنمائی کریں۔ اُن کی جائز خواہشات کو پورا کریں۔ اُن کی چھوٹی خچھوٹی خوشیوں میں شریک ہوں اور اُنہیں اپنا دوست ہونے کا اِحساس دلائیں۔

2)غير متوقع حالات كامقابله

گھر میں، اسکول میں یا پھر بازار وغیرہ میں مبھی کھار اچانک ایسے غیر متوقع حالات پیدا ہو جاتے ہیں، جیسے کوئی حادثہ ہو جانا، پاؤں بھسل کر گر جانا، موچ آ جانا، لڑائی جھگڑ اہو جانا، بس میں سفر کے دوران جیب کٹ جانا، وغیرہ ۔ اِس قسم کی صور تحال میں خو د پر گھبر اہٹ کوطاری مت ہونے دیں۔ ہوش وحواس کے ساتھ سوچیں اور اُس مسکلہ پر قابو پانے کیلئے فوری طور پر اپنی کوششیں شر وع کر دیں۔ ایسے غیر متوقع حالات میں پیدا ہونے والے مسائل پر قابویانے کیلئے ہوش وحواس میں رہنا بہت ضر وری ہوتا ہے۔

3) خود إعتادي

کسی غیر متوقع صور تحال سے خمٹنے کیلئے خو داعتادی ایک اہم عضر ہے۔خو داعتادی ہمیں مخصوص صور تحال میں خود کو پر کھنے، اُس کا مقابلہ کرنے اور اُس کے مطابق ڈھلنے کا ہنر سکھاتی ہے۔ کسی غیر متوقع یا ناخوشگوار صور تحال سے خمٹنے کا آغاز ہمیں سب سے پہلے اپنی ذات پر اعتاد کے ساتھ کرنا ہوتا ہے۔خو داعتادی اپنی صور تحال سے خمٹنے کا آغاز ہمیں سب سے پہلے اپنی ذات پر اعتاد کے ساتھ کرنا ہوتا ہے۔ خو داعتادی اپنی صور تحال میں اپنے آپ پر اعتاد کے صور تحال میں اپنے آپ پر اعتاد کے ساتھ کرنا ہوتے ہوئے اللہ پر توکل کریں اور پر بیثانی کوخو دیر طاری نہ ہونے دیں۔

4)مسائل پر قابو

ہمیں چاہیئے کہ اللہ ربّ العزت پہ یقین رکھتے ہوئے کسی بھی مسکلہ کو اپنے اوپر حاوِی نہ ہونے دیں اور یہ بات ذہمن نشین کرلیں کہ کسی بھی غیر متوقع پاناخوشگوار صور تحال کا سامنا ہمارے دل میں مثبت اور منفی دونوں طرح کے خیالات پیدا کر تاہے۔ منفی خیالات خوف، گھبر اہٹ، پریشانی اور اِس طرح کے دیگر جذبات کو جنم دیتے ہیں، جبکہ مثبت خیالات سوچنے سیجھنے کی صلاحیت پیدا کرتے ہیں۔ منفی خیالات سے بیچنے کیلئے اپنا ایمان پختہ رکھیں کہ میر اخدا ہر وقت میرے ساتھ ہے اور وہ ہمیشہ کی طرح اِس مسئلہ کو حل کرنے میں بھی میر المدد گارہے۔ نیز ایسی صور تحال میں اپنی سوچنے سیجھنے کی صلاحیتوں کو پوری طرح بیدار رکھنے کی کوشش کریں تاکہ منفی خیالات دل میں جگہ نہ یا سکیں۔

5) إحساسِ كمترى په قابو

کبھی خودکو دُوسروں سے کمتر نہ سمجھیں، کیونکہ اِحساسِ کمتری ہماری صلاحیتوں کو ناکارہ کردیتا ہے۔ہر مسلمان کا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں تمام اِنسان برابر ہیں۔ ہمیشہ یادر کھیں کہ جس شخص میں کوئی کی ہوتی ہے اُس میں اللہ تعالیٰ نے کوئی نہ کوئی اِضافی خوبی بھی ضرورر کھی ہوتی ہے۔ اِحساسِ کمتری کو بیاری سمجھ کرخود پر طاری نہ کریں۔ یاد رکھیں! دُنیا میں ہر شخص کسی نہ کسی حوالے سے تھوڑا بہت اِحساسِ کمتری میں مبتلا ہوتا ہے۔ ایسے وقت میں وہ اپنے دماغ کو دیگر اعلیٰ خوبیوں کی طرف متوجہ کرکے اپنے اِحساسِ کمتری پر قابو پالیتا ہے۔ اگر آپ میں کوئی کی ہے تو اپنے آپ کو یہ باؤر کروائیں کہ مجھ میں ایسی بہت سی خوبیاں بھی تو موجود ہیں جو دُوسرے لوگوں میں موجود نہیں ہیں یا پھر بہت کم ہیں۔ یہ اِعتاد آپ کو اِحساسِ کمتری سے نکلنے میں مدد حے گا اور ہر قسم کے حالات میں ثابت قدم رکھے گا۔

6) دُوسروں سے رابطہ

اپنے والدین اور بڑے بہن بھائیوں سے ایسامضبوط تعلق قائم کریں کہ اگر کوئی ایمر جنسی یاپریشانی لاحق ہو تو اپنی ذات کے خول سے باہر نکل کر اُن سے کھل کر بات کر سکیس۔خود کو کبھی اینے بہن بھائیوں سے الگ تھلگ نہ رکھیں کہ وفت ِ ضرورت اُنہیں مد دکیلئے اُپکارنے میں آپ کو بھیکچاہٹ محسوس ہو۔ یہ رویۃ نہ صرف آپ کی گھبر اہٹ دُور کرے گا بلکہ اُن سے ایک مضبوط رابطہ بھی بحال ہو جائے گا اور اِس رویہ کو اپنانے سے آپ کی ڈندگی میں بہت سے مسائل سے بروَقت نجات مل سکے گی۔

7) حاضر دِ ماغی اور بیدار مغزی

کسی قسم کی ایمر جنسی میں خود کو حاضر دماغ رکھیں۔ جو شخص جتنازیادہ حاضر دماغ اور بیدار مغزہوگا وہ ہنگا می حالات میں اُتناہی درست فیصلہ کرنے کی قوت بھی رکھتا ہوگا۔ اگر آپ بڑے بھائی کے ساتھ بازار گئے ہوں اور راستے میں حادثے کی وجہ سے وہ بے ہوش ہوجائے تو آپ کو پتہ ہونا چاہئے کہ الیمی صورت میں آپ کو کیا کرنا ہے۔ آپ فوراً بھائی کا موبائل نکالیں اور گھر فون کرکے اِطلاع دیں یا بھائی کے کسی ایسے دوست کو فون کرنا ہے۔ آپ فوراً بھائی کا موبائل نکالیں اور گھر فون کرکے اِطلاع دیں یا بھائی کے کسی ایسے دوست کو فون کریں جو وہاں نزدیک ہی رہتا ہو تاکہ فوری مدد پہنچ سکے۔ حادثے کی صورت میں آپ طبی اِمداد کیلئے کریں جو وہاں نزدیک ہی رہتا ہو تاکہ فوری مدد پہنچ سکے۔ حادثے کی صورت میں آپ طبی اِمداد کیلئے کے ایمبولینس منگوا سکتے ہیں۔ اِسی طرح چوری ڈکیتی جیسی واردات کی صورت میں بولیس کو بلانے کیلئے کی آپر رابطہ کیا جا سکتا ہے۔ کسی بھی غیر متوقع صور تحال میں یہی خوبیاں ہمارے لئے مدد گار ثابت ہوتی ہیں۔

8)مضبوط قوتِ إرادي

قوتِ إرادی کامطلب ہے کہ جب بندہ کسی کام کو کرنے کا ارادہ کر لے تو پھر اُس پر ڈٹ جائے۔ اگر وہ اُس کام کے دوران شش و پنج میں پڑارہ کہ یہ کروں یانہ کروں تو ایسے کام میں کامیابی مشکل ہوجاتی ہے۔ جب آپ ہے۔ ہیں ہیں گئی کہ مست خور دہ نہیں بنانا تو آپ ہہی کر لیں کہ مجھے ہر صورت مشکل حالات پہ قابو پانا ہے اور اپنے آپ کو کبھی شکست خور دہ نہیں بنانا تو کہی ڈٹے رہنا آپ کو کامیابی کی منزل تک پہنچا دیتا ہے۔ قر آنِ مجید میں اللہ تعالی نے ہمیں اپنی قوتِ ارادی کو مضبوط کرنے کا طریقہ بتایا ہے کہ کسی معاملے میں خوب سوچ بچار کے بعد جب بندہ فیصلہ کرلے تو پھر اللہ پر توکل کرتے ہوئے اُس پر ڈٹ جائے اور ہر گز ڈبل مائٹ ڈنہ ہو۔ (258) قوتِ ارادی ہمیں ہر قسم کے حالات

⁽²⁵⁸⁾ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِينَ

کامیاب زندگی . . . دورِ نوبلوعنت کے سوالات

سے نمٹنا اور اُن پر قابو پانا سکھاتی ہے۔ یہ قوت اپنی صلاحیتوں کو سمجھنے سے پیدا ہوتی ہے، جو گھبر اہٹ اور خوف وغیر ہ کوبے اثر بنادیتی ہے۔

و) پر أميدر منا

پرائمیدی قدرت کی طرف سے عطاکیا گیاوہ تخفہ ہے جو ہمیں ہر حال میں جینے اور ہر قسم کے حالات کا سامنا کرنے کا موقع دیتے ہے۔ پرائمیدی ہمیں یقین کی دولت سے آراستہ کرتی ہے، جبکہ مایوسی اور ناائمیدی ہم سے یقین کی دولت سے آراستہ کرتی ہے، جبکہ مایوسی اور ناائمیدی ہم سے یقین کی دولت چھین لیتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ ربّ العزت نے قرآنِ مجید میں بہت سے مقامات پر مومنین کو اپنی رحمت سے اُمید لگائے رکھنے کا حکم فرمایا ہے۔ (259) بلاشبہ پرائمیدر ہنا اور اپنی ذات پر اِعتماد و یقین رکھنا ہی کا میابی کی ضانت ہے۔

22. والدين كواپنامحرم رازبنائيں

والدین کو ہمیشہ اپنا حفاظتی حِصار (defence sheild) سمجھیں اور اپنے جذباتی مسائل کو وقاً فوقاً اپنے والدین کے ساتھ ڈسکس کرتے رہا کریں۔ لڑکے اپنے باپ کو اور لڑکیاں اپنی مال کو اپنے جذبات کاراز دار بنائیں اور اُن کے ساتھ اپنا ہر معاملہ شیئر کرکے رہنمائی لیا کریں۔ والدین سے زیادہ ہمارا مخلص کوئی نہیں ہوسکتا۔ جو بچے والدین کی بات ماننے کی بجائے اپنے دوستوں کی بات ماننے ہیں وہ زندگی میں ضرور ٹھوکر

(القرآن، آل عمران، 3: 159)

" پھر جب آپ پختہ ارادہ کرلیں تواللہ پر بھر وسا کیا کریں، بیٹک اللہ تو گل والوں سے محبت کر تاہے۔"

(259) لَا تَقْنَطُوا مِن رَّحْمَةِ اللهِ

(القرآن، الزمر، 39: 53)

"تم الله كي رحمت سے مايوس نه ہونا۔"

وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ

(القرآنُ، آل عمران، 3: 139)

"اورتم ہمت نہ ہارواور نہ غم کرواور تم ہی غالب آؤگے اگر تم (کامل) ایمان رکھتے ہو۔ "

کامیاب زندگی . . . دورِ نوبلوعنت کے سوالات

کھاتے ہیں۔

اِسلام میں صنفِ مخالف کے ساتھ دوستی کا کوئی تصور نہیں۔ ایسی دوستی شادی یا زنامیں سے کسی ایک تک جا پہنچتی ہے۔ شادی کا اِردہ ہو تو ہروقت والدین کے علم میں لاز می لاناچاہیئے تا کہ وہ اپنے طور پر کسی اور جگہ آپ کی شادی کا اِرادہ نہ بنالیں اور بعد میں آپ کو یاوالدین کو پچھتانا پڑے۔

23. سوشل ميڈياپر إحتياطيس

سوشل میڈیا پر اجنبی لو گوں سے دوستی کرنا بعض اُو قات اِنسان کو خطرے میں ڈال دیتا ہے۔ سوشل میڈیا پہ صرف اُن لو گوں کی فرینڈریکویٹ کو قبول کریں جنہیں آپ حقیقی زندگی میں جانتے ہوں۔ کسی دوست / رشتہ دار کی فرینڈریکویٹ کو قبول کرنے سے پہلے اُسے فون کرکے تسلی کرلیں کہ وہ اکاؤنٹ اُسی کا ہے یا کوئی اور آپ کو اُس کے نام سے ہیو قوف بنار ہاہے۔

- سوشل میڈیا پر کوئی اجنبی آپ کے ساتھ رابطہ کرے، کسی قشم کی معلومات پوچھے یا دوستی کرنے کی آفر کرے تو فوری طور پر والدین یاکسی بڑے بہن بھائی سے مشورہ کریں۔
 - سوشل میڈیا پر جنس مخالف کے ساتھ دوستی ہر گزنہ لگائیں۔
- اگر سوشل میڈیا پر کوئی شخص آپ کے ساتھ جنسی تعلقات کے حوالے سے بات کرے تو اُسے
 جواب دینے کی بجائے بلاک کر دیں۔
- سوشل میڈیا پر کسی پبلک پوسٹ پہ نازیبا کمنٹس کرنے والے کو قطعی جواب نہ دیں، ہو سکے تو کمنٹس ڈیلیٹ کر دیں، بصورت دیگر نظر انداز کر دیں۔
 - سوشل میڈیا پراپنی اور اپنے خاندان کی کسی قشم کی پرائیویٹ معلومات قطعی شیئر نہ کریں۔
- سوشل میڈیا پر ایسی گیمز کھیلنے سے اِجتناب کریں جن میں اجنبی لو گوں کے ساتھ دوستیاں بنانے

کی ترغیب دی جاتی ہو۔

• والدین اور بہن بھائیوں پر دوستوں کو ترجیج نہ دیں۔ بعض لوگ نادانی میں یہ کہتے ہیں کہ رشتہ دار ہم نے خود نہیں بنائے جبکہ دوست ہم اپنی مرضی سے بناتے ہیں۔ یوں وہ اپنے دوستوں کو اپنے بہن بھائیوں اور خونی رشتہ داروں پر ترجیج دیتے ہیں۔ ہمیشہ یاد رکھیں کہ ہمارے بنائے ہوئے دوستی یاری کے رشتوں کی بجائے اللہ کے بنائے ہوئے رشتوں کی اہمیت زیادہ ہے۔ اپنوں کو چھوڑ کر غیر وں سے دوستیاں لگانا بہت مہنگا پڑسکتا ہے۔

سوالات (باب نمبر4)

- 1. مرد کاستر کتناہے؟
- کندھوں سے گھٹنوں تک / ناف سے گھٹنوں تک / ناف سے پنڈلی تک
 - 2. عورت کے ستر میں کون سے اعضاء شامل نہیں؟
 - باتھ، پاؤل، سر / كندھے، باتھ، پاؤل / ہاتھ، پاؤل، چېره
 - 3. الله تعالى كوكسامؤمن بسندے؟
 - كمزور /رحمدل/طاقتور
 - 4. جہنم میں سب سے زیادہ لوگ اپنے کن اعضاء کی وجہ سے جائیں گے؟
 - کان اور آئنھیں / زبان اور شرمگاہ / ناک اور منہ
 - 5. تنہائی میں ملنے والے نامحرم مر دوعورت کے ساتھ تبسر اکون ہو تاہے؟
 - خدا/شیطان/فرشته
 - 6. شیطان اِنسان کی رگوں میں کیسے دوڑ تاہے؟
 - آگ ی طرح / یانی ی طرح / خون ی طرح

- 7. سب سے پہلے ہم جنس پر ستی کس نبی کی قوم نے شروع کی تھی؟
 - حفزت نوځ / حفزت لوطً / حفزت يوسفً
 - 8. جنسی بے راہر وی سے کون سی بیاری پیداہوتی ہے؟
 - فالج/شوگر/ايدز
- 9. کسی کے ہاں جائیں توزیادہ سے زیادہ کتنی بار دستک دینی چاہیے؟
 - ایک بار / تین بار / جاربار
- 10. یاکستان کے قانون کے مطابق شادی کیلئے الڑ کے کی کم از کم عمر کتنی ہے؟
 - 16 مال/18 مال/20 مال
 - 11. پاکتان کے قانون کے مطابق شادی کیلئے اٹر کی کی کم از کم عمر کتنی ہے؟
 - 16 يال/18 يال/20 عال
 - 12. شادى كرتے وقت كسى لڑكى كى كون سى خوبى كوتر جيحوين حاسيے؟
 - مال ودولت / حسب ونسب / حسن وجمال / دین و کر دار
 - 13. پیدائش سے قبل بچیہ کتنے ماہر حم مادر میں رہتاہے؟
 - چارماه / چیرماه / نوماه
- 14. فرشتہ کس عمر میں حاملہ عورت کے پیٹ میں موجود بچے میں رُوح پھو کتا ہے؟
 - چارماه / چيرماه / نوماه
 - 15. مال کس عمر تک بچے کو اپنادودھ پلاتی ہے؟
 - ایک سے دوسال / دوسے اڑھائی سال / تین سے چار سال
 - 16. بيوه عورت كى عد"ت كتني بهوتى ہے؟
 - تين ماه / تين حيض / حيار ماه دس دن

کامیاب زندگی . . . دورِ نوبلوعت کے سوالات

17. مطلقه عورت کی عدت کتنی ہوتی ہے؟

• تين ماه / تين حيض / ڇار ماه دس دن

18. مغربی معاشر وں میں خاندانی نظام کی تباہی کاسبب کیاہے؟

• مال ودولت /بے حیائی /سخت سر دموسم

19. کوئی آپ کواغواء کرنے کی کوشش کرے تو آپ کیا کریں گے؟

• رونے لگیں گے / گھبر اجائیں گے / شور مچائیں گے

باب نمبر 5: سبق آموز واقعات

اِس باب کا مقصد قرآنی واقعات کے ذریعے بچوں کی اَخلاقی تربیت کرنا ہے۔ قرآنی واقعات کے مطالعہ سے بچوں کے دل میں قرآنِ مجید کو ترجمہ کے ساتھ پڑھنے کا شوق پیدا ہوگا۔ قرآنِ مجید کو ترجمہ کے ساتھ پڑھنے کا معمول بنایا جائے تو تواب کے ساتھ ساتھ ساتھ روز مرہ زندگی کیلئے ہدایت بھی میسر آئے گی، جو اُن کی کامیاب زندگی کیلئے دارہ ہموار کر دے گی۔

قر آن مجید کواُر دوتر جمہ کے ساتھ سمجھ کر پڑھنے کیلئے ملاحظہ کریں:

www.irfan-ul-quran.com

I. قصه آدمٌّ وحواً

جب الله تعالی نے فرشتوں کے سامنے سیدنا آدم علیہ السلام کو زمین میں اپنا خلیفہ بنانے کا اِرادہ بیان کیا تو اُنہوں نے جیران ہو کر کہا: "وہ توزمین میں فساد پیدا کرے گا اور خونریزی کرے گا، جبکہ ہم تیری تنبیج اور پاکیزگی بیان کرنے والے ہیں۔ "جس پر الله تعالی نے اُنہیں فرمایا: "جو میں جانتا ہوں وہ تم نہیں جانتے۔" اُس کے بعد الله ربّ العزت نے آدم کی کیمیائی و حیاتیاتی تخلیق فرمائی اور اُن کے جسم میں اپنی خاص رُوح پھو نکنے کے بعد اُنہیں تمام اشیاء کے نام سکھا کر اُنہیں فرشتوں کے سامنے پیش کیا اور فرمایا: "اگر تم اپنے خیال میں سپچ ہو تو ان اشیاء کے نام بتا دو۔" فرشتوں نے کہا: "ہم توبس اُسی قدر جانتے ہیں جو تو نے ہمیں سکھایا ہے، بیٹک توہی سب پچھ جانے والا ہے۔"

پھر جب اللہ تعالی نے آدم علیہ السلام کو فرمایا تو اُنہوں نے انہیں اُن اشیاء کے نام بتادیئے۔ اُس موقع پر اللہ تعالی نے سب فرشتوں کو تھم دیا کہ وہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کریں۔سب فرشتوں نے سجدہ کیا، مگر ابلیس نے سجدہ کرنے سے اِنکار کر دیا۔

ı)اِ بلیس کاانکارِ سجدہ

جب الله تعالى نے اُس سے پوچھا كه تونے آدم كوسجده كيوں نہيں كيا تووه تكبّر كے ساتھ كہنے لگا: "ميں آدم سے اُنسل ہوں، كيونكه مجھے تونے آگ سے بناياہے اور اُسے مٹی سے پيدا كياہے۔"

الله ربّ العزت نے اُس پر سخت ناراضگی کا اِظهار کیا اور اُسے جنت سے نکل جانے کو کہا۔ اُس موقع پر ابلیس نے الله تعالیٰ سے روزِ قیامت تک کی مہلت ما نگی تواللہ تعالیٰ نے اُسے مہلت دے دی۔ مہلت حاصل کرنے کے بعد اُس نے کہا: "میں آدم اور اُس کی اولاد کو گمر اہ کروں گا تا کہ وہ تیری سید تھی راہ پر چلنے کی بجائے ہوئک جائیں، یہاں تک کہ اُن کی اکثریت تیری نافرمان بن جائے گی۔"

اِر شادِ باری ہوا: ''اے ابلیس! تو یہاں سے ذلیل و مر دُود ہو کر نکل جا، آدم کی اَولاد میں سے جو کوئی تیری پیروی کرکے میر انافرمان بنے گامیں اُسے بھی تیرے ساتھ دوزخ میں بھیج دوں گا۔''(²⁶⁰⁾

2) آدم عليه السلام جنت ميں

اُس کے بعد اللہ ربّ العزت نے آدم علیہ السلام کو مخاطب کرتے ہوئے کہا: ''اے آدم! تم اور تمہاری بیوی دونوں جنت میں سکونت اِختیار کرو، جہاں تمہارے لئے یہ راحت ہے کہ تمہیں بھوک اور پیاس نہیں گئے گی اور نہ تم برہنہ ہوگے اور نہ تمہیں دھوپ ستائے گی۔ یعنی تمہیں طعام، لباس اور مکان کی ضرورت نہیں ہوگی۔ تم جنت میں جہاں سے چاہو کھاؤاور بس ایک درخت کے قریب مت جانا، ورنہ تم دونوں حدسے تجاوز کرنے والوں میں سے ہو جاؤگے۔''اُس موقع پر اللہ تعالیٰ نے مزید فرمایا: ''اے آدم! بیشک یہ شیطان تمہارا اور تمہاری بیوی کا دشمن ہے، سویہ کہیں تم دونوں کو جنت سے نکلوانہ دے، پھر تم مشقت میں پڑ جاؤ گے۔''اُس کے اُس موقع کے اُس کے جنت میں کیا دھری کا دشمن ہے، سویہ کہیں تم دونوں کو جنت سے نکلوانہ دے، پھر تم مشقت میں پڑ جاؤ گے۔''اُس کے اُس کے اُس کے سویہ کہیں تم دونوں کو جنت سے نکلوانہ دے، پھر تم مشقت میں پڑ جاؤ گے۔''اُس کے اُس کی کے اُس کے

سید نا آدم نے حوا کے ساتھ جنت میں رہنا شروع کر دیا۔ پھر پچھ عرصہ گزرنے کے بعد شیطان نے دونوں کے دل میں وسوسہ ڈالا اور کہنے لگا: "اے آدم وحوا! تمہارے رہ نے تمہیں اُس درخت کا پھل کھانے سے اِس لئے روکا ہے کہ تم دونوں فر شتوں کی طرح ہمیشہ کیلئے ہیں اپنے رہ کے پاس رہنے والے بن جاؤگ۔" اُس نے اُن دونوں کو قسم کھا کر اُن کا خیر خواہ ہونے کا یقین دلایا تو وہ اُس کے بہکاوے میں آگئے۔ یوں وہ فریب اور مکاری کے ساتھ اُنہیں اُس شجرِ ممنوعہ کا پھل کھلانے میں کامیاب ہو گیا۔

دراصل شیطان نے اُنہیں ایک ایساخیال دلایا جس میں وہ نہ چاہتے ہوئے بھی پھنس گئے۔اُس نے کہا:"اے آدم! کیا میں تہہیں قرب الٰہی کی جنت میں دائمی زندگی بسر کرنے کا درخت بتادوں اور ایسی ملکوتی بادشاہت کا

249

⁽²⁶⁰⁾ القرآن، الاعراف، 7: 12 - 18

⁽²⁶¹⁾ القرآن، طه، 20: 117 - 119

کامیاب زندگی . . . دور نوبلوعنت کے سوالات

راز بھی جسے نہ زوال آئے گانہ فناہو گی؟"سواُ نہوں نے ہمیشہ قربِ الہی میں رہنے کے شوق میں اُس درخت سے کھل کھالیا۔ حالا نکہ اُن کا نافر مانی کا اِرادہ ہر گزنہ تھا۔ (262)

جو نہی اُنہوں نے اُس شجرِ ممنوعہ کا پھل چکھا، اُس کے اَثر سے اُن کے جسموں میں ایسی حیاتیاتی تبدیلیاں رُونما ہو کئیں انہوں نے اُس جو میں ایسی حیاتیاتی تبدیلیاں رُونما ہو کئیں، جن سے دونوں کی شر مگاہیں اُن کیلئے ظاہر ہو گئیں اور وہ دونوں اپنے جسموں پر جنت کے پتے چپکانے گئے۔ اُس موقع پر اللّٰد ربّ العزت نے اُنہیں پکار کر فرمایا: 'دکیا میں نے تم دونوں کو اُس درخت کے قریب جانے سے روکانہ تھا اور تم سے یہ نہیں فرمایا تھا کہ شیطان تم دونوں کا کھلا دشمن ہے!''اللّٰہ تعالیٰ کی ناراضگی کو دکھتے ہوئے دونوں نے معافی کی اِلتجا کی:

رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنفُسَنَا وَإِن لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ (263) "اے ہمارے رب!ہم نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ؛ اور اگر تُونے ہمیں نہ بخشا اور ہم پر رحم (نہ) فرمایا تو ہم یقیناً نقصان اُٹھانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔"

3)اسم محمد صَالَةً لِيَهِمْ عرشِ معلَّىٰ پر

حضرت عُمرٌ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم مَثَّی اللَّیْ آم نے فرمایا: "جب حضرت آدم علیہ السلام سے لغزش ہوگئ، تو اُنہوں نے بارگاہِ خداوندی میں عرض کیا: "اے میرے پروردگار! میں آپ سے محمد مَثَّ اللَّیْ آم کے وسیلے سے سوال کر تاہوں کہ آپ میری مغفرت فرمادیں۔"اللّٰدربّ العزّت نے فرمایا: "تُونے محمد مَثَّ اللَّیْ آم کو

⁽²⁶²⁾ وَلَقَدْ عَهِدْنَا إِلَى آدَمَ مِن قَبْلُ فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ لَهُ عَزْمًا

⁽القرآن، طه، 20: 115)

[&]quot;اور در حقیقت ہم نے اُس سے (بہت) پہلے آدم (علیہ السلام) کو تاکیدی حکم فرمایا تھا، سووہ بھول گئے اور ہم نے اُن میں بالکل (نافرمانی کا کوئی) اِرادہ نہیں یایا (یہ محض ایک بھول تھی)۔"

⁽²⁶³⁾ القرآن، الأعراف، 7: 23

کسے جان لیا؟ جبکہ میں نے اُنہیں اب تک پیدا نہیں فرمایا؟ "حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا: "اے پرورد گار! جب آپ نے جمحے اپنے ہاتھوں سے پیدا فرمایا اور مجھ میں جان ڈالی، تب میں نے اپنا سر اُٹھایا تو عرش پر لکھا دیکھا'لا اِللہ الا اللہ محدّ رسولُ اللہ' تو میں نے جان لیا کہ جس ذات کا نام آپ نے اپنا نام کے ساتھ ملایا ہے، اُس سے بڑھ کر آپ کے نزدیک اور کوئی محبوب نہیں ہو سکتا۔ "تواللہ تعالی نے فرمایا: "اے آدم علیہ السلام! تُونے نے کہا، وہ میر سے نزدیک سب سے بڑھ کر محبوب ہیں اور جب تُونے اُن کے وسلے سے مجھ سے مانگ لیاتو میں نے تیری بخشش کر دی اور اگر محمد منا گائیو اُن نہ ہوتے، تو میں تجھے بھی پیدانہ کر تا۔ "264)

4)خلافت ِارضی

الله تعالی نے اُنہیں معاف فرما دیا اور اُنہیں اپنی قربت و نبوت کیلئے چن لیا۔ نیز اُنہیں اپنانائب بنا کر اِس کرہ زمین پر بھیج دیا۔ اُس موقع پر الله تعالی نے اُن سے فرمایا: "اب تمہاری اولاد کو ایک طویل مدت تک اُسی زمین میں رہناہو گا اور اُس میں چھی ہوئی نعتوں سے فائدہ اُٹھاناہو گا۔ تمہاری اولاد آپس میں ایک دُوسر کی دُشمن بنی رہے گی۔ تم سب اُسی زمین میں زندگی گزاروگے اور اُسی میں مَر وگے، یہاں تک کہ روزِ قیامت تم سب کو اُسی کی مٹی میں سے زندہ کرکے اُٹھایا جائے گا۔ اُس دوران میں تمہاری طرف ہدایت کیلئے انبیاء بھی جارہوں گا، تمہاری اولاد میں سے جو بھی میری ہدایت کی پیروی کرے گاوہ دُنیا میں بھی کامیاب رہے گا اور آخرت میں بھی بدنصیب نہیں ہوگا، یعنی اُس کیلئے جنت کی طرف واپسی کاراستہ آسان ہوجائے گا۔ "

⁽²⁶⁴⁾ صَدَقْتَ يَا آدَمُ ، إِنَّهُ لَأَحَبُّ الْخَلْقِ إِلَيَّ، أُدْعُنِي بِحَقِّهِ، فَقَدْ غَفَرْتُ لَكَ، وَلَوْ لَا مُحَمَّدٌ مَا خَلَقْتُكَ

⁽المستدرك على الصحيحين، 2/ 672، رقم الحديث/ 4228)

[&]quot;اے آدم! تونے سے کہا، وہ (محمد مُنگافِیّنِم) مخلوق میں میری سب سے محبوب ترین ہستی ہیں، پس تو ان کے وسلے سے مجھ سے مغفرت طلب کرمیں مجھے معاف کر دول گا، اور اگر محد نہ ہوتے تومیں مجھے ہی پیدانہ کرتا۔"

ح) آدم عليه السلام زمين پر

جب سیارہ زمین پر آئے تو حضرت آدم علیہ السلام سری لنکامیں اُترے، جبکہ حضرت حوّاعلیہاالسلام جدّہ میں اُتر یں۔ یہ اُن کیلئے ایک اجنبی سیارہ تھا، جہاں کاماحول جنت سے بہت مختلف تھا۔ ایک دُوسرے کی تلاش میں ہزاروں کلومیٹر کا فاصلہ طے کرتے ہوئے ایک طویل مدّت گزرنے کے بعد میدانِ عرفات میں دونوں کی ملاقات ہوئی اور وہ اکٹھے رہنے لگے۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اللہ تعالی نے اُنہیں کثیر اَولاد سے نوازا۔ کتب تاریخ میں حضرت آدم کی عمر 60 وسال بیان کی گئی ہے۔

6) ہابیل و قابیل کا قصّہ

حضرت حوّاعلیہا السلام جب اُمید سے ہو تیں تو اُن کے ہاں ہر بار ایک لڑکا اور ایک لڑکی پیدا ہوتے۔ پہلے والے لڑکے کی شادی پہلی والی لڑکی سے کر دی جاتے ہے گئے گئے ہاں ہر بار ایک لڑکا اور ایک لڑکی پیدا ہوئے۔ کو سرک ہار ہا بیل اور اُن کی بہن یہودا پیدا دی جاتی۔ چنانچہ ایک بار قابیل اور اُن کی بہن یہودا پیدا ہوئے۔ دُوسر کی بار ہا بیل اور اُن کی بہن یہودا پیدا ہوئے۔ دُوسر کی بار ہا بیل اور اُن کی بہن یہودا پیدا ہوئے۔ حضرت آدم علیہ السلام نے ضابطے کے مطابق اقلیمیا کی شادی ہا بیل سے اور یہودا کی شادی قابیل سے کرناچاہی ، مگر قابیل نے یہودا سے شادی کرنے سے اِنکار کر دیا۔ وہ اقلیمیا سے شادی کرناچاہتا تھا، کیونکہ وہ یہودا سے زیادہ خُوبصورت تھی۔ حضرت آدم علیہ السلام نے بہت سمجھایا، مگر وہ نہ مانا۔

آخر حضرت آدم علیہ السلام نے دونوں بیٹوں سے فرمایا کہ تم دونوں اپنی قربانی کوہِ صفا پر لے جاؤ۔ اللہ کے حکم سے آسان سے ایک آگ آئے گی، جو حق کا فیصلہ کر دے گی۔ دونوں نے اپنی قربانیاں لے جاکر جبلِ صفا پر رکھ دیں۔ آسان سے ایک آگ آئی اور اُس نے ہابیل کی قربانی کو جلا دیا، مگر قابیل کی قربانی جُوں کی تُوں پڑی رہی۔ بیہ ہابیل کی قربانی کی قبولیت کی علامت تھی۔

قابیل اپن شکست تسلیم کرنے کی بجائے ہابیل کا جانی دشمن ہو گیا اور ایک دن موقع پاکر اُس نے ہابیل کو قتل کر دیا۔یوں آدم علیہ السلام کی زندگی میں ہی قتل وغار تگری کا ختم نہ ہونے والا سلسلہ شروع ہو گیا۔

7) سلسلهُ جنگ وجدل بمقابله امن و ججرت

پہلی اِنسانی آبادی میں ہونے والے اُس قتل کے بعد لڑائی جھگڑوں اور جنگ وجدل کاسلسلہ بڑھتاہی چلا گیا اور آرم کبھی کسی خوبصورت عورت کو پانے کیلئے تو کبھی زر خیز باغوں پہ قبضہ کرنے کیلئے ایک دُوسرے کو مارتے رہے۔ محنتی اِنسانوں کی محنت سے اُگنے والے باغات پہ طاقتور لوگ قبضہ کر لیتے اور اُنہیں مار بھگاتے۔ امن پیند محنتی لوگ اُن کے شرسے بچئے کیلئے وہاں سے ہجرت کرکے دُور دراز علا قوں میں چلے جاتے اور وہاں جاکر نئی زمینیں آباد کرتے اور اُن میں نئے باغات اُگا لیتے۔ جب طاقتور لوگوں کو خبر ملتی کہ امن پیندوں نے نئی سرزمینوں پر اپنے لئے نئے باغات اُگا لئے ہیں قودہ اُن کا پیچھا کرکے اُن پر بھی قبضہ کر لیتے اور اُنہیں وہاں سے بھی مار بھگاتے۔ یوں بار بار کی قتل و غارت اور بار بار کی ہجرت کے نتیج میں اِنسان پورے کرہُ ارض پر بھیلتا چلاگیا۔

سات براعظموں پر مشمل کرہُ ارض پر مختلف علاقوں میں مختلف خدّوخال پائے جاتے ہیں۔ کہیں زرخیز میدانی زمینیں ہیں تو کہیں بنجر چٹیل پہاڑ، کہیں سر دبر فانی چوٹیاں ہیں تو کہیں بے آب و گیاہ ریکستان واقع ہیں۔ اِسی تنوّع کی وجہ سے مختلف خطوں میں مختلف قتم کے پو دے اور جانور پائے جاتے ہیں۔

جوں جوں اِنسان تمام کرہُ ارض پر نئے خطوں میں پھیلتا چلا گیا اُن خطوں کے کھل اور جانور اُس کی خوراک بننے گئے، جس کے منتیج میں اُس کار ہن سہن، اُس کالباس، اُس کی بول چال، حتیٰ کہ اُس کی جلد کارنگ بھی ایک دُوسرے سے مختلف ہو تا چلا گیا۔

برائے مزید مطالعہ

قصہ آدم وحواکے مزید مطالعہ کیلئے قرآنِ مجید کے درج ذیل مقامات ملاحظہ فرمائیں:

سورة ص، 38: آيت نمبر 71 تا 85 سورة المائده، 5: آيت نمبر 27 تا 31 سورة البقرة، 2: آيت نمبر 30 تا 38 سورة الأعراف، 7: آيت نمبر 11 تا 25 سورة طه، 20: آيت نمبر 115 تا 123

2. قصه يوسفٌ وزليخاً

ایک لاکھ چوہیں ہز ارانبیاء میں سے حضرت یوسف علیہ السلام وہ نبی ہیں جن کا واقعہ نہ صرف قر آن مجید میں مکمل تفصیل کے ساتھ بیان ہواہے اور آپ کے نام سے قر آن مجید میں پوری ایک سورت شامل ہے، بلکہ اللہ ربّ العزت نے اسے قر آنِ مجید میں "اُحسن القصص" (یعنی تمام واقعات میں سے سب سے اچھا واقعہ) قرار دیا۔

اللہ تعالی نے حضرت یوسف علیہ السلام کو بہت بلند درجہ عطا فرمایا۔ پہلے اُنہیں بھائیوں کے حسد کے سبب واللہ بن سے جدا کیا، عرصہ دراز تک کیلئے غلام بنادیا، جیل میں رکھااور اُس کے بعد اُنہیں حکمر انی عطا فرمائی، اور اُن کے ہاتھوں مِصر جیسی عظیم مملکت کوایک عظیم اِنقلاب سے رُوشناس کیا۔

بچپن میں آپ نے اپنے بھائیوں کے ہاتھوں بہت پریشانی اُٹھائی۔ بھائیوں نے آپ کو کنوئیں میں ڈال دیا۔ پھر ایک قافلے کو پچ دیا۔ قافلے والوں نے آپ کو مصر کے بازار میں فروخت کر دیا۔ جوان ہونے پر آپ کو مصر کی عور توں نے بہت بڑی آزمائش میں ڈال کیا، لیکن آپ ہمیشہ ثابت قدمی کے ساتھ ڈٹے رہے اور بالآخر کامیابی و کامرانی حضرت یوسف ہی کو نصیب ہوئی۔

⁽²⁶⁵⁾ القرآن، يوسف، 12: 3

ı)خاندانی پس منظر

حضرت یوسف کے باپ، دادا، پر دادا تینول انبیاء تھے۔ آپ کے والد حضرت یعقوب، دادا حضرت اِسحاق اور پر دادا حضرت اِبرائیم سے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کے بارہ بیٹے تھے، جن کے نام یہ ہیں: یہوداہ، روبن، شمعون، لاوی، یباکار، زبولون، دان، نفتالی، آشر، جاد، یوسف اور بنیا مین۔ اُن میں بنیا مین حضرت یوسف کے حقیقی بھائی تھے، جبکہ باقی دوسری ماؤل سے تھے۔ حضرت یوسف اپنے باپ کے ہال تمام بھائیول میں سب سے زیادہ پیارے تھے۔ اور چونکہ اُن کی پیشانی پر نبوت کے نشان در خشال تھے اِس لئے حضرت یعقوٹ اُن سے اِنتہائی محبت و شفقت سے پیش آتے تھے۔

2) بحيين كاخواب

سات سال کی عمر میں حضرت یوسف یے ایک خواب دیکھااور اگلی صبح اپنے والد حضرت یعقوب کو بیان کیا۔
اُنہوں نے بتایا: "میں نے خواب میں گیارہ ستاروں کو اور سورج اور چاند کو دیکھاہے، میں نے اُنہیں اپنے لئے سجدہ کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ " یہ سن کر حضرت یعقوب نے فرمایا: " اے میرے بیٹے! اپنا یہ خواب اپنے بھائیوں سے بیان نہ کرنا، ورنہ وہ تمہارے خلاف کوئی پُر فریب چال چلیں گے۔ بیشک شیطان اِنسان کا کھلا دشمن ہے۔ اِس خواب کی تعبیر میہ ہے کہ تمہارار بستہ تمہیں بزرگی کیلئے منتخب فرمالے گا اور تمہیں باتوں کے انجام تک پہنچنا (یعنی خوابوں کی تعبیر کاعلم) سکھائے گا اور تم پر اور اَولا دِیقوب پر اپنی نعت تمام فرمائے گا، حبیبا کہ اُس نے اِس سے قبل اِبر اہیم اور اِسحاق (علیہا السلام) پر تمام فرمائی تھی۔ بیشک تمہارار بن خوب جانے والا بڑی حکمت والا ہے۔ "(266)

3) بھائيوں كاحسد

حضرت یوسف کے والد دیگر بیٹوں کی نسبت حضرت یوسف اور بنیامین کے ساتھ زیادہ محبت رکھتے تھے، جس

⁽²⁶⁶⁾ القرآن، يوسف، 12: 4 - 5

کامیاب زندگی . . . دورِ نوبلوعت کے سوالات

کی وجہ سے اُن کے بھائی اُن کے حسد میں مبتلا ہو گئے۔

شیطان کے بہکانے پر یوسف کے بھائیوں نے کہا: "واقعی یوسف اور اُس کا سگا بھائی بنیا مین ہمارے باپ کو ہم سے زیادہ محبوب ہیں حالا نکہ ہم دس افراد پر مشمل زیادہ قوی جماعت ہیں۔ بیشک ہمارے والد اُن کی محبت کی کھلی وار فتگی میں گم ہیں۔ اَب یہی حل ہے کہ تم یوسف کو قتل کر ڈالو یا دُور کسی غیر معلوم علاقہ میں بھینک آؤ، اِس طرح تمہارے باپ کی توجہ خالصتًا تمہاری طرف ہو جائے گی اور اُس کے بعد تم توبہ کرے صالحین کی جماعت بن جانا۔ "اُن میں سے ایک بھائی نے کہا: "یوسف کو قتل کرنے کی بجائے کسی تاریک کوئیں کی گہر ائی میں ڈال دو۔ اُسے کوئی را گھیر مسافر اُٹھالے جائے گا۔"

اِس منصوبہ بندی کے بعد وہ اپنے والد حضرت یعقوب کے پاس جاکر کہنے گگے:"اے ہمارے باپ! آپ کو کیا ہوگیا ہے کہ آپ یوسف کے بارے میں ہم پر اِعتبار نہیں کرتے، حالا نکہ ہم یقینی طور پر اُس کے خیر خواہ ہیں۔ آپ اُسے کل ہمارے ساتھ بھیج دیجئے، وہ خوب کھائے اور کھیلے اور بیشک ہم اُس کے محافظ ہیں۔ حضرت یعقوب نے جو اب دیا:"بیشک مجھے یہ خیال مغموم کرتا ہے کہ تم اُسے لے جاؤاور میں اِس خیال سے بھی خو فردہ ہوں کہ اُسے بھیڑیا کھا جائے اور تم اُس کی حفاظت سے غافل رہو۔ اُنہوں نے یقین دلاتے ہوئے کہا:"ہم جیسے طاقتور بھائیوں کے ہوتے ہوئے اگر اُسے بھیڑیا کھا جائے تو ہم تو بالکل ناکارہ ہوئے۔"یعنی ہم مل کراُس کی حفاظت کریں گے تو بھیڑیا اُسے قطعی طور پر نہیں کھاسکے گا۔

حضرت یعقوب نے اُن کے پُرزور اِصر ارپر اُنہیں اِجازت دے دی اور یوسف گواُن کے ساتھ بھیج دیا۔

4)گھرسے کنوئیں تک

وہ جو گھر سے نکلتے وقت حضرت یوسف گوبڑی چاہت اور محبت کے ساتھ لے کرنکلے تھے اُنہوں نے جنگل میں پہنچ کر اُنہیں خوب زدو کوب کیا اور شدید زخمی کر دیا۔ وہ اُنہیں قتل کرنے کا اِرادہ رکھتے تھے، لیکن اُنہی میں سے ایک بھائی لاوِی نے اُنہیں ایبا کرنے سے روک دیا۔ اُن ظالم بھائیوں نے مارنے پیٹنے کے بعد آپ کی قیض اُ تار کر ہاتھ یاوَں باندھ دیئے اور اُنہیں ایک گہرے کنوئیں میں ڈال دیا۔

جب اُنہوں نے اپنے طور پر حضرت یوسف کو کنوعیں میں چھینک دیاتو فوراً ہی جبر ائیل اللہ تعالیٰ کی و جی لے کر کنوعیں میں پہنچ۔ "اے یوسف! پریشان نہ ہونا ایک وقت آئے گا کہ تم یقیناً اُنہیں اُن کی ہے حرکت یاد دلاؤ گے اور اُنہیں تمہارے بلند رُ تبہ کا شعور نہیں ہو گا۔ "جبر ائیل ؓ نے آپ کو کنوعیں میں موجو دایک پھر پر بھا دیا اور ہاتھ یاؤں کھول کر تسلی دیتے ہوئے اُن کا خوف و ہر اس دُور کر دیا۔ گھرسے چلتے وقت حضرت یعقوب نے حضرت یوسف کو حضرت ابر اہیم ؓ کی قمیض تعویذ بنا کر آپ کے گلے میں ڈال دی تھی۔ جبر ائیل ؓ نے وہ قمیض آپ کو پہنا دی۔ ایک روایت میں ہے کہ جد الا نبیاء حضرت ابر اہیم ؓ کی قمیض کے نور سے اند ھیرے کوئیس میں روشنی ہوگئی۔

حضرت یوسف کو کنونمیں میں چینکنے کے بعد اُن کے بھائی رات کے اند هیرے میں اپنے باپ کے پاس مکاری کا روناروتے ہوئے آئے۔ اور کہنے گئے: "اے ہمارے باپ! ہم لوگ دوڑ میں مقابلہ کرنے چلے گئے اور ہم نے یوسف کو اپنے سامان کے پاس جیوڑ دیا تو اُسے بھیڑ سئے نے کھالیا، اور آپ تو ہماری بات کا یقین بھی نہیں کریں گے اگر جہ ہم سے ہی ہوں۔"

وہ اپنے ساتھ حضرت یوسف کی خون آلود قبیض بھی لائے تھے۔ حضرت یعقوب نے جب اپنے نورِ نظر کی تھے۔ حضرت یعقوب نے جب اپنے نورِ نظر کی تھے۔ کہیں سے بھی بھی ہوئی نہیں ہے۔ (بھائیوں نے اپنی دانست میں باپ کو دھو کہ دینے کیلئے قبیض کو بکری کا خون تو لگا دیا تھا، لیکن اُسے بھاڑنا بھول گئے تھے۔) آپ اُن لوگوں کے مکر و فریب کو بھانپ گئے۔ اور فرمایا: "بڑا ہوشیار اور سیانا بھیڑیا تھا کہ میرے گئے تھے۔) آپ اُن لوگوں کے مکر و فریب کو بھانپ گئے۔ اور فرمایا: "بڑا ہوشیار اور سیانا بھیڑیا تھا کہ میرے یوسف کو تو بھاڑ کر کھا گیا مگر اُس کی قمیض پر ایک ذراسی خراش بھی نہیں آئی۔" پھر آپ نے اُنہیں فرمایا: "حقیقت یہ نہیں ہے، جو تم بتارہے ہو، بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ تمہارے حاسد نفوں نے ایک بہت بڑاکام تمہارے لئے آسان اور خو شگوار بنادیا جو تم نے کر ڈالا، پس اس حادثہ پر صبر ہی بہتر ہے، اور جو بچھ تم بیان کر ہو میں اُس پر اللہ ہی سے مد دیا ہتا ہوں۔"

5) کنوئیں سے مصرتک

حضرت یوسف ٹین دن اُس کنوئیں میں تشریف فرمارہے۔ اُس کنوئیں کا پانی کھاراتھا گر آپ کی برکت سے اُس کا پانی شیریں ہوگیا۔ تیسرے دن ایک قافلہ مدین سے مصر جاتے ہوئے اِتفاق سے راستہ بھٹک کر اُس طرف آ فکلہ جب اُس قافلے کے لوگوں نے کنوئیں سے پانی بھر نے کیلئے اُس میں اپناری سے بندھا ہوا ڈول طرف آ فکلہ جب اُس ڈول کو پکڑ کر اُس کے ساتھ لٹک گئے۔ قافلے والوں نے ڈول کھینچا اور آپ کو کنوئیں سے باہر نکال لیا۔ اُنہوں نے جب آپ کے حسن و جمال کو دیکھا تو بہت خوش ہوئے اور ایک دُوسرے کو مبار کباد دینے لگے کہ بڑا فیتی خزانہ ہاتھ لگاہے۔

حضرت یوسف کے بھائی جو اُس بیابان میں بکریاں چرایا کرتے تھے، وہ روزانہ کنوئیں میں جھانک کر دیکھا کرتے تھے۔ جب اُس دن اُنہیں کنوئیں میں یوسف دکھائی نہ دیئے تو تلاش کرتے ہوئے اُس قافلے کے پاس جا پہنچ اور آپ کو دیکھتے ہی کہنے گئے یہ تو ہمارا بھاگا ہوا غلام ہے، جو بالکل ہی ناکارہ اور نافر مان ہے۔ اگر تم اِسے خریدو تو ہم تمہیں بہت ہی سستا فروخت کر دیں گے، مگر شرط یہ ہے کہ تم لوگ اِسے یہاں سے اِتیٰ دُور لے جا کر فروخت کر ناکہ یہاں تک اُس کی خبر تک نہ پہنچ۔ حضرت یوسف بھائیوں کی موجودگی میں خاموش کھڑے رہے اور ایک لفظ بھی نہ ہولے۔ پھر اُن کے بھائیوں نے اُنہیں قافلے کے سربراہ 'مالک بن ذعر' کے ہاتھوں صرف 18 در ہم میں فروخت کر دیا۔ اُنہوں نے اپنے ہی بھائی کو غلامی میں دے دیا۔ وہ اُس بات سے بے خبر تھے کہ وہ تو خو د اپنی مرضی سے جارہے تھے، کیو نکہ وہ اللّٰد ربّ العزت کی طرف سے جان چکے سے کہ مستقبل میں اُنہیں ایک عظیم ذمہ داری سنجانی ہے۔

"اور یوسف ؑکے بھائیوں نے بہت کم قیمت گنتی کے چند دِرہموں کے عوض اُنہیں ﷺ ڈالا کیونکہ وہ را ہگیر یوسف ؓکوخرید نے کے بارے میں پہلے ہی بےرغبت تھے۔"(267)

⁽²⁶⁷⁾ القرآن، يوسف، 12: 20

قافلہ مصر کی طرف جارہاتھا، چنانچہ اُنہوں نے آپؑ کورسیوں سے باندھااور غلام بناکر اپنے ساتھ مصر لے گئے۔

6) بإزارِ مصرمين

قافلے کا سربراہ مالک بن ذعر حضرت یوسف کو فروخت کرنے کیلئے مصر کے بردہ فروشوں کے بازار میں لے گیا، جہال مختلف اُمراء نے خریداری کیلئے بولی لگانا شروع کر دی۔ اُن دنوں مصر کے بادشاہ ریان بن ولید عملیت نے اپنے وزیر اعظم قطفیر کو مصر کی حکومت اور خزانے سونپ رکھے تھے۔ مصر میں لوگ اُسے "عزیز مصر کو معلوم ہوا کہ بازارِ مصر میں ایک بہت ہی خوبصورت مصر"کے خطاب سے پکارتے تھے۔ جب عزیز مصر کو معلوم ہوا کہ بازارِ مصر میں ایک بہت ہی خوبصورت علام فروخت کیلئے لایا گیا ہے اور لوگ اُس کی خریداری کیلئے بڑی بڑی رقمیں لے کر بازار میں جمع ہو رہے ہیں قواس نے حضرت یوسف کے وزن کے برابر سونا اور اُتیٰ ہی چاندی اور اُتیٰ ہی چاندی اور اُتیٰ ہی جاندی اور اُتیٰ ہی حریر (ریشی کیڑا) قیمت ادا کر کے آئے کو خرید لیا۔

7) عزیز مِصرکے محل میں

عزیز مِصرنے آپؑ کو محل میں لے گیا اور اپنی بیوی زُلیخاسے کہا: ''اِسے عزت واِکرام سے کھہر اوَ! شاید بیہ ہمیں نفع پہنچائے یاہم اِسے بیٹا بنالیں۔''(268)

یوں اللہ تعالیٰ نے کمال حکمت کے ساتھ یوسٹ کو سرزمین مصر میں مستحکم کر دیا۔ اُسی محل میں اللہ ربّ العزت نے اُنہیں اُمورِ سلطنت کو قریب سے مشاہدہ کرنے کا موقع فراہم کیا، جو بعد ازاں مصر کی زمام کار سنجالنے اور بہترین اِنتظام واِنصرام کرنے کے کام آئی۔ یقیناً اللہ ربّ العزت اپنے کام پرغالب ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

قرآنِ مجيد ميں الله ربّ العزت نے فرمايا: "اور جب وہ اپنے كمالِ شاب كو بہنچ گيا تو ہم نے اُسے حكم نبوت

⁽²⁶⁸⁾ القرآن، يوسف، 12: 21

کامیاب زندگی . . . دورِ نوبلوعت کے سوالات

اور علم تعبير عطافر مايا، اور إسى طرح ہم نيكو كاروں كوصله بخشا كرتے ہيں۔"(269)

8)زُلِخا کی سازش

حضرت یوسف الرئین میں ہی زلیخا کے محل تک پہنچ چکے تھے۔ یہیں جوان ہوئے تو زُلیخا اُن کی خوبصورتی کو دکھتے ہوئے اُن پر عاشق ہو گئے۔ اُس نے اُنہیں وَرغلانے کی بہت کوششیں کیں، مگر یوسف نے اللہ کے حکم سے سر تابی نہ کی اور اُس کا اِطاعت گزار بندے بنے رہے۔ جب زُلیخا کو اپنی خواہش پوری ہوتی نظر نہ آئی تو اُس نے آپ کے خلاف ساز شیں کیں۔ جب کوئی صورت بن پڑتی نظر نہ آئی تو آپ کو قید میں ڈلوادیا، جو کم و بیش 1 کے سال تک رہی۔

ایک دن زُلیخانے خوب بناؤ سنگھار کر کے تمام دروازوں کو بند کر دیااور حضرت یوسف کو تنہائی میں لبھانے کی کوشش کرنے لگی۔ آپ نے خود کو اللہ کی پناہ میں دیتے ہوئے فرمایا کہ میں اپنے مربی عزیزِ مصرکے اِحسان کو فراموش کرکے ہر گز اُس کے ساتھ کوئی خیانت نہیں کر سکتا۔

پھر جب زُلیخاخود آپ کی طرف لیکی تو آپ وہاں سے بھاگ نکلے۔ زلیخانے دوڑ کر پیچھے سے آپ کو پکڑنا چاہا،
اُسی اثناء میں آپ کی قمیض اُس کے ہاتھ میں آگئی اور پھٹ گئی۔ یوں زُلیخا آپ کے پیچھے دوڑتی ہوئی صدر
دروازے تک پہنچ گئی۔ اِتفاق سے ٹھیک اُسی وقت اُنہوں نے عزیزِ مصر کو دروازے کے باہر موجود پایا۔ اُس
نے اُن دونوں کو آگے پیچھے دوڑتے ہوئے دیکھ کر ماجر ایو چھا تو حضرت یوسف سے پہلے زلیخانے مکاری سے
کہا:"اِس غلام کی سزایہ ہے کہ اِسے جیل خانہ بھیج دیا جائے یا اور کوئی دُوسری سخت سزادی جائے، کیونکہ اِس
نے تمہاری گھروالی کے ساتھ برائی کا اِرادہ کیا تھا۔"(270)

قرآنِ مجید میں ہے کہ سیدنایوسف علیہ السلام نے فرمایا: "اے عزیزِ مصر! یہ بالکل غلط بیانی کررہی ہے۔ اِس

⁽²⁶⁹⁾ القرآن، يوسف، 12: 22

⁽²⁷⁰⁾ القرآن، يوسف، 12: 25

نے خود مجھے اپنی طرف مائل کرناچاہا، میں اِس سے بچنے کیلئے بھا گا تواس نے میر اپیچھا کیا۔"

عزیزِ مصر دونوں کا بیان سن کر حیران رہ گیا اور بولا: "اے پوسف! میں کس طرح یقین کرلوں کہ تم سیچ ہو؟" آپ نے فرمایا: "محل میں چار ماہ کی عمر کا ایک بچہ موجو دہے، جو زُلیخا کا ہی رشتہ دار ہے، وہ میرے حق میں گواہی دے گا۔ اُسے بلا کر دریافت کر لیجئے کہ اصل واقعہ کیاہے۔"

عزیزِ مصرنے کہا: "مجلا چار ماہ کا بچہ کیا جانے اور وہ کیسے بولے گا؟" آپ نے فرمایا: "الله اُس کو ضرور میری بے گناہی کی شہادت دینے کی قدرت عطافرمائے گاکیونکہ میں بے قصور ہوں۔"اُس بچے کو لایا گیا تو اُس نے ایسی گواہی دی کہ سب دَنگ رہ گئے۔

اِسے بیں خود اُس کے گھر والوں میں سے ایک گواہ نے (جوشیر خوار بچہ تھا) گواہی دی کہ اگر اُس کا قبیض آگے سے پھٹا ہوا ہے تو یہ جھوٹی ہے اور وہ جھوٹوں میں سے ہے۔ اور اگر اُس کا قبیض بیچھے سے پھٹا ہوا ہے تو یہ جھوٹی ہے اور وہ بیچوں میں سے ہے۔ پھر جب عزیزِ مصر نے اُن کا قبیض دیکھا کہ وہ بیچھے سے پھٹا ہوا تھا تو اُس نے کہا: "میٹک یہ تم عور توں کا فریب بڑا خطر ناک ہو تا ہے۔ "اے یوسف! تم اِس بات سے دَر گزر کر واور اَسے زلیخا!تُوا پے گناہ کی معانی مانگ، بیٹک تُوہی خطاکاروں میں سے تھی۔ (271) ہے کوئی معمولی واقعہ نہیں تھا۔ ایک طرف ایک زر خرید غلام تھا تو دُوسری طرف عزیزِ مصر کی بیوی تھی۔ خبر نگلی تو اُمر اء کی عور توں میں چہ میگو ئیاں شروع ہو گئیں۔ اُنہوں نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ عزیز مصر کی بیوی اپنی تو اُنہیں گھر کر گئی ہے، بیشک اپنی تو اُنہیں گوا بھیجا اور اُن کی مگارانہ با تیں سنیں تو اُنہیں گوا بھیجا اور اُن کی مگارانہ با تیں سنیں تو اُنہیں گوا بھیجا اور اُن کی مگارانہ با تیں سنیں تو اُنہیں گوا بھیجا اور اُن کی مگارانہ با تیں سنیں تو اُنہیں گوا بھیجا اور اُن میں دیھر می کہ ذرا اُن کے سامنے سے ہو کر نکل جاؤ تا کہ اُنہیں بھی میری کیفیت کا سبب اور یوسف سے ہر ایک کو ایک ایک پھیت کا سبب اور یوسف سے ہو کر نکل جاؤ تا کہ اُنہیں بھی میری کیفیت کا سبب اور یوسف سے ہو کر نکل جاؤ تا کہ اُنہیں بھی میری کیفیت کا سبب اور تا کہ اُنہیں بھی میری کیفیت کا سبب اور تا کہ اُنہیں بھی میری کیفیت کا سبب

261

⁽²⁷¹⁾ القرآن، يوسف، 12: 26 - 29

معلوم ہو جائے۔ سوجب اُنہوں نے یوسف ؓ کے حُسنِ زیبا کو دیکھا تو اُس کے جلوہ جمال کی بڑائی کرنے لگیں اور وہ مدہو شی کے عالم میں پھل کاٹے کے بجائے اپنے ہاتھ کاٹ بیٹھیں اور دیکھ لینے کے بعد بے ساختہ بول اُٹھیں:اللّٰہ کی پناہ! یہ تو بشر نہیں ہے ، یہ تو بس کوئی بر گزیدہ فرشتہ یعنی عالم بالاسے اُتراہوانور کا پیکر ہے۔زلیخا کی تدبیر کامیاب ہو گئ، تب وہ بولی: یہی وہ پیکرِ نورہے جس کے بارے میں تم مجھے ملامت کرتی تھیں اور بیشک کی تدبیر کامیاب ہو گئ، تب وہ بولی: یہی وہ پیکرِ نورہے جس کے بارے میں تم مجھے ملامت کرتی تھیں اور بیشک میں نے بی اپنی خواہش کی شدّت میں اُسے پھلانے کی کوشش کی مگر وہ سر اپاعِصمت ہی رہا، اور اگر اَب بھی اُس نے وہ نہ کیا جو میں اُسے کہتی ہوں تو وہ ضر ور قید کیا جائے گا اور وہ یقیناً بے آبر و کیا جائے گا۔ (272)

قر آنِ مجید میں ہے کہ اَب زنانِ مصر بھی زُلیخا کی ہم نوابن گئی تھیں۔ یوسف ؓ نے سب کی باتیں س کر اللہ ربّ العزت کے حضور دعا کی: "اے میرے رب! مجھے قید خانہ اُس کام سے کہیں زیادہ محبوب ہے جس کی طرف سے مجھے بلاتی ہیں۔ "پھر یوسف علیہ السلام تضرع اور اِستغاثہ کی غرض سے بار گاوِ الٰہی کی طرف متوجہ ہوئے جسے اَنبیاء و مُر سلین کی عادت ہے اور عرض کیا: "اگر تونے اُن کے مکر کو مجھے سے نہ پھیر اتو تیری مدد اور حفاظت کے بغیر میں اُن کی باتوں کی طرف مائل ہو جاؤں گااور میں نادانوں میں سے ہو جاؤں گا۔ "سواُن کے ربّ نے اُن کی دُعا قبول فرمالی اور عور توں کے مکر و فریب کو اُن سے دُور کر دیا۔ بیشک وُہی خوب سننے والا خوب جانے والا ہے۔ (273)

عزیزِ مصرنے دیکھا کہ زُلیخا کے ساتھ شہر کے اُمراء کی دیگر عور تیں بھی یوسف کو بے حیائی پر اُنسانے کگی ہیں تو اُس نے خود کو مزید رُسوائی سے بچانے کیلئے حضرت یوسف کو جیل سجیح کا فیصلہ کر لیا۔ اُنہیں یوسف علیہ السلام کی پاکبازی کی نشانیاں دیکھ لینے کے بعد بھی یہی مناسب معلوم ہوا کہ اُنہیں ایک مدّت تک قید کر دیں تاکہ عوام میں اُس واقعہ کا چرچاختم ہو جائے۔ (274)

⁽²⁷²⁾ القرآن، يوسف، 12: 30 - 32

⁽²⁷³⁾ القرآن، يوسف، 12: 33

⁽²⁷⁴⁾ القرآن، يوسف، 12: 35

9)جيل ميں قيد

آپؑ نے جیل پہنچ کر فرمایا: ''اے اللہ! یہ قید خانہ کی کوٹھری مجھے اُس بلاسے زیادہ محبوب ہے، جس کی طرف زُلیخااور دیگر زنان مصر مجھے بلار ہی تھیں۔''

جس دن آپ قید خانے میں داخل ہوئے اُسی دن آپ کے ساتھ باد شاہ مصر کے دوخادم بھی جیل میں لائے گئے۔ اُن میں سے ایک شراب پلانے والا اور دُوسر اباور چی تھا۔ اُن دونوں پر اِلزام تھا کہ اُنہوں نے باد شاہ کئے۔ اُن میں نے میں زہر ملایا ہے۔ اُن دونوں نے رات کو جیل میں خواب دیکھا اور صبح دونوں نے اپنا اپنا خواب حضرت یوسف سے بیان کیا۔ حضرت یوسف شنے اُن کے خوابوں کی جو تعبیر بیان فرمائی وہ سوفیصد صبح ثابت ہوئی۔

پہلے نے خواب سنایا کہ میں نے دیکھاہے کہ میں شراب کارس نچوڈر ہاہوں۔اُس کی تعبیر حضرت یوسٹ نے کچھ یوں دی کہ تم اِلزام سے بری ہو جاؤگے اور اپنے سابقہ عہدے پر بحال ہو کر اپنے مالک کو شراب بلاؤ گے۔ گے۔

دُوسرے نے خواب سنایا کہ میں نے دیکھا کہ میں اپنے سر پر روٹیاں اُٹھائے ہوئے ہوں، جس میں سے پر ندے کھارہے ہیں۔اُس کی تعبیر حضرت یوسف نے اُسے یوں بیان فرمائی کہ متہمیں سُولی پر لئکایا جائے گا اور تمہارے سر کویر ندے نوچ نوچ کر کھائیں گے۔

چنانچہ ایساہی ہوا۔ ساقی بری ہو گیااور باور چی کو سزائے موت ہو گئی۔ یوں قید خانے میں لوگ اُنہیں معبِّر یعنی تعبیر دینے والا کہنے لگ گئے۔

حضرت بوسف یے رہائی پانے والے شخص سے کہا کہ اپنے بادشاہ کے پاس میر اذکر کر دینا شاید اُسے یاد آجائے کہ ایک اور بے گناہ بھی قید میں ہے، مگر شیطان نے اُسے اپنے بادشاہ کے پاس وہ ذکر کرنا بھلا دیا،

کامیاب زندگی . . . دور نوبلوعت کے سوالات

نیتجاً یوسف کی سال تک قید خانہ میں کھہرے رہے۔(275)یوں آپ I سال تک بے گناہ جیل میں قید رہے۔ اُس دوران میں آپ قید کی دعوت فرماتے رہے۔ رفتہ رفتہ تمام قیدی آپ کے مُن اَخلاق اور آپ کی دار کے گرویدہ ہو گئے اور آپ پر ایمان لے آئے۔

10) بادشاه کاخواب

حضرت یوسف کو جیل میں قید ہوئے تقریباً 2 مال گزر گئے تو مصر کے باد شاہ نے ایک عجیب خواب دیکھا اور کا ہنوں اور معبر وں کو حکم دیا کہ وہ اُس کی تعبیر پیش کریں۔ جب مصر کے تمام نامی گرامی معبرین اُس خواب کی تعبیر بیان کرنے سے عاجز آ گئے تو کہنے لگے کہ یہ توبس ایک خوابِ پریشان ہے، یعنی اِس کی کوئی تعبیر ہی نہیں۔

قر آنِ مجید میں ہے کہ ایک روز بادشاہ نے کہا: "میں نے خواب میں سات موٹی تازی گائیں دیکھی ہیں، اُنہیں سات دُبلی تیلی گائیں کھارہی ہیں اور سات سبز خوشے دیکھے ہیں اور دُوسرے سات ہی خشک، اے در باریو! مجھے میرے خواب کا جواب بیان کرو، اگر تم خواب کی تعبیر جانتے ہو"۔ اُنہوں نے کہا: "یہ پریشاں خواہیں ہیں، اور ہم پریشاں خوابوں کی تعبیر نہیں جانتے۔"(276)

جب معبرین اور کاہنوں نے بادشاہ کو مایوس کر دیا تو بادشاہ کا ساقی جو قید خانے سے رہاہو کر آگیا تھا، اُس نے کہا کہ مجھے اِس خواب کی تعبیر معلوم کرنے کیلئے جیل خانے میں جانے کی اِجازت دے دی جائے۔ چنانچہ یہ بادشاہ کا قاصد بن کر قید خانے میں حضرت یوسف کے پاس گیا۔ بادشاہ کا خواب بیان کر کے تعبیر دریافت کی تو حضرت یوسف نے فرمایا کہ آج سے سات سال بعد مصر کو ایک سات سالہ قحط در پیش ہوگا۔ پہلے سات برس مسلسل کھیتی کرواور اُس دَوران میں اناج کو ذخیر ہ کر لو، پھر اگلے سات برس وہی اناج لوگوں کو قحط کے برس مسلسل کھیتی کرواور اُس دَوران میں اناج کو ذخیر ہ کر لو، پھر اگلے سات برس وہی اناج لوگوں کو قحط کے

⁽²⁷⁵⁾ القرآن، يوسف، 12: 42

⁽²⁷⁶⁾ القرآن، يوسف، 12: 43، 44

دوران کھانے کو دو۔یوں چو دہ سال پورے ہونے کے بعد پندر ھواں سال پھرسے خوب ہریالی کا ہو گا۔ باد شاہ نے یہ تعبیر سن کر کہا: ''یہی میرے خواب کی بہترین تعبیر ہے، بلکہ اِس سے بہتر تعبیر ہو ہی نہیں سکتی۔''

قر آنِ مجید میں یہ واقعہ یوں بیان ہواہے: "وہ قید خانہ میں پہنچ کر کہنے لگا: اُکے یوسف، اُکے صدقِ مجتم ! آپ ہمیں اِس خواب کی تعبیر بتا دیں کہ سات فربہ گائیں ہیں جنہیں سات وُبلی گائیں کھار ہی ہیں اور سات سبز خوشے ہیں اور وُوں کے پاس جاؤں شاید اُنہیں آپ خوشے ہیں اور وُوں کے پاس جاؤں شاید اُنہیں آپ کی قدر و منزلت معلوم ہو جائے۔ یوسف " نے کہا: تم لوگ دائمی عادت کے مطابق مسلسل سات برس تک کاشت کروگے، سوجو کھیتی تم کاٹا کروگے اُسے اُس کے خوشوں ہی میں ذخیرہ کے طور پر رکھتے رہنا، مگر تھوڑا سا کاٹین جے تم ہر سال کھالو۔ پھر اُس کے بعد سات سال بہت سخت خشک سالی کے آئیں گے، وہ اُس ذخیرہ کو کھا جائیں گے جو تم اُن کیلئے پہلے جمع کرتے رہے تھے، مگر تھوڑا سان جائے گاجو تم محفوظ کر لوگے۔ پھر اُس کے بعد ایک سال ایسا آئے گا جس میں لوگوں کو خوب بارش دی جائے گی اور اُس سال اِس قدر پھل ہوں کے کہ لوگ اُس میں بھلوں کارس نچوڑ س گے۔ "(277)

11) قیدسے رہائی

حضرت یوسف ؓ نے باد شاہ کے خواب کی ایسی تعبیر پیش کی جونہ صرف اُن کیلئے قید سے نجات کا سبب بن گئی۔ بلکہ مصر کی قوم کو قحط اور غلامی سے نجات دلانے کا ذریعہ بھی بن گئی۔

بادشاہ نے قاصد کو دوبارہ قید خانے بھیجا کہ وہ یوسٹ کو اعزاز و اِکرام کے ساتھ اُس کے دربار میں لائے۔ قاصد رہائی کا پروانہ لے کر جیل خانہ میں پہنچاتو آپ نے اپنی رہائی کی شرط یہ رکھی کہ پہلے زُلیخا اور دیگر زنانِ مصر کو بلوا کر میری بے گناہی اور پاکدامنی کا اِظہار کروالیا جائے۔اُس کے بعد ہی جیل سے باہر نکلوں گا۔

⁽²⁷⁷⁾ القرآن، يوسف، 12: 46 - 49

کامیاب زندگی . . . دورِ نوبلوعت کے سوالات

بادشاہ بیہ شرط سن کر سخت متعجب ہوا اور اُن خوا تین کو دربار میں بلوا کر اُن کی سرزنش کی۔ وہ سب بول اُٹھیں کہ بلاشبہ بوسف سچااور بے گناہ ہے اور بیشک ہم ہی گناہ گار ہیں۔ تحقیقات کے دوران زلیخانے إقرار کر لیا کہ میں نے خود ہی حضرت بوسف کو کچسلایا تھا۔ حضرت بوسف سے اور یا کدامن ہیں۔

یوسف علیہ السلام نے کہا: "میں نے بیہ اِس کئے کیا ہے کہ وہ عزیزِ مصر جو میر المحسن و مرتی تھاجان لے کہ میں نے اس کی غیابت (عدم موجودگی) میں اُس کی کوئی خیانت نہیں کی اور بیٹک اللہ خیانت کرنے والوں کے مکر و فریب کو کامیاب نہیں ہونے دیتا۔ اور میں اپنے نفس کی بر اُت کا دعوٰی نہیں کرتا، بیٹک نفس تو برائی کا بہت ہی تھم دینے والا ہے، سوائے اُس کے جس پر میر ارب رحم فرمادے۔ بیٹک میر ارب بڑا بخشنے والا نہایت مہر بان ہے۔ "(278)

12) إقتدار يوسف كاآغاز

قط سالی سے نمٹنے کیلئے اِنظام واِنصرام کے حوالے سے دربار میں مشاورت ہوئی تو حضرت یوسف نے اِس ذمہ داری کیلئے خود کو پیش کیا اور کہا کہ آپ زمین کے خزانے کے اِنظامی اُمور پر میر اتقر رکر دیں۔ میں پورے نظام کو سنجال لوں گا۔ یوسف نے فرمایا: ''اگر تم نے واقعی مجھ سے کوئی خاص کام لینا ہے تو مجھے سر زمین مصر کے خزانوں پر وزیر اور امین مقرر کر دو، بیشک میں اُن کی خوب حفاظت کرنے والا اور اِقتصادی اُمور کا خوب حائے والا ہوں۔ ''(279)

جب بادشاہ نے آپ سے بالمشافہ گفتگو کی تونہایت متاثر ہوا اور کہنے لگا: "اسے یوسف! بیشک آپ آج سے ہمارے ہاں مقتدر اور معتمد ہیں، یعنی آپ کو اقتدار میں شریک کر لیا گیا ہے۔" بادشاہ نے آپ کو وزیرِ خزانہ اور وزیرِ زراعت مقرر کر دیا، یوں ملک مصر کی حکمر انی کا اقتدار آپ کو مل گیا۔

⁽²⁷⁸⁾ القرآن، يوسف، 12: 50 - 53

⁽²⁷⁹⁾ القرآن، يوسف، 12: 54، 55

یوں اللہ رب العزت نے حضرت یوسف کو مصر میں اِقتدار بخشا تا کہ مصر کے عوام کو قحط کی تباہ کاری سے نجات دے اور سیرنایوسف کے بحیین کے خواب کی تعبیر د کھائے۔

13) إنقلاب مصر

فراوانی نعمت کے سات سال کے دَوران میں عوام کی اکثریت اپنی گندم بچا کر سرکاری گوداموں میں جمع کرواتے رہے۔ شیطانی مذہب کے بچاری کا ہنوں نے اُنہیں وَرغلانے کی بہت کوشش کی مگر حضرت یوسف کی حکمت اور منصوبہ بندی سے وہ ایسا کرنے میں ناکام رہے۔ البتہ اُمراء نے اُن کی باتوں میں آکر اپنا اناح سرکاری گوداموں میں جمع نہیں کروایا، جس کا نتیجہ اُنہیں اگلے سات سال میں بھگتنا پڑا۔

قط شروع ہوتے ہی سرکاری گوداموں کو کھول دیا گیا اور عوام کو گندم کی فراہمی شروع کر دی گئے۔ عام عوام قط شروع ہوتے ہی سرکاری گوداموں کو کھول دیا گیا اور عاصل کرکے اپنی گزر اَو قات کرنے گئے۔ کا ہنوں اور اُمر اء نے چو نکہ گندم جمع نہیں کروائی تھی، چنانچہ اُنہیں مہنگے داموں گندم خریدنا پڑی، یوں قحط کے اُن سات سالوں میں اُن کے خزانے مکمل طور پر خالی ہوگئے اور اُنہیں گندم کی خریداری کے عوض اپنے تمام غلاموں کو حکومت کی تحویل میں دینا پڑا، جس سے غلامی کے خاتمے کا راستہ کھلا۔ حضرت یوسف کے اِقتدار میں آنے سے پہلے مصر کی آبادی کی ایک بڑی اکثریت غلام تھی۔ آپ نے تمام غلاموں کو آزاد کر دیا اور وہ خوشحال زندگی بسر کرنے گئے۔ قبط کے اُن سات سالوں میں اُمر اء اپنی دولت گنوا کر خالی ہاتھ ہو گئے اور اُمر اء کی حالت عام عوام کے برابر ہو گئی۔

اِس طرح اُمر اء اور کاہنوں کا سارا خزانہ حکومتِ مصر کے پاس جمع ہو گیا، جس کی بدولت وہ عوام کیلئے بہت سے فلاحی منصوبے شروع کرنے کے قابل ہو گئی۔ سیدنا یوسف کے دَور میں آنے والے اِس اِنقلاب کی صورت میں حکومتِ مصر کو اِستحکام اور خوب عروج نصیب ہوا۔ بادشاہ سمیت عوام کی غالب اکثریت اللہ وحدہ لاشریک اور اُس کے نبی سیدنا یوسف علیہ السلام پر ایمان لے آئی۔

14) برادرانِ بوسف مصرمیں

مصر کا قحط اِتنا شدید تھا کہ وہ آس پاس کے تمام ممالک کو بھی اپنی لپیٹ میں لے چکا تھا۔ چنانچہ کنعان کے باشندے بھی قحط کی صور تحال سے دوچار ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ را بگیر قافلوں کے بتانے پر کنعان والوں کو خبر ہوئی کہ حکومتِ مصر نے بہت سی گندم ذخیرہ کر رکھی ہے تو اُنہوں نے بھی بھو کوں مرنے سے بچنے کیلئے مِصر جانے کی ٹھانی۔ کنعان سے جو قافلہ مصر کی طرف عازم سفر ہوا اُن میں حضرت یوسف کے دس بڑے بھائی بھی شامل تھے۔ صرف بنیا مین کو حضرت یعقوب نے اپنے یاس روک لیا تھا۔

آپ کے بھائی مصر پہنچے تو حضرت یوسف نے اُنہیں پہچان لیا، البتہ اُن کے بھائی اُنہیں نہ پہچان سکے۔ آپ نے بات چیت کے دوران اپنے والد، بھائی بنیا مین اور دیگر خاندان والوں کے حالات جان لئے اور اُنہیں تاکید کی کہ آئندہ گندم کے حصول کیلئے مصر آنا ہوا تو بنیا مین کو اپنے ساتھ لاز می لاناور نہ تمہیں گندم نہیں دی جائے گے۔ گندم کے عوض جور قم اُنہوں نے جمع کروائی تھی وہ اُنہی کے سامان میں رکھوادی، تاکہ جب وہ اپنے گھر پہنچ کر نقدی دیکھیں توخوش ہوں اور اگلی بار ضرور واپس آئیں گے۔

برادرانِ یوسف نے کنعان واپس پہنچ کر سارا ماجرا اپنے والد حضرت یعقوب کو سنا دیا اور پہ بھی بتا دیا کہ عزیز مصر نے پہ شرط رکھی ہے کہ اگلی بار بنیامین کو ساتھ لے کرنہ گئے تو گندم نہیں ملے گی۔ اُس کے بعد جب اُنہوں نے اپنی بوریوں کو کھولا تو چیران رہ گئے کہ اُن کی ادا کر دہ رقم اُن کے سامان میں ہی موجود تھی۔ پہ د کیچ کر برادرانِ یوسف کہنے گئے: "اے ہمارے والد گرامی! ہمیں اور کیا چاہئے؟ یہ ہماری رقم بھی ہماری طرف لوٹادی گئی ہے اور اَب تو ہم اپنے گھر والوں کے لئے ضرور ہی غلّہ لائیں گے اور ہم اپنے بھائی کی حفاظت کریں گے اور ایک اُونٹ کا بو جھ اور زیادہ لائیں گے، اور یہ غلّہ جو ہم پہلے لائے ہیں تھوڑی مقدار میں ہے۔ کریں گے اور ایک اُونٹ کا بو جھ اور زیادہ لائیں گے، اور یہ غلّہ جو ہم پہلے لائے ہیں تھوڑی مقدار میں ہے۔ آپ بلاخوف و خطر ہمارے بھائی بنیامین کو ہمارے ساتھ بھیج دیں۔ "

حضرت یعقوبؓ نے فرمایا: ''کمیا میں بنیامین کے بارے میں بھی تم پر اُسی طرح اِعتماد کر لوں جیسے اِس سے قبل میں نے اُس کے بھائی یوسف کے بارے میں تم پر اِعتماد کر لیا تھا؟ میں ایک مرتبہ یوسف کے معاملہ میں تم لوگوں پر بھر وساکر کے اُس کا انجام دیکھ چکا ہوں ، اَب دوبارہ تم لوگوں پر بھر وسانہیں کر سکتا۔ میں بنیامین کو ہرگز تمہارے ساتھ مصر نہیں بھیجوں گا۔"تاہم جب گھر میں اناح بالکل ختم ہو گیا اور کوئی صورت نظر نہ آئی تو مجبوراً بنیامین کو اُن کے ساتھ بھیجنے پر آمادہ ہو گئے۔ بھیجنے سے پہلے آپ نے اُن سے پختہ عہد لیا کہ وہ ہر صورت بنیامین کو اپنے ساتھ واپس لائیں گے اور اپنی جان پر کھیل کر اُس کی حفاظت کریں گے۔ ساتھ اُنہوں نے تاکید کی کہ الگ الگ دروازوں سے شہر میں داخل ہونا اور کو شش کرنا کہ عزیزِ مصرسے تمہاراسا منانہ ہو۔ اور میں تمہیں اللہ کے آمرسے تو نہیں بچا سکتا کہ تھم تقدیر صرف اللہ ہی کیلئے ہے۔ میں نے اُسی پر بھر وساکیا ہے اور بھر وساکر نے والوں کو اُسی پر بھر وساکرنا چاہئے۔ (280)

حضرت یوسف یے پہلے سے سرکاری ملازموں کو تھم دے رکھاتھا کہ اِس بار میرے بھائی گندم لینے کیلئے آئیں تو مجھے ملے بغیر واپس نہ جاسکیں، چنانچہ اُن کی تدبیر کار گرنہ ہو پائی اور اُنہیں اِس بار بھی عزیزِ مصرے محل میں آناپڑا۔ حضرت یوسف نے اپنے بھائی بنیا مین کو اپنے قریب بٹھالیا اور سر گوشی کرکے بتادیا کہ میں تمہارا بھائی یوسف ہوں۔ بھائیوں کو خبر کئے بغیر تمہیں اللہ کے تھم سے میرے پاس رکناہو گا۔ اور اللہ تعالیٰ کا اِرادہ یہ ہے کہ بھائیوں کو تمہارے بغیر حضرت یعقوب کے یاس واپس جاناہو گا۔

اللہ تعالیٰ کے حکم کے تحت یوسف ؓ نے ایک چال چلی۔ وہ بیر کہ گندم ڈالنے والوں نے جب اُن کی بوریوں کو بھر اتو اُسی دوران سب سے آئکھ بچا کرایک سونے کا پیالہ بنیا مین کی بوری میں ڈال کر چھپا دیا تا کہ اُس پر چوری کا اِلزام لگا کر اُسے رو کنا ممکن بنایا جا سکے۔

قر آنِ مجید میں ہے کہ کنعان والوں کا قافلہ والیسی کیلئے کچھ ہی دُور چلاتھا کہ اُن کے پیچھے سرکاری ملاز موں نے آکر اُنہیں آواز دے کر روک لیا۔ پکارنے والے نے آواز دی: ''اے قافلہ والو! تھہر ویقیناً تم لوگ ہی چور معلوم ہوتے ہو۔''

⁽²⁸⁰⁾ القرآن، يوسف، 12: 67

کامیاب زندگی . . . دورِ نوبلوعت کے سوالات

وہ اُن کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگے: "تمہاری کیاچیز گم ہو گئ ہے؟"

وہ درباری ملازم بولے: ''جمیں بادشاہ کا پیالہ نہیں مل رہا۔ تم میں سے جو کوئی اُسے ڈھونڈ کرلے آئے اُسے ایک اُونٹ کاغلہ اِنعام دیا جائے گا۔''

وہ کہنے لگے: "اللہ کی قشم! بیشک ہم مِصراِس لئے نہیں آئے تھے کہ جرم کا اِر تکاب کرکے زمین میں فساد بیا کریں اور نہ ہی ہم چور ہیں۔"

وہ ملازم بولے: ''تم خود ہی بتاؤ کہ اُس چور کی کیاسزاہو گی ،اگر تم جھوٹے نکلے۔''

برادرانِ یوسف کہا: "اُس کی سزایہ ہے کہ جس کے سامان میں سے وہ پیالہ بر آمد ہو وہ خو دہی اُس کا بدلہ ہے، یعنی اُسی کواُس کے بدلہ میں قید کر کے رکھ لیاجائے، ہم کنعان میں ظالموں کواِسی طرح سزادیتے ہیں۔"

چنانچہ اِس بات چیت کے بعد تلاشی شروع ہوگئی۔ اِسی اثناء میں سیدنا یوسف مجھی وہاں پہنچ چکے تھے۔ باری باری تمام بھائیوں کے سامان کی تلاشی لی گئی۔ سب سے آخر میں بنیامین کی باری آئی اور مالِ مسروقہ بنیامین کے سامان سے نکل آیا۔ وہ اپنے بھائی کو بادشاہ مصر کے قانون کی رُوسے اُسیر بناکر نہیں رکھ سکتے تھے، اِس کئے اللہ تعالیٰ نے یوسف کویوں تدبیر بتائی۔ (281)

برادرانِ یوسف نے کہا: "اگر اِس نے چوری کی ہے تو کوئی تعجب نہیں بیشک اِس کا بھائی یوسف بھی اِس سے پہلے چوری کرچکا ہے۔ "یوسف مجھی اِس سے پہلے چوری کرچکا ہے۔ "یوسف ٹے اُس پرردِّ عمل دینے کی بجائے یہ بات اپنے دل میں چھپائے رکھی اور اُسے اُن پر ظاہر نہ کیا۔ بس دل ہی دل میں کہا: "تمہاراحال نہایت بُر اہے، اور اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ تم بیان کر رہے ہو۔ "(282)

جب اُنہوں نے دیکھا کہ بنیامین کو قید کر لیا جائے گا اور اُنہیں اُس کے بغیر گھر واپس جانا ہو گا تو اُنہوں نے

⁽²⁸¹⁾ القرآن، يوسف، 12: 76

⁽²⁸²⁾ القرآن، يوسف، 12: 77

منّت ساجت شروع کردی۔وہ بولے: "اے عزیزِ مصر! اِس کے والد بڑے معمّر بزرگ ہیں، آپ اِس کی جگہ منّت ساجت شروع کردی۔وہ بولے: "اللہ کی پناہ ہم میں سے کسی کو پکڑ لیس، بیشک ہم آپ کو اِحسان کرنے والوں میں پاتے ہیں۔ "یوسف ؓ نے کہا: "اللہ کی پناہ کہ ہم نے جس کے پاس اپناسامان پایا اُس کے سواکسی اور کو پکڑ لیس، تب تو ہم ظالموں میں سے ہو جائیں گے۔"(283)

پھر جب وہ حضرت یوسف سے الیوس ہو گئے تو علیحدگی میں باہم سرگوشی کرنے گئے، اُن کے بڑے بھائی نے کہا: ''کیا تم نہیں جانتے کہ تمہارے باپ نے تم سے اللہ کی قسم اُٹھوا کر پختہ وعدہ لیا تھا اور اِس سے پہلے تم یوسف کے حق میں جو زیاد تیاں کر چکے ہو تمہیں وہ بھی معلوم ہیں، سومیں اِس سرزمین سے ہر گزنہیں جاؤں گا جب تک مجھے میر اباپ اِجازت نہ دے یامیرے لئے اللہ کوئی فیصلہ فرما دے، اور وہ سب سے بہتر فیصلہ فرمانے والا ہے۔ تم اپنے باپ کی طرف لوٹ جاؤ پھر جاکر کہو کہ اَے ہمارے باپ! بیشک آپ کے بیٹے نے چوری کی ہے اِس لئے وہ گرفتار کر لیا گیا۔ اور اگر آپ کو اِعتبار نہ آئے تو اُس بستی والوں سے پوچھ لیں جس میں ہم تھے اور اُس قافلہ والوں سے معلوم کر لیں جس میں ہم آئے ہیں۔'' چنانچہ اُس کے سوابا تی تمام بھائی کنعان لوٹ گئے اور گھر بہنچ کر اپنے والد حضرت لیقو بٹ کو ساراما جرابیان کر دیا۔

حضرت یعقوب نے اُن کی بات س کر فرمایا: "ایسا نہیں ہے، بلکہ تمہارے نفوں نے یہ بات تمہارے لئے مرغوب بنادی ہے، اَب صبر ہی اچھاہے، قریب ہے کہ اللہ اُن سب کو میرے پاس لے آئے، بیشک وہ بڑا علم والا بڑی حکمت والا ہے۔" یہ کر حضرت یعقوب نے اُن سے منہ چھیر لیا۔ اُس کے بعد آپ حضرت یوسف اور بنیامین کو یاد کر کے اِتناروئے کہ شدّتِ غم سے ندھال ہو گئے۔ یو نہی غم کو ضبط کر کے روتے روتے آپ کی آئیسی سفید ہو گئیں اور آپ مکمل طور پر نابینا ہو گئے۔ (284)

یو نہی روتے روتے وقت بیتتا چلا گیا، حتیٰ کہ حضرت یعقوبؓ نے ایک بار پھر اپنے بیٹوں کو مِصر سجیجنے کا فیصلہ کیا

27I

⁽²⁸³⁾ القرآن، يوسف، 12: 78، 79

⁽²⁸⁴⁾ القرآن، يوسف، 12: 84

اور اُن سے فرمایا کہ مصر پہنچ کریوسف اور بنیامین کو ضرور تلاش کرنا۔ آپ نے فرمایا: '' اے میرے بیٹو! جاؤ کہیں سے یوسف اور اُس کے بھائی کی خبر لے آؤاور اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو، بیٹک اللہ کی رحمت سے صرف وہی لوگ مایوس ہوتے ہیں جو کا فرہیں۔''

اِس بار جب برادرانِ یوسف مِصر پہنچ توسب سے پہلے جاکر حضرت یوسف کے پاس حاضر ہوئے، اُنہیں حضرت یعقوب کے بارے میں بتایا کہ وہ کس کرب میں زندگی بسر کر رہے ہیں۔ وہ کہنے لگے: "اے عزیز مصراہم پر اور ہمارے گھر والوں پر مصیبت آن پڑی ہے، ہم شدید قحط میں مبتلا ہیں اور ہم یہ تھوڑی سی رقم لے کر آئے ہیں، سواِس کے بدلے ہمیں غلہ کا پورا پورا ناپ دے دیں اور اِس کے علاوہ ہم پر پچھ صدقہ بھی کر دیں۔ بیشک اللہ خیر ات کرنے والوں کو جزادیتا ہے۔"

قر آنِ مجید میں ہے کہ اُن کی بیہ حالت دیکھ کر ضبط کے بند ھن ٹوٹ گئے اور یوسف ٹنے اُن پر اپنی حقیقت آشکار کر دی اور بتا دیا کہ وُہی اُن کے بچھڑے ہوئے بھائی یوسف ہیں۔ آپ نے فرمایا: "کیا تہمیں معلوم ہے کہ تم نے یوسف اور اُس کے بھائی کے ساتھ کیا سلوک کیا تھا؟ کیا تم اُس وقت نادان سے ؟" وہ چران و پریثان ہو کر بولے: "کیا واقعی تم ہی یوسف ہو؟" آپ نے فرمایا: "ہاں میں یوسف ہی ہوں اور یہ میر ابھائی ہے۔ بیشک اللہ نے ہم پر اِحسان فرمایا ہے، یقیناً جو شخص اللہ سے ڈر تا اور صبر کر تا ہے تو بیشک اللہ نیکو کاروں کا اُجر ضائع نہیں کر تا۔ "وہ بول اُٹھے: "اللہ کی قسم! بیشک اللہ نے آپ کو ہم پر فضیلت دی ہے اور یقیناً ہم ہی خطاکار سے ۔"

یوسٹ نے اُن کے ظلم کابدلہ لینے کی بجائے معاف کر دیا۔ آپ نے فرمایا: "آج کے دن تم پر کوئی ملامت اور گرفت نہیں ہے، اللہ تہمیں معاف فرما دے اور وہ سب مہربانوں سے زیادہ مہربان ہے۔ "آپ نے اُن سے مزید فرمایا: "میری یہ قمیض لے جاؤ، سواسے میرے باپ کے چرے پر ڈال دینا، وہ بینا ہو جائیں گے، اور پھر اپنے سب گھر والوں کومیرے پاس لے آؤ۔ "

⁽²⁸⁵⁾ القرآن، يوسف، 12: 88 - 91

15)حضرت يعقوب مصرمين

برادرانِ یوسف میں سے ایک بھائی قمیض لے کر روانہ ہو گیا اور دیگر قافلے والوں سے پہلے کنعان جا پہنچا۔
ابھی وہ راستے میں ہی تھا کہ حضرت یعقوبؒ نے کہنا شروع کر دیا کہ مجھے یوسف کی خوشبو آرہی ہے۔ اور جب
قافلہ مِصر سے روانہ ہو اتو اُن کے والد یعقوبؒ نے کنعان میں بیٹھے ہی فرمادیا: "بیشک میں یوسف کی خوشبو پارہا
ہوں، اگر تم مجھے بڑھا ہے کے باعث بہکا ہوا خیال نہ کرو۔"وہ بولے:"اللہ کی قسم یقیناً آپ اپنی اُسی پر انی
مجت کی خودر فسکی میں ہیں۔"

قرآنِ مجید میں اللہ رب العزت نے فرمایا کہ پھر جب خوشخبری سنانے والا آپہنچا، اُس نے وہ قمیض حضرت یعقوب کے چہرے پر ڈال دی تو اُسی وقت اُن کی بینائی لوٹ آئی، یعقوب نے فرمایا: ''کیا میں تم سے نہیں کہتا تھا کہ بیشک میں اللہ کی طرف سے وہ کچھ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔'' وہ بولے: ''اے ہمارے باپ! ہمارے لئے اللہ سے ہمارے گناہوں کی مغفرت طلب کیجئے، بیشک ہم ہی خطاکار تھے۔'' یعقوب نے فرمایا: ''میں عنقریب تمہارے لئے اپنے رب سے بخشش طلب کروں گا، بیشک وہی بڑا بخشنے والا نہایت مہربان سے۔''286)

پھر یعقوبؓ نے تہجد کے وقت اپنے سب بیٹوں کیلئے دُعائے مغفرت فرمائی اور وہ دُعامقبول ہو گئی۔ چنانچہ آپ پر وحی اُتری کہ آپ کے صاحبز ادوں کی خطائیں بخش دی گئی ہیں۔

حضرت یعقوبی کے ساتھ اُن کے تمام بیٹے، بہوئیں اور پوتے پوتیاں کل ملا کر 70 سے زیادہ اَفراد کا قافلہ کنعان سے روانہ ہوا تو اہل کنعان نے اَشکبار ہو کر اُنہیں رُخصت کیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی نسل میں اِتیٰ برکت عطافرمائی کہ صرف چارسوسال بعد جب حضرت موسی علیہ السلام بنی اسرائیل (یعنی حضرت یعقوب کے اولاد) کو مصر سے لے کر نکلے تو اُن کی تعداد چھ لاکھ سے زیادہ تھی۔

273

⁽²⁸⁶⁾ القرآن، يوسف، 12: 94 - 98

جب حضرت یعقوب اپنال وعیال کے ساتھ مِصر کے قریب پنچ تو اُنہوں نے اِستقبال کاعظیم منظر دیکھا۔
قطاریں بنائے ہوئے قیتی پرچم اہراتے ہوئے مصر کی باشندوں کے جلوس کے ساتھ چار ہزار کے لشکر کو دیکھ کر حضرت یعقوب نے اپنج بیٹوں سے بوچھا: 'کیا یہ مصر کے بادشاہ کالشکر ہے ؟''ایک نے جواب دیا: 'نہیں،
یہ آپ کے بیٹے حضرت یوسف ہیں جواپنے لشکروں اور سواروں کے ساتھ اِستقبال کیلئے آئے ہوئے ہیں۔''
پھر جب وہ سب افرادِ خانہ یوسف کے پاس آئے تو یوسف نے شہر سے باہر آکر ہزار ہاسواریوں، فوجیوں اور
لوگوں کے ہمراہ شاہی جلوس کی صورت میں اُن کا اِستقبال کیا اور اپنے ماں باپ کو تعظیماً اپنے قریب جگہ دی
اور اُنہیں اپنے گلے سے لگالیا اور خوش آمدید کہتے ہوئے فرمایا: ''آپ مِصر میں داخل ہو جائیں اگر اللہ نے چاہا
توامن وعافیت کے ساتھ یہیں قیام کریں۔''(287)

16) تعبيرِ خواب يوسفً

کم و بیش چالیس سال کی طویل جدائی کے بعد باپ بیٹا بڑی گرمجوشی سے ملے اور فرطِ مسرت میں خوب روئے۔

شاہی دربار میں پہنچ کر یوسف نے اپنے والدین کو اُوپر تخت پر بٹھالیا۔ بعد میں وہ سب یوسف گیلئے سجدہ میں گر پڑے، اور یوسف نے کہا: ''اے ابا جان! یہ میرے اُس خواب کی تعبیر ہے جو بہت پہلے آیا تھا، اور بیشک میرے رب نے اُسے بچھ کر دکھایا ہے، اور بیشک اُس نے مجھ پر بڑا اِحسان فرمایا، جب مجھے جیل سے نکالا اور میرے رب کو صحر اسے یہاں لے آیا، اُس کے بعد کہ شیطان نے میرے اور میرے بھائیوں کے در میان فساد آپ سب کو صحر اسے یہاں لے آیا، اُس کے بعد کہ شیطان نے میرے اور میرے بھائیوں کے در میان فساد پیدا کر دیا تھا، اور بیشک میر ارب جس چیز کو چاہے اپنی تدبیر سے آسان فرما دے، بیشک وُہی خوب جانے والا پیدا کر دیا تھا، اور بیشک میر ارب جس چیز کو چاہے اپنی تدبیر سے آسان فرما دے، بیشک وُہی خوب جانے والا پری حکمت والا ہے۔ ''(288)یعنی میرے گیارہ بھائی ستارے ہیں اور میرے باپ سورج اور میری والدہ چاند

⁽²⁸⁷⁾ القرآن، يوسف، 12: 99

⁽²⁸⁸⁾ القرآن، يوسف، 12: 100

ہیں اور بیر سب مجھے سجدہ کر رہے ہیں۔

یہ تاریخی واقعہ دس محرم الحرام کوعاشورہ کے دن وُ قوع پذیر ہوا تھا۔

17)وصال

حضرت یوسف کی وفات کے وقت عمر 1 20 ہرس تھی۔ وفات کے بعد لوگوں نے حضرت یوسف کو سنگ مر مر کے تابوت میں ڈال کر حصولِ برکت کیلئے دریائے نیل میں رکھ دیا تھا۔ پھر چار سوبرس بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت یوسف کا تابوت دریائے نیل سے نکالا اور اُسے ساتھ لے کر ملک شام لے آئے اور اُسے حضرت یعقوب علیہ السلام، حضرت اِسمٰق علیہ السلام، حضرت اِسمٰق علیہ السلام، حضرت اِسمٰق علیہ السلام کی مبارک قبریں ملک شام میں ساتھ ساتھ واقع ہیں۔

قصه بوسفٌ اور اللّدربّ العزت كي حكمتين

الله ربّ العزت کی طرف سے اَحسن القصص قرار دیئے جانے والے واقعہ کیوسٹ میں بہت سی حکمتیں پوشیدہ ہیں، جن کی مد دسے ہمیں اپنے معاشر تی اَحوال کو سجھنے میں مدد مل سکتی ہے۔

تاریخ عالم گواہ ہے کہ اللہ ربّ العزت اپنی تقدیر کو معجزات کی بجائے ہمیشہ فطرت کے سائنسی قوانین کے مطابق منوا تا ہے۔ جب وہ کسی قوم کو زوال کی پستیوں سے نکال کر بام عروج سے نواز نے کیلئے اِنقلاب سے رُوشناس کرنے کی ٹھان لے تووہ اِس مقصد کے حصول کیلئے اپنے دُشمنوں کو بھی فطری طریقے سے اِستعال کر لیتا ہے اور اُنہیں اس کی کانوں کان خبر نہیں ہوتی۔

جب اللہ تعالی نے حضرت یوسف کو بچین میں بادشاہی کاخواب دکھایا تو اُن کے والد حضرت یعقوب خواب سن کر تعبیر بھی جان گئے تھے، مگر دونوں کو ہر گزیدہ نبی ہونے کے باؤجود اللہ ربّ العزت نے اپنی حکمت کے تحت وقت سے پہلے اپنی اسکیم سے آگاہ نہیں کیا کہ اِس نضے منے معصوم بچے کو بادشاہی آخر ملے گی کیے! بظاہر اُس خواب کی تعبیر خوشی کی خبر لائی تھی، مگر اُس کا آغاز قر آنِ مجید میں دیئے گئے ضا بطے کے مطابق غم

کامیاب زندگی ... دورِ نوبلوعت کے سوالات اور دُشوار کی سے ہوا۔ (2⁸⁹⁾

اگر اللہ ربّ العزت حضرت یوسف کے والد کو سمجھا دیتا کہ بادشاہی کے سفر کا آغاز اُنہیں کنوئیں میں ڈالنے سے ہو گا توبیہ کتنا غیر فطری عمل ہوتا کہ وہ اپنے بیٹے کو بادشاہ بنانے کیلئے کنوئیں میں ڈال کر اِنتظار کرتے کہ قافلے والے اُنہیں نکال کر اپنے ساتھ لے جائیں۔ اللہ ربّ العزت نے ایسا غیر فطری انداز اپنانے کی بجائے اپنی اسکیم اُن سے پوشیدہ رکھی اور اُس دوران شیطان کے بہکاوے میں آکر سیدنایو سف کو کنوئیں میں ڈالنے والے بھائیوں ہی کے ہاتھوں اُنہیں بادشاہ بنانے کے سفر کا آغاز ہوا۔ گویاوہ ''حاسد بھائی بھی'' اپنے تمامتر حدے باؤجو داللہ تعالی کی اُس اسکیم کی تکمیل میں لا شعوری طور پر اِستعال ہوگئے۔

اگر سیدنایوسف کے بھائیوں کو پیتہ چل جاتا کہ اُس کنوئیں میں ڈالنے سے یوسف کے بادشاہ بننے کاسفر شروع موجائے گا اور وہ اپنے حسد کے تحت حضرت یوسف سے دُشمنی کرکے اصل میں اُسے بادشاہ بنانے میں اللہ رب العزت کے اِرادے کو پایہ میکمیل تک پہنچانے میں اِستعال ہو رہے ہیں تو وہ ایک دُوسرے کی منتیں کرتے کہ یوسف کی بجائے مجھے دھکا دے دو۔

سیدنالیوسف کو کنوئیں سے نکالنے والے قافلے کے سر دار 'مالک بن زعر 'کواگر پیۃ ہو تا کہ وہ ایک نبی کو خرید کر مصر لے جارہا ہے تو وہ یقیناً اُنہیں بازارِ مصر میں نہ بیچیا۔ یوں "مالک بن زعر بھی"اِستعال ہو گیا اور اللّدربّ العزت کی حکمت سے سیدنالیوسف کو کئی سالوں تک عزیزِ مصر کے محل میں رہنے اور مِصر کے نظامِ مملکت کو قریب سے دیکھنے کاموقع ملا۔

سیدنایوسف جب عزیزِ مصرکے ہاں گئے توایک خاص مدت تک ناز و نیم سے پالنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے اُنہیں نعمتوں بھرے ماحول سے اُٹھا کر جیل میں ڈلوا دیا۔ یوں شیطان کے اکسانے پر خواتین کے لگائے ہوئے

⁽²⁸⁹⁾ فَإِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا إِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا اللهِ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا القرآن، الشرح، 94: 5، 6

[&]quot;سو پیٹک ہر دُشواری کے ساتھ آسانی (آتی)ہے، یقیناً (اِس) دُشواری کے ساتھ آسانی (بھی) ہے۔"

الزامات كى صورت ميں ملنے والى قيدكى طويل سزانے سيدنا يوسف كو سالها سال تك جيل ميں قيد اوّلين ساتھيوں كى تربيت كا بہترين موقع فراہم كيا، جن كى مددسے آزادى كے بعد كارِ مملكت كو چلانا مقصود تھا۔ گويا "زيخا بھى"اپنے شيطانی عمل كے ساتھ اللّدربّ العزت كى اسكيم كے مطابق سيدنا يوسف كو بادشاہ بنانے كے سفر ميں اِستعال ہوگئی۔

جیل میں جب سید ناپوسف ٹے دوقید یوں کو اُن کے خوابوں کی تعبیر بتائی تو آزادی پانے والے قیدی نے وعدہ کیا کہ وہ باد شاہ کے سامنے اُن کی بے گناہ قید کاذکر کر کے رہائی دِلائے گا۔ مگر اللّہ ربّ العزت کی اسکیم تربیت یافتہ ساتھیوں کی تیاری کیلئے ابھی مزید ایک مخصوص ملّت تک حضرت یوسف کو جیل میں رکھنے کی تھی۔ یافتہ ساتھیوں کی تیاری کیلئے ابھی مزید ایک مخصوص ملّت تک حضرت یوسف کے باتھ کیا ہوا وعدہ سالہا سال تک چنانچہ شیطان نے آزادی پانے والے قیدی کے زئن سے سید نا یوسف کے ساتھ کیا ہوا وعدہ سالہا سال تک اُسے بھلائے رکھا اور یوں "شیطان بھی" اللّہ ربّ العزت کی اسکیم کو پایہ جمیل تک پہنچانے میں فطری طور پر اِستعال ہوگیا۔

الیااِس لئے بھی ضروری تھا کہ اگر شیطان آزاد ہونے والے قیدی کوسیدنایوسف کا پیغام بھلانہ دیتا اور وہ بادشاہ کے حضور اُن کا پیغام پہنچادیتا تو اُس صورت میں بادشاہ کے سامنے سیدنایوسف کی حیثیت ایک سوالی کی سی ہوتی اور بادشاہ اُن کی دادر سی کر رہا ہوتا۔ اللہ تعالیٰ کو یہ قطعی طور پر منظور نہ تھا کہ اُس کا محبوب نبی کسی غیر کا سوالی بنے، چنانچہ بیہ کام بھی اللہ ربّ العزت نے شیطان سے لیا کہ اُس نے قیدی کو بھلا دیا۔ بعد اَزاں جب اللہ ربّ العزت کی تقدیر کا منشاء پورا ہوا اور تربیت یافتہ ساتھیوں کی تیاری مکمل ہوئی تو بادشاہ کو خواب و کھا کہ اُس بادشاہ کو ایپ نبی کے دَر کا سوالی بنادیا اور حضرت یوسف کے ذریعے پہلے و کھا کہ اُس قیدی کے وسیلے سے اُس بادشاہ کو ایپ نبی کے دَر کا سوالی بنادیا اور حضرت یوسف کے ذریعے پہلے تعبیر اور پھر مِصر کو قبط سے بچانے کا مکمل پلان دِلا کر بادشاہ کی دادر سی کی۔ یوں اللہ ربّ العزت نے کسی غیر فطری عمل کے بغیر نبی کی غیر نبی پر فوقیت بھی بر قرار رکھی۔

بادشاہ نے جب آزادی کے اعلان کے ساتھ جیل سے محل بلوایا توسیدنا یوسف ٹنے فرمایا کہ جب تک میری بے گناہی ثابت نہ ہوجائے میں کسی معافی کے تحت آزاد ہونا نہیں چاہتا۔ چنانچہ بادشاہ نے اِلزام لگانے والی

کامیاب زندگی . . . دور نوبلوعت کے سوالات

خواتین کو طلب کیااور اُنہوں نے اپنے جھوٹ کا اِعتراف کرتے ہوئے سیدنالیوسٹ کے پاکدامن ہونے کی گواہی دی۔ حضرت یوسٹ کے دامن سے خیانت کا داغ صاف کرنااِس لئے بھی ضروری تھا کیونکہ مستقبل میں اُنہیں ایک بہت بڑی ذمہ داری ملنے والی تھی۔

باد شاہ کو سید نابوسف کے دَر پہ لانے والے قط ہی کے ذریعے اللہ ربّ العزت نے بھائیوں کو بھی اُن کی غذائی ضرورت کے تحت مِصر کے دربار میں سید نابوسف کے سامنے سوالی بن کر آنے پہ مجبور کر دیا۔ یوں اللہ ربّ العزت نے دِ کھا دیا کہ کل تم اپنے حسد کی وجہ سے جس معصوم بچے کی جان کے دُشمن تھے، تمہارے حسد نے ہی اُسے مِصر جیسی عظیم سلطنت پر حکمر ان بنانے میں اہم کر دار ادا کیا ہے۔ وہ نہ صرف اپنی منصوبہ بندی سے پوری قوم کو بھو کوں مرنے سے بچار ہاہے بلکہ تمہیں بھی اُسی کے دَر سے غذا کی فراہمی ممکن ہور ہی ہے۔ چنانچہ سیدنا یوسف گاخواب نثر مندہ تعبیر ہوااور بچپن کے خواب کی تعبیر کے طور پر سب نے اُن کے آگ سجدہ کیا۔

سبق

اگر ہم إخلاص اور للهبیت کے ساتھ ثابت قدم رہیں تو دُشمنوں کا حسد اور اُن کی چالیں اللہ ربّ العزت کی طرف سے خیر کی اسکیم کو ہی کامیاب بنانے لگ جاتی ہیں۔ ہمیں چاہئے کہ ہم حاسدوں اور دُشمنوں کو کسی قسم کا منفی ردِّ عمل دینے کی بجائے نتیجہ اللہ پر چھوڑ دیں۔ اللہ تعالی وُہی نتیجہ نکالے گاجو وہ چاہتا ہے۔ بلاشبہ اللہ ربّ العزت کا اَمر سب پر غالب آکر رہے گا۔ اگر اللہ ہم سے راضی ہے تو وہ دُشمن کی ہر چال ہمارے حق میں باعث برکت بنادینے پر بھی قدرت رکھتا ہے۔

برائے مزید مطالعہ

حضرت یوسف کے حوالے سے مزید مطالعہ کیلئے قر آنِ مجید میں سورہ یوسف مع ترجمہ مطالعہ فرمائیں۔

3. قصه سیره مریم

سیدناعیسی علیہ السلام کی والدہ کا نام مریم بنت عمران ہے۔ آپ بنی اِسرائیل کے ایک شریف گھرانے میں پیدا ہوئیں، جو اَنبیاء کے خاندان سے تعلق رکھتا تھا۔ آپ اپنے والدین کی ضعیف ُ العمری کی اَولاد تھیں اور بڑی دُعاوُں اور مُنتوں کے بعد پیدا ہوئی تھیں۔ آپ ایک نہایت نیک سیر ت اور پارساخاتون تھیں، عِصمت و عفّت میں اپنی مثال آپ تھیں۔ ہر وقت عبادت میں مشغول رہتیں۔ آپ کے زُہد و تقویٰ کی مثالیں دی جاتیں۔ آپ کے نام سے قرآنِ مجید میں پوری ایک سورت ہے۔ آپ وہ واحد خاتون ہیں جن کانام قرآنِ مجید میں موجود ہے۔

حضرت مریم کی پیدائش سے قبل آپ کی والدہ حنّہ نے منت مانی تھی کہ اپنے بچے کو بیت ُالمقدس کی خدمت کیلئے وقف کر دیں گی۔ پھر جب اُن کے ہاں لڑکی پیدا ہوئی تو عرض کرنے لگیں:"مولا! میں نے توایک لڑکی کو جنم دیا ہے۔"پھر خود ہی کہنے لگیں:"میں نے جو لڑکا مانگا تھاوہ ہر گز اللّٰہ کی عطاء کر دہ اِس لڑکی جیسا نہیں ہوسکتا تھا۔"(290)

I) بيتُ المقدس آمد

سدہ مریم کی پیدائش کے بعد اُن کی والدہ اپنی مَنّت کو پوری کرنے کیلئے آپ کو لے کربیت ُالمقدس پنجیں۔ حضرت مریم کی پیدائش سے قبل وفات پاچکے تھے، لہذا ہر شخص آپ کی پیدائش سے قبل وفات پاچکے تھے، لہذا ہر شخص آپ کی پیدائش سے قبل وفات مریم کی پرورش کا ذمہ آپ کے آپ کو پالنے کا خواہشمند تھا۔ آخر کار ایک قرعہ اندازی کے ذریعے حضرت مریم کی پرورش کا ذمہ آپ کے

⁽²⁹⁰⁾ القرآن، آل عِمْرَان، 3: 36

کامیاب زندگی . . . دورِ نوبلوعنت کے سوالات

خالو حضرت ز کریا کے سپر د کر دیا گیا۔

حضرت زکریاً نے اُن کیلئے مسجد میں ایک حجرہ بنادیا تھا، جس میں کوئی دُوسرا داخل نہ ہو تا تھا۔ آپ ہر وقت اللّٰہ کی عبادت میں مصروف رہتیں، حتیٰ کہ آپ کی کثر ہے عبادت کی وجہ سے لو گوں میں مشہور ہو گئیں۔

حضرت ذکریاً اُن کی ضروری تگہداشت کے سلسلہ میں اُن کے حجرہ میں تشریف لے جایا کرتے تھے۔ آپ جب کہیں جاتے تو باہر سے قُفل لگا دیا کرتے تھے۔ وہ جب بھی وہاں آتے تو اکثر ایک عجیب بات دیکھتے کہ حضرت مریم کے پاس بے موسمی پھل موجود ہوتے تھے۔ آخر حضرت ذکریاً نے دریافت کیا:"مریم! تیرے پاس یہ موسمی پھل کہاں سے آتے ہیں؟"حضرت مریم ٹے جو اب دیا:"یہ میرے کریم رب کا فضل و کرم ہے، وہ جسے چاہتا ہے بی گمان رزق پہنچا تا ہے۔"(291)

حضرت زکریاً اُس وقت خاصے عمر رسیدہ ہو چکے تھے اور انجی تک اَولاد کی نعمت سے محروم تھے۔ حضرت مریم کو مریم کے پاس بے موسمی پھل دیکھ کر اُن کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ جو قادرِ مطلق خُداحضرت مریم کو بے موسم پھل عطا کر سکتا ہے۔ چنانچہ اُنہوں نے اُسی مقام کے بے موسم پھل عطا کر سکتا ہے۔ چنانچہ اُنہوں نے اُسی مقام کے وسلے سے دُعاکی تواُن کے ہاں ضعیف ُالعمری میں حضرت کیجی علیہ السلام کی وِلادت ہوئی۔ (292)

حضرت مریم علیهاالسلام ایک طویل عرصه تک الله کی عبادت میں مشغول ره کرپاکیزه زندگی بسر کرتی رہیں۔

2)جبرائیل کی آمد

ا یک دن حضرت مریم اینے گھر والوں سے الگ ہو کر عبادت کیلئے خلوّت اِختیار کرتے ہوئے مشرقی مکان میں چلی گئیں اور اُنہوں نے اُن گھر والوں اور لو گوں کی طرف سے حجاب اِختیار کر لیا تا کہ یکسُو ہو کر اللّٰہ ربّ العزت کی عبادت کر سکیں تواُس وقت اللہ تعالیٰ نے اُن کی طرف فرشتہ جبر ائیل کو اِنسانی رُوپ میں جھیجا۔

⁽²⁹¹⁾ القرآن، آل عِمْرَان، 3: 37

⁽²⁹²⁾ القرآن، آل عِمْرَان، 3: 38

حضرت مریم خلافِ تو قع ایک مر د کواپنے قریب دیکھ کر گھبر اگئیں اور خطرہ محسوس ہواتو فوراً اُس سے اللہ کی پناہ ما نگنے لگیں اور فرمایا: "بیٹک میں تجھ سے خدائے رحمان کی پناہ ما نگتی ہوں اگر تواللہ سے ڈرنے والا ہے۔" جبر ائیل ٹے کہا: "مجھے تیرے رب نے ہی جھیجا ہے اور میں اِس لئے آیا ہوں کہ تجھے ایک پاکیزہ بیٹا عطا کروں۔"سیدہ مریم کو سخت تعجب ہوا۔ اُنہوں نے کہا: "میرے ہاں لڑکا کیسے ہو سکتا ہے، جبکہ مجھے کسی اِنسان نے مجھوا تک نہیں اور نہ ہی میں بد کار ہوں!"

جرائیلِ امین ٹنے کہا: " تعجب نہ کر ، ایسے ہی ہو گا ، کیونکہ قادرِ مطلق ربّ کیلئے یہ کام بہت آسان ہے۔ اور ایسا اِس لئے ہو گا تا کہ ہم اُس بِن باپ کے بچے کولو گوں کیلئے نشانی اور اپنی جانب سے رحمت بنادیں ، اور یہ اَمر پہلے سے طے شدہ ہے۔ "(293) یہ کہ جر ائیل ؓ نے حضرت مریم ؓ کے گریبان میں پھونک ماری ، جس سے وہ حاملہ ہو گئیں۔ (294)

3) قوم كاردِّ عمل

جب آپ کا حمل ظاہر ہوا تو سب سے پہلے آپ کے خالہ زاد بھائی، جو بنی اِسر ائیل کے ایک بڑے متی اور پر ہیز گار مؤمن سے، اُنہوں نے اِنتہائی تعجب سے پوچھا: "آے مریم! کیا نے کے بغیر کھیتی اُگ سکتی ہے؟" حضرت مریم اُنہوں نے بحر پوچھا: "کیا مو تبہ کھیتی کو پیدا کیا؟"اُنہوں نے پھر پوچھا: "کیا شوہر کے بغیر اَولاد ہو سکتی ہے؟" حضرت مریم اُنے جواب دیا: "جی ہاں! اللہ تعالی نے حضرت آدم کو بغیر مال اور باپ کے پیدا فرمایا۔" اِس جواب پر اُنہوں نے کہا: "اچھا اپنی خبر بھی دو۔" اِس پر حضرت مریم اُن جواب دیا: "اللہ نے بھے خوشخری دی ہے اور اپنی طرف سے ایک نشانی دی ہے، جس کا نام مسے عیسیٰ بن مریم ہوگا۔ جو دُنیا و آخرت میں صاحب مرتبہ ہوگا۔ وہ لوگوں سے بچپن میں اور بڑھا ہے میں کلام مریم ہوگا۔ وہ لوگوں سے بچپن میں اور بڑھا ہے میں کلام

⁽²⁹³⁾ القرآن، مريم، 19: 16 تا 21

⁽²⁹⁴⁾ القرآن، التحريم، 66: 12

کامیاب زندگی . . . دورِ نوبلوعنت کے سوالات

کرے گا۔"

جب حضرت مریم کے حاملہ ہونے کی خبر بنی إسرائیل میں عام ہو گئی تولو گوں نے حضرت زکریا کے گھر آنا جانا بند کر دیااور آپ پر الزامات اور بُہتان لگانے لگے۔ اِس صور تحال کے پیش نظر حضرت مریم نے لو گوں سے علیحدگی اِختیار کرلی اور آبادی سے الگ ہو کر دُورا یک مقام (بیت اللحم) پر جابیٹھیں۔

4)ولادتِ حضرت عيسيٰ ً

جب وقت ولادت قریب آیا تو در دِ زِه میں مبتلا ہو کر ایک تھجور کے تنے کی طرف آگئیں اور پریشانی کے عالم میں کہنے لگیں: "اے کاش! میں پہلے سے مرگئ ہوتی اور بالکل بھولی بسری ہو چکی ہوتی۔ "حضرت عیسیٰ " نے ولادت کے بعد اُن سے کہا: "اے ماں! تُو رنجیدہ نہ ہو، بیشک تمہارے رب نے تمہارے نیچ ایک چشمہ جاری کر دیا ہے۔ تھجور کے تنے کو اپنی طرف ہلاؤوہ تم پر تازہ پکی ہوئی تھجوریں گرادے گا۔ سوتم کھاؤاور پیؤ اور اپنی آئنھیں ٹھنڈی کرو، پھر اگر تم کسی بھی اِنسان کو دیکھو تو اِشارے سے کہہ دینا کہ میں نے خدائے رحمان کیلئے خاموشی کے روزہ کی نذر مانی ہوئی ہے، سو میں آج کسی اِنسان سے قطعاً گفتگو نہیں کروں گی۔ "(295)

قبل از إسلام مختلف اَدیان میں خاموشی کاروزہ عبادات میں شامل تھا، یعنی صبح سے رات تک کسی سے بات نہ کرتے تھے، بعد میں یہ حکم منسوخ ہو گیا۔ چنانچہ حضرت مریم کی پریشانی دُور کرنے کیلئے کہا گیا کہ اگر تم سے کوئی شخص اِس نیچ کے بارے میں یو چھے تو اِشارے سے کہہ دینا کہ میں نے چپ کاروزہ رکھا ہوا ہے۔

5) كلام حضرت عيسلًا

ولادت کے بعد وہ اپنے بچے کو گود میں اُٹھائے ہوئے اپنی قوم کے پاس آ گئیں تووہ اُنہیں دیکھ کر کہنے لگے: "اے مریم! یقیناً تو بہت ہی عجیب چیز لائی ہے۔ اَسے ہارون کی بہن! نہ تیر اباپ بُرا آدمی تھا اور نہ ہی تیری

(295) القرآن، مريم، 19: 24 تا 25

ماں بد چلن تھی۔"

اُن کی بات سن کرسیدہ مریم مٹے نے اُس بچے کی طرف اِشارہ کیا تووہ کہنے گگے:" ہم اِس سے کس طرح بات کریں جوابھی گہوارہ میں پڑاا تناچھوٹا بچہ ہے۔"

اِت میں وہ بچہ خود بول پڑا: "بیشک میں اللہ کا بندہ ہوں، اُس نے مجھے کتاب عطا فرمائی ہے اور مجھے نبی بنایا ہے۔ اور میں جہاں کہیں بھی رہوں اُس نے مجھے سراپا برکت بنایا ہے اور میں جب تک بھی زندہ ہوں اُس نے مجھے سراپا برکت بنایا ہے اور میں جب تک بھی زندہ ہوں اُس نے مجھے نماز اور زکو قاکا حکم فرمایا ہے۔ اور اپنی والدہ کے ساتھ نیک سلوک کرنے والا بنایا ہے اور اُس نے مجھے سرکش و بدبخت نہیں بنایا۔ اور مجھ پر سلام ہو، میرے میلاد کے دن، اور میری وفات کے دن، اور جس دن میں زندہ اُٹھایا جاؤں گا۔ "(296)

6)إسرائيلى روايات

حضرت عیسیٰ کی زندگی سے متعلق ایک واقعہ متی کی انجیل میں حضرت وہب بن منبّہ سے منقول ہے۔ حضرت عیسیٰ کی ولادت کی شب فارس (ایران) کے بادشاہ نے آسمان پر ایک روشن ستارہ دیکھا۔ اُس نے نجو میوں سے دریافت کیا تو اُنہوں نے کہا کہ اِس ستارے کا طلوع کسی عظیم الثان ہستی کی پیدائش کی خبر دیتا ہے، جو ملک شام میں پیداہوا ہے۔ بادشاہ نے ایک وفد کو خوشبوؤں کے عمرہ تحفے دے کر ملک شام روانہ کیا۔

شام پہنچ کروفدنے یہودیوں کے بادشاہ پیروڈس سے تمام حالات دریافت کرناچاہے۔وفد کی زبانی واقعہ سن کر پہلے تو بادشاہ گھبر ایا،لیکن پھر اُس نے وفد کو إجازت دے دی کہ وہ بیچے سے متعلق معلومات اِکٹھی کر لیں۔ لیں۔

پارسیوں کے اُس وفد نے بیت المقدس پہنچ کر حضرت عیسیٰ کو دیکھا اور اُنہیں سجدہ کعظیم کیا۔ اُنہوں نے وہاں چندروز قیام کیا۔ اُسی دوران وفد کے بعض آدمیوں نے خواب میں یہودی باد شاہ پیروڈ کس کواُس بچے کا

⁽²⁹⁶⁾ القرآن، مَرْيَم، 19: 22 تا 35

کامیاب زندگی . . . دورِ نوبلوعت کے سوالات

ؤشمن دیکھا۔ اُن لوگوں نے حضرت مریم گو اپناخواب سنایا اور مشورہ دیا کہ اِس بیچ کو اُس یہودی بادشاہ کی دستر س سے دُور کسی محفوظ مقام پر لے جائیں۔ اُس کے بعد حضرت مریم اُنہیں لے کر مصر چلی گئیں اور حضرت عیسیٰ کی عمر مبارک تیرہ سال ہونے تک آپ وہیں مقیم رہے۔(297)

برائے مزید مطالعہ

حضرت مریم کے حوالے سے مزید مطالعہ کیلئے قرآنِ مجید میں سورہ مریم مع ترجمہ مطالعہ فرمائیں۔

(297) انجيل متى، باب 6

4. قصه قوم لوط

حضرت لوط الله ربّ العزت کے برگزیدہ آنبیاء کرام میں سے تھے۔ قر آنِ مجید میں سورةُ الا نبیاء میں الله تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے کہ لوط کو ہم نے حِکمت اور علم سے نوازا تھااور ہم نے اُنہیں اُس بستی سے نجات دی جہاں کے بیان فرمایا ہے کہ لوط کو ہم نے حِکمت وہ بہت ہی بُری اور بد کر دار قوم تھی۔ اور ہم نے لوط کو اپنے حریم رحت میں داخل فرمالیا۔ بیٹک وہ صالحین میں سے تھے۔ (298)

حضرت لوطً اور حضرت اِبراہیمٌ گازمانہ ایک ہی تھا۔ حضرت لوطٌ کو اللّٰہ ربّ العزت نے جس قوم کیلئے نبی بناکر بھیجاوہ موجو دہ اُردن اور اِسرائیل کے در میان واقع بحیرہُ مر دار (dead sea) کے مقام پر آباد تھی۔

I) قوم کی حالتِ زار

وہ ایک نہایت سرکش، بے جس اور نافرمان قوم تھی، جو حد درجہ اَخلاق سے گر پچکی تھی۔ کھلے عام لُوٹ مار، ڈاکہ زنی اور دھو کہ دِبی اُن کا معمول تھا۔ وہ لوگ مسافروں کولُوٹ لیتے اور سرِ عام دھو کہ بازی کرتے۔ اُن کا سب سے بڑا گناہ یہ تھا کہ وہ اِنتہا در ہے کے بے حیاء تھے۔ ننگے ہو کر گلیوں اور بازاروں میں گھومنا اور وہاں نظر آنے والے خوبصورت لڑکوں کے ساتھ بد فعلی کرنااُن کیلئے معمولی سی بات تھی۔ وہ خوبصورت نوجوان لڑکوں کے ساتھ بد فعلی کرنااُن کیلئے معمولی سی بات تھی۔ وہ خوبصورت نوجوان لڑکوں کے ساتھ بد فعلی کرتے اور ہم جنس پر ستی کے عادی ہو گئے تھے۔

حضرت لوطً نے اُنہیں بہت سمجھایا، مگر اُس عیاش قوم نے اُن کی بات نہ مانی۔ اُنہوں نے اپنی قوم سے کہا:
''کیا تم ایسی بے حیائی کا اِر تکاب کرتے ہو جسے تم سے پہلے اہل جہاں میں سے کسی نے نہیں کیا تھا! بیشک تم
نفسانی خواہش کے لئے عور توں کو چھوڑ کر مَر دوں کے پاس آتے ہو بلکہ تم حدسے گزر جانے والے ہو۔'' اُن
کی قوم کا بس ایک ہی جواب تھا کہ اُنہیں بستی سے نکال دو کیونکہ یہ لوگ بڑے یا کیزگی کے طلب گار

⁽²⁹⁸⁾ القرآن، الانبياء، 21 74 - 75

کامیاب زندگی . . . دور نوبلوعنت کے سوالات ہیں_⁽²⁹⁹⁾

قر آنِ مجید میں سور اُ الشعراء میں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے کہ حضرت لوط کی قوم نے اُن کی بات نہ مانی۔ جب لوط نے اُن سے فرمایا: 'کیا تم اللہ سے ڈرتے نہیں ہو؟ بیشک میں تمہارے لئے اَمانت دار رسول بن کر آیا ہوں۔ پس تم اللہ سے ڈرواور میر کی اِطاعت اِختیار کرو۔ اور میں تم سے اِس تبلیغ حق پر کوئی اُجرت طلب نہیں کر تا، میر ااُجر تو صرف تمام جہانوں کے رب کے ذمہ ہے۔ کیا تم سارے جہان والوں میں سے صرف مُر دوں ہی کے پاس اپنی شہوانی خواہشات پوری کرنے کیلئے آتے ہو؟ اور اپنی بیویوں کو چھوڑ دیتے ہو جو تمہارے رب نے تمہارے لئے بیدا کی ہیں، بلکہ تم سرکشی میں حدسے نکل جانے والے لوگ ہو۔"وہ کہنے کے:"اُ اوط! اگر تم ہمیں نصیحت کرنے سے بازنہ آئے تو تم ضرور شہر بدر کئے جانے والوں میں سے ہوجاؤ گے۔"اِس پر حضرت لوط! اگر تم ہمیں نصیحت کرنے سے بازنہ آئے تو تم ضرور شہر بدر کئے جانے والوں میں سے ہوجاؤ گے۔"اِس پر حضرت لوط نے جواباً فرمایا: "بیشک میں تمہارے عمل سے بیزار ہونے والوں میں سے ہوں۔"موں۔"

2) قوم كاعذاب مانكنا

جب حضرت لوطًا ُنہیں متواتر سمجھاتے رہے تواُن کی قوم نے اُن کی بات ماننے کی بجائے چِڑ کر اُن سے کہا کہ جاؤجا کر ہم پر اللّٰد کاوہ عذاب لے آؤجس سے تم ہمیں ڈراتے ہو۔

قر آنِ مجید میں سورۃُ العنکبوت میں اللہ تعالی نے بیان فرمایا ہے کہ لوظ نے اپنی قوم سے کہا: "بیشک تم بڑی بے حیائی کا اِر تکاب کرتے ہو، اَ قوامِ عالم میں سے کسی ایک قوم نے بھی اُس بے حیائی میں تم سے پہل نہیں کی۔ کیا تم شہوت رانی کے لئے مَر دول کے پاس جاتے ہو اور ڈاکہ زنی کرتے ہو اور اپنی بھری مجلس میں ناپہندیدہ کام کرتے ہو!" تواُن کی قوم کا جواب بھی اِس کے سوا کچھ نہ تھا کہ کہنے لگے: "تم ہم پر اللہ کاعذاب

(299) القرآن، الاعراف، 7: 80 - 82

(300) القرآن، الشعرآء، 26: 160 - 168

لے آؤاگرتم سے ہو۔"اِس پرلوط نے عرض کیا:"آے ربّ! توفساد انگیزی کرنے والی قوم کے خلاف میری مدو فرما۔"(301)

3) عذاب كيليّ فرشتون كي آمد

حضرت لوطً کی کوششوں کے باؤجود جب اُس قوم کی سرکشی اور بد فعلی قابلِ ہدایت نہ رہی اور وہ اپنی بدایت نہ رہی اور وہ اپنی بے حیائی سے تائب ہونے کو آمادہ نہ ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے اُن پر عذاب سجیجنے کا فیصلہ کر لیا اور حضرت جرائیل کے ساتھ چند فر شتوں کو بہت ہی حسین و جمیل لڑکوں کے رُوپ میں حضرت لوطً کے پاس مہمان بنا کر بھیجا۔

قر آنِ مجید میں سورةُ الحجر میں اللہ تعالی نے بیان فرمایا کہ پھر جب لوظ کے خاندان کے پاس وہ فرِستادہ فرشتے آئے تولوظ نے اُن سے کہا: "بیشک تم اَ جنبی لوگ معلوم ہوتے ہو۔"اُنہوں نے کہا:"ایسانہیں بلکہ ہم آپ کے پاس حق کا فیصلہ کے پاس وہ عذاب لے کر آئے ہیں جس میں یہ لوگ شک کرتے رہے ہیں۔ اور ہم آپ کے پاس حق کا فیصلہ لے کر آئے ہیں اور ہم یقیناً سے ہیں۔"(302)

اُن مہمانوں کی خوبصورتی کو دیکھ کر حضرت لوط اپنی بدکر دار قوم کا خیال کر کے بہت فکر مند ہوئے۔ تھوڑی دیر بعد قوم کے اوباشوں نے اللہ کے نبی کے گھر کا محاصرہ کر لیا اور مہمان لڑکوں کو اُن کے حوالے کرنے کا مطالبہ کرنے لگے۔ حضرت لوط نے اُنہیں سمجھانے اور اُس بُرے کام سے بازر کھنے کی بہت کوشش کی، مگروہ نہانے۔ جبوہ سرکش قوم اپنے گھٹیا قدام سے بازنہ آئی تو آپ عمکین اور رنجیدہ ہوگئے۔

قر آنِ مجید میں سورةُ الحجر میں اللہ تعالی نے بیان فرمایا کہ حضرت لوطٌ کی قوم پر عذاب لے کر آنے والے فرشتے پہلے حضرت إبراہيمٌ كے پاس گئے اور اُنہیں بیٹے کی پیدائش کی خوشخبری دی۔ حضرت إبراہيمٌ نے اُن

287

⁽³⁰¹⁾ القرآن، العنكبوت، 29: 28 - 30

⁽³⁰²⁾ القرآن، الحجر، 1: 13 - 64

سے دریافت کیا: "اے اللہ کے بھیجے ہوئے فر شتو! اِس خوشنجری کے علاوہ اور تمہارا کیا کام ہے جس کیلئے آئے ہو؟" اُنہوں نے کہا: "ہم ایک مجرم قوم کی طرف عذاب کیلئے بھیجے گئے ہیں۔ سِوائے لوط کے گھرانے کے ، ہیم اُن سب کو ضرور بچالیں گے، سِوائے اُن کی بیوی کے، ہم یہ طے کر چکے ہیں کہ وہ ضرور عذاب کے لئے پیھیے رہ جانے والوں میں سے ہے۔"(303)

سورةُ الحجر میں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا کہ اہل شہر اپنی بدمستی میں خوشیاں مناتے ہوئے لوظ کے پاس آپنچے۔
لوظ نے کہا: "بیٹک یہ لوگ میرے مہمان ہیں، پس تم مجھے اِن کے بارے میں شر مسار نہ کرو۔ اور اللہ کے
غضب سے ڈرو اور مجھے رُسوانہ کرو۔" وہ بدمست لوگ بولے: "اُک لوط! کیا ہم نے تمہمیں دُنیا بھر کے
لوگوں کی جمایت سے منع نہیں کیا تھا!"(304)

سورۃُ العنكبوت ميں اللہ تعالى نے بيان فرمايا كہ جب ہمارے بيج ہوئے فرشتے لوطٌ كے پاس آئے تووہ أن كے آئے سے رنجيدہ ہوئے اور أن كے إرادہُ عذاب كے باعث نڈھال سے ہوگئے۔ فرشتوں نے كہا: "آپ نہ خوفزدہ ہوں اور نہ غمز دہ ہوں، بيثك ہم آپ كو اور آپ كے گھر والوں كو بچانے والے ہيں، سوائے آپ كی عورت كے وہ عذاب كيلئے بيجھے رہ جانے والوں ميں سے ہے۔ بيثك ہم اِس بستى كے باشندوں پر آسان سے عذاب نازل كرنے والے ہيں، اِس وجہ سے كہ وہ نافر مانى كيا كرتے تھے۔ (305)

سورہ مود میں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا کہ وُہی ہواجس کا اُنہیں اندیشہ تھااور لوط کی قوم مہمانوں کی خبر سنتے ہی اُن کے پاس دوڑتی ہوئی آگئ، اور وہ پہلے ہی بُرے کام کیا کرتے تھے۔ لوط نے کہا: "اے میری نافرمان قوم! بید میری قوم کی بیٹیاں ہیں یہ تمہارے لئے بطریق نکاح پاکیزہ و حلال ہیں، سوتم اللہ سے ڈرواور اپنی بے حیائی کے باعث میرے مہمانوں کے سامنے مجھے رُسوانہ کرو! کیاتم میں سے کوئی بھی نیک سیرت آدمی نہیں ہے۔"

⁽³⁰³⁾ القرآن، الحجر، 15: 57 - 61

⁽³⁰⁴⁾ القرآن، الحجر، 51: 68 - 70

⁽³⁰⁵⁾ القرآن، العنكبوت، 29: 33، 34

وہ بولے: "تم خوب جانتے ہو کہ ہمیں تمہاری قوم کی بیٹیوں سے کوئی غرض نہیں، اور تم یقیناً جانتے ہو جو کچھ ہم چاہتے ہیں۔ "لوظ نے کہا: "کاش! مجھ میں تمہارے مقابلہ کی ہمت ہوتی یا میں آج کسی مضبوط قلعہ میں پناہ لے سکتا۔ "(306)

4)حضرت لوطٌ کی روانگی

جبر ائیل "نے حضرت لوط علیہ السلام کو بتایا کہ ہم اللہ تعالیٰ کے بیسجے ہوئے فرشتے ہیں، جو اِن بدکاروں پر عذاب لے کر آئے ہیں، البندا آپ صبح ہونے سے پہلے پہلے اپنے اہل وعیال اور مؤمنین کو اپنے ساتھ لے کر اِس بستی سے دُور چلے جائیں۔ اور خبر دار کوئی شخص بیچھے مُڑ کر اِس بستی کی طرف نہ دیکھے ورنہ وہ بھی عذاب میں گر فقار ہو جائے گا۔ چنانچہ حضرت لوظ اپنے گھر والوں اور دیگر اہل ایمان کو اپنے ہمراہ لے کر بستی سے باہر نکل گئے۔

قر آنِ مجید میں سورۃ الحجر میں اللہ تعالی نے بیان فرمایا کہ فرشتوں نے حضرت لوط سے کہا: "آپ اپنے اہل خانہ کورات کے کسی حصہ میں لے کر نکل جائے اور آپ خود اُن کے پیچھے پیچھے چلئے اور آپ میں سے کوئی مُڑ کر بھی پیچھے نہ دیکھے اور آپ کو جہال جانے کا حکم دیا گیاہے وہاں چلے جائے۔"اللہ تعالی نے لوظ کو اِس فیصلہ سے بذریعہ وحی آگاہ کر دیا کہ بیٹک اُن کے صبح کرتے ہی اُن لوگوں کی جڑکٹ جائے گی۔(307)

5)نزولِ عذاب

حضرت لوط علیہ السلام اور اُن کے ساتھیوں کے بستی سے دُور چلے جانے کے بعد جبر ائیل ٹنے اُس قوم کی تمام بستیوں کو اُٹھا کر آسمان کی طرف بلند کیا اور بلندی سے اُن بستیوں کو اُلٹ دیا اور یہ آبادیاں زمین پر گر کر تباہ و برباد ہو گئیں اور زمین کے اندر دھنس گئیں اور اُس مقام پر بہت بڑا اور گہر اگڑھا بن گیا۔ اُس کے بعد

⁽³⁰⁶⁾ القرآن، هو د، ١١٤ 8٥ - 80

⁽³⁰⁷⁾ القرآن، الحجر، 15: 65، 66

کامیاب زندگی . . . دورِ نوبلوعنت کے سوالات

پتھروں کی ایسی زور داربارش ہوئی جس کے نتیجے میں اُن کی لاشیں بھی ٹکڑے ٹکڑے ہو کر بکھر گئیں۔

سورہ مود میں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا: '' پھر جب ہمارا حکم عذاب آ پہنچاتو ہم نے اُلٹ کر اُس بستی کے اُوپر کے حصہ کو نچلا حصہ کر دیااور ہم نے اُس پر پھر اور پکی ہوئی مٹی کے کنگر برسائے جو پے در پے اور تہ بہ تہ گرتے رہے۔ جو آپ کے رب کی طرف سے نشان کئے ہوئے تھے، اور یہ سنگریزوں کا عذاب ظالموں سے اَب بھی کچھ دُور نہیں ہے۔ (308)

سورةُ الحجر میں اللہ تعالیٰ نے اِس واقعہ کو یوں بیان فرمایا ہے: "پیں اُنہیں طلوعِ آ فتاب کے ساتھ ہی سخت آتشیں کڑک نے آلیا۔ سوہم نے اُن کی بستی کو زیر و زَبر کر دیا اور ہم نے اُن پر پھر کی طرح سخت مٹی کے کنگر برسائے۔ بیشک اِس واقعہ میں اہلِ فراست کیلئے نشانیاں ہیں۔ اور بیشک وہ بستی ایک آباد راستہ پر واقع ہے۔ بیشک اِس واقعہ قوم لوط میں اہل اِیمان کیلئے نشانی عبرت ہے۔ (309)

6) بحيرة مُروار

قوم لوط پر عذاب کے بعد اُس مقام پر جو گہر اگڑھا بناتھا آ جکل وہاں بحیرہُ مُر دار (dead sea) واقع ہے، جو اُردن اور فلسطین کے در میان میں موجو دہے۔

بحیرۂ مر دار کرۂ ارض کا بیت ترین مقام مانا جاتا ہے۔ اُس کی سطح عام سمندروں کی سطح سے 1400 فٹ بیت ہے۔ عام سمندری پانی میں نمکیات کی مقدار 3 فیصد ہوتی ہے، جبکہ بحیرۂ مُر دار کے پانی میں نمکیات کی مقدار 3 فیصد ہے، عام سمندری پانی سے دس گنازیادہ نمکین ہے، جس کی وجہ سے اُس میں کوئی مجھلی یا مینڈک وغیرہ زندہ نہیں رہ سکتا۔

⁽³⁰⁸⁾ القرآن، هو د، ١١: 82، 83

⁽³⁰⁹⁾ القرآن، الحجر، 5 1: 73 - 77

7) واہلہ (زوجہ لوط) کانمکین جسم ... عبرت کدہ

قوم لوط پر عذاب کے دوران میں حضرت لوطً کی بیوی 'واہلہ 'جو در حقیقت اہل ایمان میں سے نہیں تھی اور وہ اپنی قوم کے بد کاروں سے محبت رکھتی تھی، اُس نے منع کرنے کے باؤجود اپنی قوم کے ساتھ ہمدر دی میں پیچھے مُڑ کر دیکھ لیا اور اپنی قوم کی تباہی پر افسوس کرنے گئی۔ چنانچہ عذابِ الہی کا ایک پیھر اُسے بھی لگا اور وہ بھی ہلاک ہوگئی۔

واہلہ کا جسم آج بھی بحیرہ مُر دار کے مشرقی کنارے پر اُردن میں واقع ایک چٹان کے اُوپر کھڑا ہے، جسے شاہر او اُردن کے مسافٹ ویئر کی مدد سے شاہر او اُردن کے مسافٹ ویئر کی مدد سے نقشے میں Salt Statue of the Wife of Prophet Lot AS کی تلاش میں بآسانی دیکھا جاسکتا ہے۔

8) ہم جنس پر ستی کی سزا

دین اِسلام نہایت عالی و پاکیزہ مذہب ہے، جو مکارم اَخلاق، اَعلی صفات اور عمدہ کر دارکی تعلیم دیتا ہے اور اِنفرادی سطح پر لوگوں کی جسمانی، رُوحانی، قلبی اور فکری طہارت و صفائی کے ذریعہ ایک صالح اور باحیاء معاشرہ تشکیل دیتا ہے۔ اِسلام عِقّت و حیاء کو جزو اِیمان قرار دیتا ہے اور بے حیائی، بے راہ روی اور فخش و منکرات کوکسی صورت میں بر داشت نہیں کرتا، بلکہ اُس کے مر تکبین کو سخت سے سخت سزا تجویز کرتا ہے، تاکہ نسل اِنسانی پاکیزہ زندگی گزارے۔

اسلامی معاشرے کو ایسی گندی، خبیث، گھناؤنی عادات سے بچانے کیلئے اللہ تعالیٰ نے اِس جرم کے مرتکب کیلئے اللہ تعالیٰ نے اِس جرم کے مرتکب کیلئے نہایت سخت سزا تجویز فرمائی ہے۔(310)

⁽³¹⁰⁾ وَاللَّذَانَ يَأْتِيَانِهَا مِنكُمْ فَآذُوهُمَا فَإِن تَابَا وَأَصْلَحَا فَأَعْرِضُواْ عَنْهُمَا إِنَّ اللَّهَ كَانَ تَوَّابًا رَّحِيمًا

ابو مسلم إصفهانی ؓ نے سور اُ النساء کی آیت نمبر 16 کو ہم جنس پر ستی سے متعلق قرار دیا ہے، کیونکہ اللہ تعالی کے اِس قول سے مُر اد ہم جنس پر ستی ہے اور اُس کی حد قول (یعنی زبانی زجرو تو ﷺ) اور فعل سے (یعنی تعزیر ًا کوڑے وغیر ہ لگانے کی صورت میں) اذِیت دینا ہے۔ (311)

حضور نبی اکرم سَگَانِیْنِیْم نے تین مرتبہ فرمایا: "قوم لوط والا عمل کرنے والے شخص پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔ "(3 12) ایک اور حدیث مبار کہ میں آپ سَگُانِیْم نے فرمایا: "جس شخص کو قوم لوط والا عمل کرتے پاؤ تو کرنے والے اور کروانے والے دونوں کو قتل کر دو۔ "(3 13) إسلام سمیت تمام آسانی مذاہب کی تعلیمات میں زناکی طرح لڑکوں سے بد فعلی کرنا بھی قطعی طور پر حرام ہے اور اُسے حرام نہ سیجھے والا کا فرہو جاتا ہے۔ میں زناکی طرح لڑکوں سے بد فعلی کرنا بھی قطعی طور پر حرام ہے اور اُسے حرام نہ سیجھے والا کا فرہو جاتا ہے۔ اِسلام دین فطرت ہے۔ اِسلام نے جن چیز وں سے رُکنے کا حکم دیا ہے یقیناً وہ کسی نہ کسی مصلحت پر مبنی ہے، جس سے جن میں سے کچھ کا اِحساس ہمیں ہو پاتا ہے اور کچھ کا نہیں۔ ہم جنسی بھی فخش عمل اور بدکاری ہے، جس سے اِسلام نے منع کیا ہے اور اِس کے بُرے نتائج سامنے آنا شر وع ہو چکے ہیں اور وقت کے ساتھ ساتھ مزید بھی آتے رہیں گے۔ اِس سے بچنا خداکا حکم ہے اور خدائے حکم کے سامنے سر تسلیم خم کرنا فرض ہے۔

"اورتم میں سے جو بھی کوئی بد کاری کا اِر تکاب کریں تو اُن دونوں کو اِیذا (اذِیت) پہنچاؤ، پھر اگر وہ توبہ کر لیں اور (اپنی) اِصلاح کرلیں تواُنہیں سزادینے سے گریز کرو، بیشک الله بڑا توبہ قبول فرمانے والامہر بان ہے۔"

(311) رازي، التفسير الكبير، 9/ 187

(312) مَلْعُونٌ مَلْعُونٌ مَلْعُونٌ مَنْ عَمِلَ عَمَلَ قَوْم لُوطٍ (المستدرك على الصحيحين، 4/ 396، رقم الحديث/ 8053)

" قوم لوط والاعمل (لواطت) کرنے والا ملعون ہے ملعون ہے۔"

(313) مَنْ وَجَدْتُمُوهُ يَعْمَلُ عَمَلَ قَوْمِ لُوطٍ، فَاقْتُلُوا الْفَاعِلَ، وَالْمَفْعُولَ بِهِ (سنن أبي داود، 4/ 159، رقم الحديث/ 4462، وسنن الترمذي، 4/ 57، رقم الحديث/ 1456) "تم جس شخص كو قوم لوط والاعمل (ہم جنس پرستی) كرتے ہوئے پاؤتو (ايبا فعل) كرنے والا اور جس كے ساتھ كيا

جائے دونوں کو قتل کر دو۔"

9) ہم جنس پر ستی کا اِنفرادی نقصان

اِس میں ملوث ہونے والے اَفراد نہ صرف آخرت میں عذابِ اللی کے مستحق قرار پائیں گے، بلکہ اِس دُنیا میں کھی ایڈز جیسے مُوذِی مرض میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ ایڈز وہ خطرناک اور لاعلاج بیاری ہے جو اِنسان کی قوتِ مدافعت کو ختم کر دیتی ہے اور اِنسان سِیک سِیک کر مرتا ہے۔ ہم جنس پرستی HIV کے پھیلاؤ کاسب سے بڑا سبب ہے۔

10) ہم جنس پر ستی سے معاشر تی تباہی

بہت سے مغربی ممالک ہم جنس پر ستی کو قانونی طور پر جائز قرار دے کر ایک خطرناک انجام کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ اِس سے نہ صرف وہاں ایڈز کی بیاری تیزی سے بھیلنے لگی ہے بلکہ ہم جنس پر ستی کو جائز قرار دینے والے بہت سے ممالک کی آبادی بھی تیزی سے کم ہور ہی ہے۔ آبادی میں توازُن کوبر قرار رکھنے کیلئے جرمنی جیسے بعض ممالک مجبوراً دُوسر ہے ملکوں سے جوانوں کو بلا کر روزگار فراہم کر رہے ہیں تاکہ اُن کے ٹیکس کے بیسوں سے وہ اپنے بزرگوں کو پنشن دے سکیں۔ وہ اِ تن سادہ سی بات سمجھنے سے قاصر ہیں کہ اگر اُنہوں نے بیسوں سے وہ اپنے بزرگوں کو پنشن دے سکیں۔ وہ اِ تن سادہ سی بات سمجھنے سے قاصر ہیں کہ اگر اُنہوں نے ہم جنس پر ستی کو یو نہی قانونی تحفظ دیئے رکھا تو نصف صدی مکمل ہونے سے پہلے پہلے اُن کی ساری قوم ختم ہو جائے گی اور اُن کی جگہ ایک نئی قوم لے لے گی، جس کے نوجو انوں کو روزگار کالا چ کے دے کر وہ اِس وقت اسے ریٹائر ڈیزر گوں کیلئے پنشن کا اِنظام کر رہے ہیں۔

برائے مزید مطالعہ

قصہ قوم لوط کے مزید مطالعہ کیلئے قرآن مجید کے درج ذیل مقامات ملاحظہ فرمائیں:

سورة الشُّعَرَآء، 26: 160 تا 174

سورة النَّمْل، 27: 54 تا 58

سورة الْعَنْكَبُوْت، 29: 28 تا 34

سورة التَّحْرِيْم، 66: 10

سورة الْأَعْرَاف، 7: 80 تا 84

سورة هُوْد، 11: 77 تا 83

سورة الْحِجْر، 15: 57 تا 77

سورة الْأَنْبِياَء، 21: 74 تا 74

سوالات (باب نمبر 5)

- 1. الله تعالى نے آدم كوكس سے پيداكيا؟
 - آگ سے / مٹی سے / ہواسے
- 2. الله تعالى نے ابليس كوكس سے بيداكيا؟
 - آگ ہے/مٹی سے/ہواہے
- شیطان نے آدم علیہ السلام کو بہکانے کیلئے اُن کے دل میں کیاوسوسہ ڈالا؟
- ہمیشہ جنت میں رہنے کیلئے / گندم کاذا نقہ چکھنے کیلئے / زمین کی سیر کرنے کیلئے
- 4. آدم وحوا کی شرمگاہیں جن حیاتیاتی تبدیلیوں کی وجہ سے ظاہر ہوئیں اُن کا سبب کیا تھا؟
 - شیطان کاوسوسه / شجر ممنوعه کا پیل / جنت کایانی
 - 5. الله تعالى نے آدم عليه السلام كوكس نبي كے وسيلے سے معاف كيا؟
- حضرت ابرا ہیم علیہ السلام / حضرت یوسف علیہ السلام / حضرت مجمد مصطفیٰ صَالطَیْکِمْ
 - 6. جنت کی طرف واپی کاراستہ کیسے آسان ہو تاہے؟
 - نبیوں کی اِتباع کر کے / لوگوں کی خدمت کر کے / اللہ کی عبادت کر کے
 - 7. زمین پر اُترنے کے بعد آدم وحوّا کی پہلی ملاقات کہاں ہوئی؟
 - جده/میدان عرفات/کوه ارارات

کامیاب زندگی . . . دورِ نوبلوعت کے سوالات

- 8. قابيل نے ہابيل كو كيوں قتل كيا؟
- دولت كيليّے /عورت كيليّے /زمين كيليّے
- 9. قرآنِ مجيد مين أحسن القصص "س واقعه كو كها گيا؟
- قصه آدم وحوا/ قصه پوسف وزلیخا/ قصه اصحاب کهف
- 10. حضرت بوسف "نے سورج، جاند، ستاروں کے سجدہ کرنے والاخواب کس عمر میں دیکھا؟
 - وسال/ وسال/ 10 سال
 - 11. يوسف كون سے بھائى كى گندم سے سونے كابرتن فكا تھا؟
 - لاوِي/نفتالي/بنيامين
 - 12. كۇئىي سے نكال كرممرلے جانے والے خريد اربوسف كانام كياتھا؟
 - مالك بن زعر / مالك بن زار / مالك بن اوس
- 13. كنوئيں سے نكال كرمِصرلے جانے والے خريد اربيوسف نے آپ كو كتنے درہم ميں خريد اتھا؟
 - ₂₄/₁₈/₁₂ •
 - 14. حضرت ليقوب ك كل كتنے بيٹے تھے؟
 - 14/12/10
 - 15. سورج اور چاند کے ساتھ حضرت یوسف کو کتنے ستاروں نے سجدہ کیا؟
 - 12/11/10 •
 - 16. حضرت النحق کے ساتھ حضرت یوسف کے ساتھ کیار شتہ تھا؟
 - مامول بهانجا/ چپا جهتنجا/ دادا بوتا
 - 17. حضرت اسلمعیل کے ساتھ حضرت یعقوب کے ساتھ کیار شتہ تھا؟
 - مامول بهانجا/ چانجتنجا/ دادايوتا

کامیاب زندگی . . . دورِ نوبلوعنت کے سوالات

18. برادرانِ يوسف نے حضرت يعقوب كوكيا بنايا كه أنہيں كون ساجانور كھا گياہے؟

• شير/چيا/بھيريا

19. مصرمیں پڑنے والا قحط کتنے سال تک جاری رہا؟

• 5 سال/7سال/10سال

20. بادشاہ کے خواب کی تعبیر دیتے وقت سیر ناپوسف ٹنے کل کتنے سال کے حالات بتائے؟

• 7 سال/14 سال/15 سال

21. قط سے پہلے سات سال میں کس نے اپنی گندم سر کاری گو داموں میں جمع نہیں کروائی تھی؟

• کاہنوں نے /امر اءنے / دونوں نے

22. مِصر آتے وقت حضرت لیحقوبؓ کے قافلے میں بنی اِسرائیل کے کل کتنے آفراد شامل تھے؟

90/70/50 •

23. مِصرے نکلتے وقت حضرت موسیؓ کے قافلے میں بنی اِسرائیل کے کتنے اَفراد شامل تھے؟

• چارلاكه/چيولاكه/دسلاكه

24. حضرت یوسف کواینے والد حضرت یعقوبے سے بچھڑے کتناعرصہ گزر گیا تھا؟

ال 30/ مال/40/ مال • ومال/40/ مال

25. سيرنايوسف گوسجده كرنے والا واقعه كس تاريخ كوپيش آيا؟

• 10 محرم الحرام /27 رمضان المبارك /10 ذي الحج

26. وفات کے وقت حضرت یوسف کی عمر کتنی تھی؟

Jt120/Jt100/Jt80 •

27. حضرت ذکریاً کاسیدہ مریم می کے ساتھ کیار شتہ تھا؟

• مامول/خالو/چيا

کامیاب زندگی . . . دورِ نوبلوعت کے سوالات

28. حضرت عیسای کا حضرت کی سے ساتھ کیار شتہ تھا؟

• ماموں/خالو/چیا

29. سيدناعيسي کي وِلادت کس مقام پر ہوئي؟

• بيت الله/بيت اللحم/بيت العتق

30. سیدہ مریم کے بھائی کانام کیا تھا؟

• ہارون / یکی / الیاس

31. حضرت عيسي كتني عمرتك مصرمين مقيم رہے؟

• وال/13 الا 13 الله عال

32. حضرت لوطًى قوم كس جلّه آباد تقى؟

• بخيرهٔ أحمر / بخيرهٔ رُوم / بخيرهٔ مُر دار

33. بحيرة مُر داركى سطح عام سمندرون سے كتنى گهرى ہے؟

• 400نٹ/1400نٹ/2400نٹ

34. بحيرة مرداركاياني مين نمكيات كى مقدار كتن فصديع؟

• و فيصد/10 فيصد / 33 فيصد

35. بحيرة مر دار كاياني عام سمندري ياني سے كتنے گنازيادہ ممكين ہے؟

• وگنا/10 گنا/33 •

36. حضرت لوط کی بیوی واہلہ کا جسم بحیرہ مر دار کے کس کنارے پر موجو دہے؟

• شالی / مشرقی / جنوبی

37. ہم جنس پر ستی سے کون سی لاعلاج بیاری تھیلتی ہے؟

• ایڈز/کینسر/طاعون

ضميمه

اِس ضمیمه کامقصد والدین کیلئے ایسے رہنمااُصول پیش کرناہے جن کی مددسے وہ شرم وحیاء کے حوالے سے اپنے بچوں کی عمر کے مطابق اُن کی رہنمائی کر سکیں۔ بلاشبہ والدین ہی سب سے بڑھ کر مخلصانہ و مشفقانہ انداز میں اپنے بچوں کی تربیت کرسکتے ہیں۔ بچوں کو باحیاء بنانے میں سب سے بڑا کر دار والدین کی تربیت کر ہیت کر سکتے ہیں۔ بچوں کو باحیاء بنانے میں سب سے بڑا کر دار والدین کی تربیت کا ہو تاہے ، اِس لئے ضروری ہے کہ والدین ہر عمر میں اُن کی رہنمائی کو اپنا فریضہ سجھتے ہوئے پیش کر دہ نکات پر حتی المقد ورعملدر آمد کو یقینی بنائیں۔

جنسی تعلیم کامغربی تصور ... بیہے کہ

معاشرے کو حرامکاری کی بجائے اُس کے نتیج میں حاصل ہونے والی فطری تباہی سے بیخنے کے طریقے سیمجھائے جائیں،البتہ حرامکاری کو جاری رکھنے کی ترغیب دی جائے۔

جنسی تعلیم کااِسلامی تصور ... بیہے کہ

معاشرے کو حرامکاری کے نتیجے میں حاصل ہونے والی فطری تباہی کی بجائے بنیادی طور پر حرامکاری سے بچنے کی ترغیب دی جائے، جس سے وہ اس کے برے انجام سے بھی نچکیائے۔

اینے بچوں کو شرم و حیاء کے حوالے سے بنیادی تعلیم دیتے وقت درج ذیل نکات مدِ نظر رکھیں۔

I) دوسال سے چیوٹے بچوں کیلئے

- بچوں کو اِسی عمر سے والدین کی خلوَت کے لمحات میں بیڈروم سے باہر لے جانا چاہیے، بصورتِ دیگر پر دے کامعقول اِنتظام ہونا چاہیئے۔
 - اُن کی موجودگی میں لباس تبدیل نہ کیاجائے تا کہ وہ بر ہنگی کونہ دیکھیں۔
 - اِس بات کا خیال رکھیں کہ اُنہیں شر مگاہ کی جگہوں کو محسوس کرنے کی عادت نہ ہونے پائے۔
 - یقینی بنائیں کہ اُنہیں گھر میں بھی اَجنبیوں کے ساتھ اکیلانہ چھوڑا جائے۔
- بچوں کے پیشاب، پاخانہ اور بد بُو کے اِخراج پر اُنہیں ایسانا گوار اِحساس نہ دلائیں کہ بچوں کو اُس سے نفرت ہو، بلکہ اُنہیں بیہ اِحساس دلائیں کہ جسم سے اُس چیز کا نکل جاناصحت کیلئے اچھاہے۔
- جب بھی اُن کی بر ہنگی کے بارے میں بات کریں تو مثبت اَنداز میں بات کریں تا کہ وہ اپنے جسم سے نفرت نہ کریں۔

2) دوسے چھ سال کے بچوں کیلئے

- اِس عمر کے بچوں کوسہ پہریا شام کو اکیلے گھرسے باہر نہ نکلنے دیں۔
- اُنہیں اِس بات کی تاکید کریں کہ وہ کسی کی موجود گی میں کپڑے تبدیل نہ کریں۔ کپڑے تبدیل
 کرنے سے پہلے کمرے کا دروازہ بند کر لیں یاواش روم میں چلے جائیں۔
 - اُنہیں اِس بات کی سمجھ دِ لائیں کہ کوئی اُن کی شر مگاہ کو جُھونے کا حق نہیں رکھتا۔
 - خواہ کیسے بھی حالات ہوں، گھرسے باہر کبھی بھی اپنے کیڑے نہ اُتاریں۔
 - کسی اَ جنبی کے ساتھ کبھی گھرسے باہر نہ جائیں۔
 - عمر میں بڑے مخالف جنس کے رشتہ داروں کے ساتھ اکیلے کھیلنے کی حوصلہ شکنی کریں۔
 - لڑکیوں کو بیٹھنے کا صحیح طریقہ سکھائیں۔ (ٹائگیں زیادہ نہ کھولیں اور کپڑے اُٹھے نہ رہیں)
 - بچوں کو پیہ باور کروائیں کہ وہ کسی آجنبی کے گھر / کمرے میں داخل نہ ہوں۔
 - - اِسی عمر سے اُنہیں الگ بستر پہ سونے کی عادت ڈالیں۔
 - دائیں کروٹ سونے کی عادت ڈالیں۔ پیٹ کے بل اُلٹاسونانا پیندیدہ عمل ہے۔
 - والدین کے کمرے میں داخل ہونے سے پہلے اِجازت لینے کی عادت ڈالیں۔

3)سات سے دس سال کی لڑکیوں کیلئے

• اِس عمر میں لڑکیوں کو بلوغت اور ماہواری کے بارے میں معلومات دیں اور بتائیں کہ عنسل کب فرض یاواجب ہوتاہے۔

- اِس عمر میں لڑ کیوں کو انڈرویئر پہننے کی عادت ڈالیں۔
- بچیوں کو جنسی حملہ اور جنسی ہر اسانی کے معنی بیان کریں تا کہ وہ اُس سے نے سکیں۔
- اُنہیں سمجھائیں کہ کسی اَ جنبی کے ساتھ اکیلے جانا یابڑے لڑکوں کے ساتھ کھیلنا کیوں منع ہے۔
- اُنہیں ہدایت کریں کہ وہ اپنے طرزِ عمل میں حیادار اور باو قار انداز اپنائیں اور حرام و حلال کے در میان تمیز کو سمجھیں۔
- اُنہیں ہدایت کریں کہ بھائیوں یا کزنوں کی موجود گی میں گھر میں بھی کھلے، بدن کے ساتھ چیکے موجود گی میں گھر میں بھی کھلے، بدن کے ساتھ چیکے موجود گی میں اُنہیں ہدایت کرین کریں۔
- بالخصوص كلاس روم جيسے مقامات پر وہ خاص دھيان رکھيں كہ كوئى اُن كے اِس قدر قريب نہ ہو كہ جسم كو چُھونے لگے۔
- اس عمر کی بچیوں کو حضرت یوسف علیہ السلام اور زُلیخا کا قصہ سنایا جائے۔ قر آنِ مجید سے سورہ کوسف کاتر جمہ پڑھایا جائے۔

4)سات سے دس سال کے الرکول کیلئے

- اُنہیں حیاءاور بے حیائی میں فرق اور جنسی زیادتی کے بارے میں بتائیں اور کچھ کہانیاں سنائیں۔
- اُنہیں تلقین کریں کہ اسکول کے ساتھی نہ اُنہیں چومیں ، نہ بالوں کو جُھوئیں اور نہ کو کی جسمانی رابطہ کریں۔
- اُنہیں ہدایت کریں کہ وہ اپنے طرزِ عمل میں حیادار اور باو قار انداز اپنائیں اور حرام و حلال کے درمیان تمیز کو سمجھیں۔
 - قوم لوط کاواقعہ بیان کریں اور ہم جنس پرستی کے شرسے بچائیں۔

5) گیارہ سے بندرہ سال کی لڑ کیوں کیلئے

- اِس عمر میں بچیوں کو بتائیں کہ جنین کیسے بنتا ہے اور یہ بھی کہ اُس کا واحد ذریعہ شادی ہے۔
 - حجاب بہننے کی اہمیت، اُس کے فائدے اور اُس کی وُجوہات بیان کریں۔
 - کسی جوان اَ جنبی مر د کے ساتھ تنہار ہنے کے نقصانات اُن پر واضح کریں۔
 - اُنہیں بتائیں کہ خود کو کیسے پاک صاف رکھناہے۔
- اُنہیں ایسی لڑکیوں سے الگ تھلگ رہنے کی ترغیب دیں جو لڑکوں کے ساتھ ٹائم گزارنے یا فخش مناظر دیکھنے کے حوالے سے بات چیت کرتی ہوں۔
- اُنہیں سمجھائیں کہ سوشل ویب سائٹس پر کسی ایسے شخص کو جواب نہ دیں جو اُن سے جنسی تعلقات کے حوالے سے بات کرے۔
- اُنہیں یہ سمجھائیں کہ جب کوئی نوجوان اُن کی خوبصورتی کی تعریف کرے توانہیں کیسار قِ عمل دینا چاہیئے۔
- مال کو اُن کی اچھی دوست بننا چاہیئے تا کہ وہ اُسے اپنے جذبات کی راز دار بنائیں اور ہر معاملہ اُس کے ساتھ شیئر کرتی رہیں۔

6) گیارہ سے بندرہ سال کے لڑکوں کیلئے

- 1. اِس عمر میں لڑکوں کو بلوغت اور اِحتلام کے بارے میں معلومات دیں اور بتائیں کہ عنسل کب فرض یاواجب ہوتاہے۔
 - 2. إس عمر ميں لڑ كوں كو انڈرويئر بہننے كى عادت ڈاليں۔
 - اس عمر میں لڑکوں کو بتائیں کہ جنین کیسے بنتا ہے اور یہ بھی کہ اُس کا واحد ذریعہ شادی ہے۔

- 4. لڑکوں کو اپنی نگاہیں نیجی رکھنے کی اہمیت بیان کریں۔
- 5. اُنہیں سمجھائیں کہ شریعت غیر محرم اڑ کیوں کے ساتھ اکیلے رہنے کی ممانعت کیوں کرتی ہے۔
 - 6. اُنہیں فخش باتیں کرنے والے نوجوانوں سے دُوررہنے کی تلقین کریں۔
- 7. اگروہ مخلوط اسکول میں پڑھ رہے ہوں تو اُنہیں لڑ کیوں کے ساتھ برتاؤ کرنے کاسلیقہ سکھانا چاہیۓ، تا کہ وہ حدُود میں رہیں۔
- 8. و قناً فو قناً اُن کے ساتھ جذباتی اور جنسی مسائل کو ڈسکس کرتے رہا کریں، تا کہ وہ اپنے اندر کی باتوں کو بلا جھجک آپ کے سامنے بیان کر سکیں۔
 - 9. اُنہیں ایڈز جیسے جنسی اَمر اض اور اُن کی وُجوہات کے بارے میں بتائیں۔

7) آخری نکته

اگر بچوں سے کوئی جذباتی غلطی ہو جائے تو اُنہیں توبہ کرنے کو کہیں۔والدین کوچاہیئے کہ وہ اپنے بچوں کو توبہ کرنے کا طریقہ سکھائیں۔ بہتر ہو گا کہ توبہ کا عمل باربار ڈہر ایا جائے کیونکہ چھوٹے بچوں کیلئے تعلیمی عمل میں باربار ڈہر اے جانے کی بڑی اہمیت ہوتی ہے۔

یاد رکھیں! دُنیا میں ایسے لوگ بھی موجود ہیں جو اپنی ہوس اور ذاتی مفاد کیلئے بچوں کا اِستحصال کر سکتے ہیں یا اُنہیں گر اہ کرکے غلط راستے پر ڈال سکتے ہیں۔ ایسی صورت میں والدین اپنے بچوں کی اچھی تربیت کیلئے اُنہیں بنیادی فقہی معلومات بیان کریں۔ خاص طور پر طہارت اور عنسل کے اُحکام کے ساتھ ساتھ سیدہ مریم گئے تھے کا بھی ذکر کریں کہ سیدناعیسی کیسے ایک مرد کے بغیر پیدا ہوئے۔ اُس کے علاوہ سوشل میڈیا کے اِستعال میں اِحتیاط برتنے اور فخش تصاویر اورویڈیوز سے اِجتناب کی بھی تلقین کریں۔

یہ بھی بہت ضروری ہے کہ ہم بچوں کی جاسوسی نہ کریں، اور اُنہیں یہ اِحساس نہ دِلا بیٹھیں کہ گویا ہم اُن سے خوفزدہ ہیں۔اگر ایساہو گا تواس سے اُن کی توجہ بگڑ جائے گی اور وہ جنسی پہلوؤں پر دُوسروں کی نسبت زیادہ

کامیاب زندگی . . . دورِ نوبلوعنت کے سوالات

توجه مر کوز کرنے لگیں گے، چنانچہ اِس سے اِحتراز کریں۔

پچوں کی تعلیم و تربیت میں سب سے زیادہ اہمیت اِس بات کی ہے کہ والدین کا اُن کے ساتھ تعلق اِعقاد، علم اور حفاظت پر اُستوار ہونا چاہیئے۔ اگر کسی موقع پر بچہ کسی بے حیائی کا اِر تکاب کر بیٹے تو ناراض ہونے اور مارپٹائی کرنے کی بجائے سب سے پہلے اُسے یہ اِحساس دِلائیں کہ وہ آپ کی حفاظت میں ہے۔ پھر اُس کے بعد اُسے اپنی غلطی کو درست کرنے کا طریقہ سکھانا چاہیئے، یوں ہم اُسے اِعتاد دے سکتے ہیں تا کہ وہ اللہ ربّ العزت کے حضور میں توبہ کرے اور دوبارہ الیی غلطی نہ دُہر ائے۔

مصادر ومراجع

- القرآن الحكيم.
- 2. كتاب مقدس، بائبل سوسائتي، أنار كلي، لاهور، باكستان.
- 3. أحمد بن حنبل، أبو عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل بن هلال بن أسد الشيباني (164هـ-241ه/780م-855م). المسند. بيروت، لبنان: مؤسسة الرسالة، 1420هـ/1999م.
- 4. البخاري، أبو عبد الله محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن مغيرة (194ه- 870هم-870م). الأدب المفرد. بيروت، لبنان: دار البشائر الإسلامية، الطبعة الثالثة: 1409ه/ 1989م.
- و. البخاري، أبو عبد الله محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن مغيرة (194هـ و 194هـ و 194م-870م). الجامع الصحيح. بيروت، لبنان: دار القلم، 1981هـ/ 1981م.
- 6. البيهقي، أبو بكر أحمد بن الحسين بن علي بن موسى الخُسْرَوْجِردي الخراساني (384هـ-458هـ/ 994م-1066م). السنن الكبرى. مكة المكرمة، المملكة العربية السعودية: مكتبة دار الباز، 1414هـ/ 1994م.
- 7. البيهقي، أبو بكر أحمد بن الحسين بن علي بن موسى الخُسْرَوْجِردي الخراساني (384هـ-458هـ/ 994م-1066م). شعب الإيمان. بيروت، لبنان: دار الكتب العلمية، 1410هـ/ 1990م.
- 8. الترمذي، أبو عيسىٰ محمد بن عيسىٰ ابن سورة بن موسىٰ بن ضحاك السلمي الترمذي (209ه-279هم/ 825م-892م). السنن. بيروت، لبنان: دار إحياء التراث

العربي.

9. الحاكم، أبو عبد الله محمد بن عبد الله بن محمد بن حمدويه بن نُعيم بن الحكم الضبي الطهماني النيسابوري (321هـ-405هـ/ 933م-1014م). المستدرك على الصحيحين. بيروت، لبنان: دار الكتب العلمية، 1411هـ/ 1990م.

10. ابن حبان، أبو حاتم محمد بن حبان بن أحمد بن حبان بن معاذ بن مَعْبد التميمي الدارمي البُستي (270ه-354ه/ 884م-696م). الصحيح. بيروت، لبنان: مؤسسة الرسالة، الطبعة الثانية: 1414ه/ 1993م.

11. الدارمي، أبو محمد عبد الله بن عبد الرحمن بن الفضل بن بَهرام بن عبد الصمد التميمي السمرقندي (181ه-255ه/797م-869م). السنن. بيروت، لبنان: دار الكتاب العربي، الطبعة الأولى: 1407هـ

12. أبو داود، سليمان بن أشعث بن إسحاق بن بشير بن شداد بن عمرو الأزدي السّجستاني (202ه-275ه/ 817م-889م). السنن. بيروت، لبنان: دار الفكر، 1994ه/ 1994م.

13. الرازي، أبو عبد الله محمد بن عمر بن الحسن بن الحسين بن علي الرازي الطبرستاني القرشي التيمي البكري (544ه-604ه/ 1119م-1210م). التفسير الكبير. طهران، إيران: دار الكتب العلمية.

14. الطبراني، أبو القاسم سليمان بن أحمد بن أيوب بن مطير اللَّخمي الشامي الطبراني (260هـ-873ه/ 873م-971م). المعجم الكبير. الموصل، العراق: مكتبة العلوم والحكم، 1404ه/ 1983م، ومطبعة الزهراء الحديثة.

15. القضاعي، أبو عبد الله محمد بن سلامة بن جعفر بن علي بن حكمون بن إبراهيم بن محمد بن مسلم (ت: 454ه/ 1062م). مسند الشهاب. بيروت، لبنان:

مؤسسة الرسالة، الطبعة الثانية: 1407هـ/ 1986م.

16. ابن ماجه، أبو عبد الله محمد بن يزيد القزويني (209ه-275ه/824م-887م). السنن. بيروت، لبنان: دار الفكر.

17. مسلم، أبو الحسين مسلم ابن الحجاج بن مسلم بن ورد القشيري النيشابوري (206هـ-871هـ/ 821م-875م). الجامع الصحيح. بيروت، لبنان: دار إحياء التراث العربي.

18. النسائي، أبو عبدالرحمن أحمد بن شعيب بن علي بن سنان بن بحر بن دينار (18هـ-830هـ/830م-915م). السنن. بيروت، لبنان: دار الكتب العلمية، (1995هـ/1995م.

19. الهندي، علاء الدين علي بن حسام الدين المتقي (ت: 975هـ). كنز العمال. بيروت، لبنان: دار الكتب العلمية، 1419هـ.

20. أبو يعلى، أحمد بن على بن مثنى بن يحيى بن عيسى بن هلال موصلى تميمى (20. أبو يعلى، أحمد بن على بن المشنى بن يحيى بن عيسى بن هلال موصلى تميمى (210هـ-307هـ/ 825م-919م). المسند. دمشق، شام: دار المأمون للتراث، 1984هـ/ 1984م.

- 21. arxiv.org
- 22. askabiologist.asu.edu
- 23. electropages.com
- 24. imagine.gsfc.nasa.gov
- 25. minhajbooks.com
- 26. ncbi.nlm.nih.gov
- 27. snopes.com
- 28. theguardian.com
- 29. washingtonvisiontherapy.com
- 30. worldometers.info

نوٹس

	•••••	• • • • • • • • • • • • • • • • • • • •	•••••		 •••••	•••••		
•••••	•••••	• • • • • • • • • • • • • • • • • • • •	•••••	•••••	 	•••••	• • • • • • • • • • • • • • • • • • • •	
•••••	•••••	• • • • • • • • • • • • • • • • • • • •	•••••	•••••	 	•••••	• • • • • • • • • • • • • • • • • • • •	
	•••••	• • • • • • • • • • • • • • • • • • • •	•••••	•••••	 		•••••	
	•••••	• • • • • • • • • • • • • • • • • • • •	•••••	•••••	 			••••
	•••••				 			
	•••••				 			
	•••••				 			
	•••••				 			••••
	•••••				 			
	•••••	• • • • • • • • • • • • • • • • • • • •			 			
	•••••				 			••••
	•••••				 			
	•••••				 			••••
	•••••				 			
	•••••	• • • • • • • • • • • • • • • • • • • •			 			••••

کامیاب زنرگی دور نوبلوعت کے سوالات

کامیاب زندگی دورِ تو بلوعنت کے سوالات
, - · •
•••••
 •••••

MOBILE APPS OF MQI

(SCAN QR CODE TO INSTALL)

IRFAN-UL-QURAN

MINHAJ ISLAMIC ENCYCLOPEDIA



MINHA] TV













THE FATWA





Conjector Charles Specifical

September 1

Gregorite Chapterin Replace

BOOKS STORE









Geglente Gutchefer









Canalina Condesia

Chiphop

ملنے کے پتے

1_منهاج القرآن پېلى كىشنز، چيىژ جى روڈ، اُر دوبازار لامور
2- مر كزى سيل سنٹر منهاج القر آن، 365 يم ماڈل ٹاؤن لاہور
3- كھو كھرېك ۋېو،المدىينە روۋمىن ماركىٹ ٹاؤن شپ لاہور
4- سلهريابك سنشر، بالمقابل پنجاب اسكول، سيكثر C1 ٹاؤن شپ لامور
5-الطاہر بک سنٹر، شنگھائی روڈ بالمقابل مدینہ روڈ چو نگی امر سدھولا ہور
6۔ مکتبہ نور بیر رضویہ گلبرگ اے بغدادی جامع مسجد فیصل آباد
7- پرنٹ ماسٹر ، مدینه سنٹر سلیمی چوک فیصل آباد
8- نديم موبائل اسيسريز، كمهاران والى گلى، حافظ آباد روڈ گو جرانواله
9۔ بھٹی سیل سنٹر ، فتح پور روڈ چوک اعظم ،لیہ
10 ـ منهاج پبلی کیشنز،انڈیا
11 - منهاج بک شاپ لندن، برطانیه
12 ـ منهاج القر آن اسلامک سنٹر پیر س، فرانس
13۔ منہاج القر آن اسلامک سنٹر اوسلو، ناروپ
14_منهاج القرآن ایجو کیشنل سنشرنیو جرسی،امریکا

SUCCESSFUL LIFE

(A GUIDE FOR TEENAGERS)



- بچوں کیلئے بنیا دی جنسی تعلیم ، اسلامی مکنة نظر سے
- بچوں کی الیی تربیت کہ کوئی اُن کا اِستحصال نہ کر سکے
- کم عمری میں بچول کو بگڑنے سے بچانے کیلئے بہترین تحفہ
- ایسے موضوعات جن پروالدین بچوں سے بات کرنے سے بچکچاتے ہیں
- ایک الیمی کتاب جو والدین اینے بچوں کو اعتماد کے ساتھ دے سکتے ہیں

